ماہنامہ
اخبار احمدیہ
جرمنی
اکتوبر 2025ء جلد نمبر 26 شمارہ نمبر 10

تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک میں بہتر ہے۔

مجلس انصار اللہ کا ہر ممبر جماعت کے لیے
مفید وجود بن جائے

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ برطانیہ 2025ء کے اختتامی اجلاس میں انصار اللہ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

☆ غور کریں کہ کیا آپ وہ نمونہ ہیں، جنہوں نے بیعت کے حقیقی معیاروں کو حاصل کر لیا ہے، یا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ اگر نہیں تو یہ بڑی قابلِ فکر بات ہے کیونکہ آپ کے نمونے دیکھ کر ہی اگلی نسلوں نے اپنی اصلاح کرنی ہے۔

☆ اگر ہم میں تقویٰ ہو، تو ہم بہت ساری بیماریوں سے بچنے والے بھی ہوں گے اور اُس بیعت کا بھی حق ادا کرنے والے ہوں گے، جس کا عہد ہم نے حضرت مسیح موعودؑ سے جُڑنے کے بعد کیا ہے۔

☆ شرائط بیعت میں سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ شرک سے پرہیز کیا جائے۔ شرک ایسی چیز ہے جو بعض دفعہ شیطان ایسے راستوں سے ہمارے دلوں میں پیدا کرتا ہے جس کا ہمیں احساس بھی نہیں ہوتا۔ پس باریکی سے یہ جائزہ لینا چاہیے کہ ہم کسی بھی طرح، کسی بھی قسم کے شرک میں مبتلا نہ ہوں۔

☆ آپؑ نے بیعت کرنے والوں کو یہ بھی فرمایا کہ جھوٹ، زنا، بدنظری، فسق و فجور، ظلم، خیانت اور فساد سے بچنا ہے۔ انصار کی عمر کو پہنچنے والوں میں اگر کوئی بُرائی ہو گی تو اگلی نسل میں بھی بُرائیاں پیدا ہوتی جائیں گی۔ پس انصار کی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

☆ حضور انور نے آخر پر تاکید فرمائی کہ یہ ضروری ہے کہ ہم اپنی حالتوں کو بہتر بنائیں، ہَوا و ہَوس سے اپنے آپ کو روکیں اور انصار اللہ کو اِس کے لیے بنیادی کردار ادا کرنا ہو گا۔ دنیاوی خواہشات کی طرف نہ جائیں، بلکہ دین کو ہمیشہ مقدم رکھیں اور تقویٰ کے راستوں پر چلنے کی کوشش کریں۔

☆ 'نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہ' کا جو نعرہ لگاتے ہیں وہ حقیقت میں ایسا نعرہ ہو جو حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کو پورا کرنے والے لوگوں کا نعرہ ہے اور اِس کے لیے مجلس انصار اللہ کا ہر ممبر جماعت کے لیے ایک مفید وجود بن جائے اور اپنی نسلوں کو سنبھالنے والا بھی ہو جائے تاکہ جماعت ترقی کی راہوں پر گامزن رہے۔ (ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل 4 اکتوبر 2025ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادار یہ

ایک مثالی کنبہ

انسان جس ماحول میں رہے، اُس کا رنگ اُس پر چڑھنے لگتا ہے۔ اس فطرتی تقاضہ کا نتیجہ ہر جگہ، زمانہ اور قوم میں دیکھنے کو ملتا ہے جو اکثر اوقات تو مثبت ہوتا ہے تاہم کبھی منفی بھی ہو سکتا ہے۔ کامیاب انسان وہ ہے جو کسی ماحول کے مثبت رنگ میں تو رنگین ہو لیکن ماحول کے منفی پہلو اس پر اثرانداز نہ ہو سکیں۔

بعض اوقات ارد گرد نظر ڈالنے سے احساس ہوتا ہے کہ ہمارے بعض گھروں میں بھی مغربی تہذیب اثرانداز ہونے لگی ہے جس کے نتیجہ میں ازدواجی تعلقات میں دراڑیں پڑتی دکھائی دیتی ہیں اور رحمی رشتے اپنی قدریں کھوتے نظر آتے ہیں۔ ایسے میں ہمارے لوگ پریشان ہو کر ماہرینِ نفسیات کے پاس پہنچتے ہیں تو کوئی جدید تہذیب کے ماہرین سے رابطے کرنے لگتے ہیں۔ حالانکہ ایک مسلمان کے لئے قرآن کریم میں مکمل لائحہ عمل بیان کر دیا گیا ہے اور آنحضور ﷺ کے پاکیزہ اُسوہ میں مکمل رہنمائی موجود ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ اس صورت حال کا تجزیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ایک تغیّر یورپ میں رونما ہوا ہے اور وہاں مرد اپنی جگہ اور عورت اپنی جگہ چلا رہے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں اپنی جگہ سے ہل گئے ہیں اور اکھڑنا ہمیشہ درد پیدا کرتا ہے۔ ان کو آرام اسی وقت حاصل ہو گا جب اسلام نے مرد و عورت کے جو حقوق بتائے ہیں ان کا لحاظ رکھا جائے گا۔ مجھے افسوس ہے کہ وہی اسلام جو اس آواز کو لے کر آیا اس کے ماننے والے اس پر عمل کرنے میں سب سے پیچھے ہیں''۔ پھر فرمایا: ''مسلمان عورتوں میں بھی وہی باتیں پیدا ہو رہی ہیں جو دوسری قوموں میں ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمان بجائے اس کے کہ ان کا علاج قرآن کریم سے پوچھیں یورپ کا طریق اختیار کر رہے ہیں اس لئے وہی بے چینیاں جو یورپ میں ہیں ان میں بھی پیدا ہو رہی ہیں۔ قرآن کریم پر عمل کرنے سے گو رسم و رواج کا مقابلہ کرنے میں تکلیف تو ہو گی مگر اس کا انجام نیک ہو گا''۔ (خطبات محمود جلد 3 صفحہ 244،245)

قرآن کریم ازدواجی مسائل کا حل بتاتے ہوئے ہر معاملہ میں تقویٰ کا بنیادی نسخہ تجویز کرتا ہے۔ انسانی پیدائش اور جوڑوں کے بننے کے عمل کو بھی تقویٰ کی نظر سے دیکھنا اور پھر جوڑے بننے کے بعد ایک دوسرے کے رحمی رشتوں کا اِحترام کرنا، سچی کھری بات کہنا اور اپنی روزمرہ مصروفیات کو منظّم و مرتّب کرنا، اس قرآنی نسخہ کے اہم اجزاء ہیں۔

ازدواجی زندگی کی ابتداء جیون ساتھی کے انتخاب سے ہوتی ہے۔ اس انتخاب کے لئے اس ہستی ﷺ نے جس پر قرآن نازل ہوا، رہنمائی فرمائی کہ دین کا پہلو اختیار کرو۔ اس ضمن میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ''سنو! میاں بی بی کا تعلق ایک گھنٹہ کا نہیں ساری عمر کا ہے۔ ساری عمر کا نہیں بلکہ مَیں تو کہتا ہوں قیامت تک کا ہے کیونکہ اس تعلق کا اثر نسل در نسل چلنے والا ہے ... جیسا بیج ہو گا ویسا ہی پھل لگے گا ... یہی وجہ ہے کہ نکاح میں بھی دینی طور پر ان باتوں کا لحاظ رکھا جاتا ہے کہ لڑکی ذات الدین ہو۔ لڑکے کے اخلاق خراب نہ ہوں۔ ... جس نکاح کی بنیاد صدق و سداد پر ہو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو مدنظر رکھا گیا ہو ضرور ہے کہ اس پر نیک ثمرات مرتب ہوں۔ دیکھو حضرت ابراہیمؑ کی شادی ہوئی۔ اس نکاح کی بنیاد کسی ایسے نیک اصل پر تھی کہ اس سے نبی ہی نبی پیدا ہوتے چلے گئے''۔ (خطبات محمود جلد 3 صفحہ 5)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے عائلی معاملات میں یہ اصول مدنظر رکھنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم میں سے ہر شخص قرآن کریم میں بیان فرمودہ مقصد لِتَسۡکُنُوۡۤا اِلَیۡہَا کو حقیقی طور پر حاصل کر کے ایک مثالی کنبہ بنانے والا ہو جائے، آمین۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی

ربیع الثانی/جمادی الاوّل 1447 ہجری قمری | اکتوبر 2025ء | جلد نمبر 26 | شمارہ نمبر 10 | اخاء 1404 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04 قال اللہ جل جلالہ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ السلام

05 تبرّکات: خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِأَهْلِهِ

06 منظوم کلام: دنیائے دُوں کی دل میں محبت سما گئی

07 خطبہ جمعہ: انسان کے اخلاق کے امتحان کا پہلا موقعہ اس کی بیوی ہے

13 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے کامل نمونہ ہیں

16 احمدیہ مسلم جیورسٹس ایسوسی ایشن جرمنی کے زیر اہتمام ایک مجلس مذاکرہ

17 سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عائلی زندگی

21 گھریلو زندگی، اسلامی اقدار کا آئینہ

26 ہم احمدی انصار ہیں

27 حضرت قمر الانبیاء کی ٹھنڈی میٹھی چاندنی

31 اساتذہ جامعہ احمدیہ جرمنی کی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات

35 تحریک جدید کا مالی جہاد اور جماعت احمدیہ جرمنی

38 ادبی صفحہ: گلستان سعدی سے حکایات

39 شعبہ تعلیم جماعت احمدیہ جرمنی

43 تعلیمی اعزاز حاصل کرنے والے طلباء و طالبات

47 اعلانات وفات: بلانے والا ہے سب سے پیارا

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارے اخبار احمدیہ جرمنی کی ویب سائٹ

www.akhbareahmadiyya.de

پر بھی پڑھے جا سکتے ہیں

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

اویس احمد نوید، مدبّر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سیّد سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سیّد افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِ ورق

احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی

سعید اللہ خان

مینیجر

سیّد افتخار احمد

اعزازی اراکین

محمد انیس دیالگڑھی، منور علی شاہد، صادق محمد طاہر

پتہ
شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

PRINTER: RANA PRINT
HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

17

13

31

07

04

39

16

35

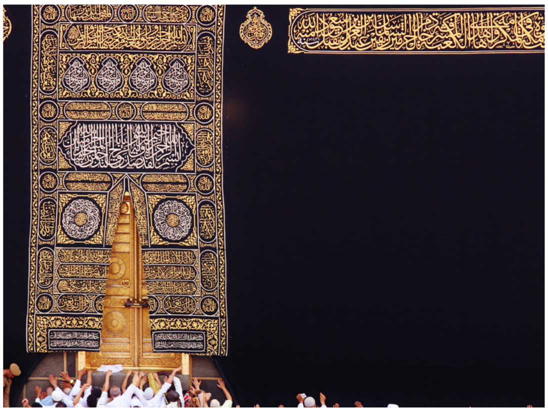

قال اللہ جل جلالہ

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

(الفرقان 75)

اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَ خِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ

(ترمذی کتاب النکاح باب ماجاء فی حق المرأۃ علی زوجھا)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومنوں میں سے ایمان کے لحاظ سے کامل ترین مومن وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔ اور تم میں سے خلق کے لحاظ سے بہترین وہ ہے جو اپنی عورتوں سے بہترین اور مثالی سلوک کرتا ہے۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ نے اولاد کی خواہش کو اس طرح پر قرآن میں بیان فرمایا ہے رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا یعنی خدا تعالیٰ ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما دے اور یہ تب ہی میسر آسکتی ہے کہ وہ فسق و فجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں بلکہ عباد الرحمٰن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر ایک شے پر مقدم کرنے والے ہوں اور آگے کھول کر کہہ دیا وَ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو یہ ان کا امام ہی ہو گا۔ اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 6 صفحہ 193)

خَیْرُ کُمْ خَیْرُ کُمْ لِاَھْلِہٖ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

''ہمارے ہادی کامل رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے خَیْرُ کُمْ خَیْرُ کُمْ لِاَھْلِہٖ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں۔ دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کر سکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو۔ نہ یہ کہ ہر ادنیٰ بات پر زدوکوب کرے ... انسان کو چاہیے کہ عورتوں کے دل میں یہ بات جما دے کہ وہ کوئی ایسا کام جو دین کے خلاف اور بدعت ہو کبھی بھی پسند نہیں کر سکتا۔ اور ساتھ ہی وہ ایسا جابر اور ستم شعار نہیں کہ اس کی کسی غلطی پر بھی چشم پوشی نہیں کر سکتا''۔

(الحکم مورخہ 24 دسمبر 1900ء صفحہ 2)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

''وَ عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ جہاں تک ہو سکے ان سے بھلائی کرو تم ان سے نیکی کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ تم کو اس کے عوض بہتر سے بہتر اجر دے گا۔ چونکہ میرا مطالعہ بہت ہے۔ اور مرد عورتوں کو اکثر درس دینے کا مجھے موقع ملا ہے اس لئے مرد اور عورتوں کی طبائع کا مجھے خُوب علم ہے اور ان کی فطرت سے خوب واقف ہوں۔ میرے خیال میں عورتیں چشم پوشی اور ترس کی مستحق ہیں''۔ (حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 169)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

''اللہ تعالیٰ کے پاک بندے ہمیشہ اپنی آئندہ نسل کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے دُعائیں کرتے رہتے ہیں تا کہ وہ نورِ ایمان جو اُن کے دلوں میں پایا جاتا ہے صرف اُن کی ذات تک محدود نہ رہے بلکہ قیامت تک چلتا چلا جائے ... قرآن کریم نے حضرت اسمٰعیلؑ کی ایک بڑی خوبی یہ بیان فرمائی ہے کہ کَانَ یَاْمُرُ اَھْلَہٗ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ (مریم:56) یعنی وہ اپنے بیوی بچوں اور رشتہ داروں کو نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کیا کرتے تھے تا کہ خدائے واحد کی حکومت دنیا میں ہمیشہ قائم رہے۔ اور ہمیشہ کے لئے نماز اور زکوٰۃ کا سلسلہ جاری رہے۔ اور یہی ہر مومن کا کام ہے اور اس کا فرض ہے کہ جہاں وہ اپنی اولاد کی نیک تربیت سے کبھی غافل نہ ہو وہاں وہ اللہ تعالیٰ سے دُعائیں بھی کرتا رہے اور خود اُن کا معلم بنے''۔ (تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 231)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

''یہ خَیْرُ کُمْ لِاَھْلِہٖ ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں تمہیں اچھا اور نیک مقام حاصل ہو گا اگر تم ازدواجی رشتوں کے حقوق ادا کرو گے۔ یہ تعلقات تو دنیوی ہیں۔ غیر مسلم اور دہریہ بھی اس قسم کے تعلقات کو قائم کرتے ہیں لیکن ہم پر اسلام کی یہ نعمت اور احسان ہے کہ ان دنیوی تعلقات کو اور ان دنیوی رشتوں کو نباہنے کے لئے اگر ہم یہ نیت رکھیں کہ ہم آپس میں اچھے تعلقات قائم کریں گے اور ان حقوق کی پوری طرح حفاظت کریں گے جو اللہ تعالیٰ نے ان رشتوں کے متعلق قائم کئے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہو گا''۔

(خطبات ناصر جلد دہم صفحہ 458)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

''قیامت تک کے لئے انسان اپنی اولاد کے لئے جو دعائیں کرنا چاہتا ہے اس کے لئے اس سے بہتر دعا نہیں ہو سکتی کہ اے خدا! ہماری اولاد کو، اولاد در اولاد کو، سلسلہ اولاد کو ہماری آنکھوں کے لئے ٹھنڈک بنانا اور وہ ٹھنڈک ان معنوں میں ہو کہ وَ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا کہ ہمیں متقیوں کا امام بنانا۔ غیر متقی کا امام نہ بنانا، یہ بہت ہی کامل دعا اور قیامت تک اثر پیدا کرنے والی ہے اور پھر یہ بھی ہمیں توجہ دلاتی ہے کہ اگر تم نے اپنے لئے اس دنیا میں جنت پیدا کر لی اور تمہاری اولاد کو یہ توفیق نہ ملے کہ وہ متقی ہو تو تم نے جو کچھ حاصل کیا تھا عملاً اس کو کھو بیٹھو گے ... اس لئے صرف اپنے لئے فکر نہ کیا کرو، اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کی بھی فکر کیا کرو''۔ (خطبات طاہر جلد 10 صفحہ 433)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

''حدیث میں آتا ہے کہ خاوند کو چاہئے کہ اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے بیوی کے منہ میں لقمہ اگر ڈالتا ہے تو اس کا بھی ثواب ہے۔ اب اس کا مطلب صرف یہ نہیں کہ صرف لقمہ ڈالنا بلکہ بیوی بچوں کی پرورش ہے، ان کی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ ایک مرد کا فرض ہے کہ اپنے گھر کی ذمہ داری اٹھائے۔ لیکن اگر یہی فرض وہ اس نیت سے ادا کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرے پر یہ ذمہ داری ڈالی ہے اور خدا کی خاطر میں نے اپنی بیوی، جو اپنا گھر چھوڑ کے میرے گھر آئی ہے، اس کا حق ادا کرنا ہے، اپنے بچوں کا حق ادا کرنا ہے تو وہی فرض ثواب بھی بن جاتا ہے۔ یہ بھی عبادت ہے''۔ (خطبہ جمعہ 13 مارچ 2009ء)

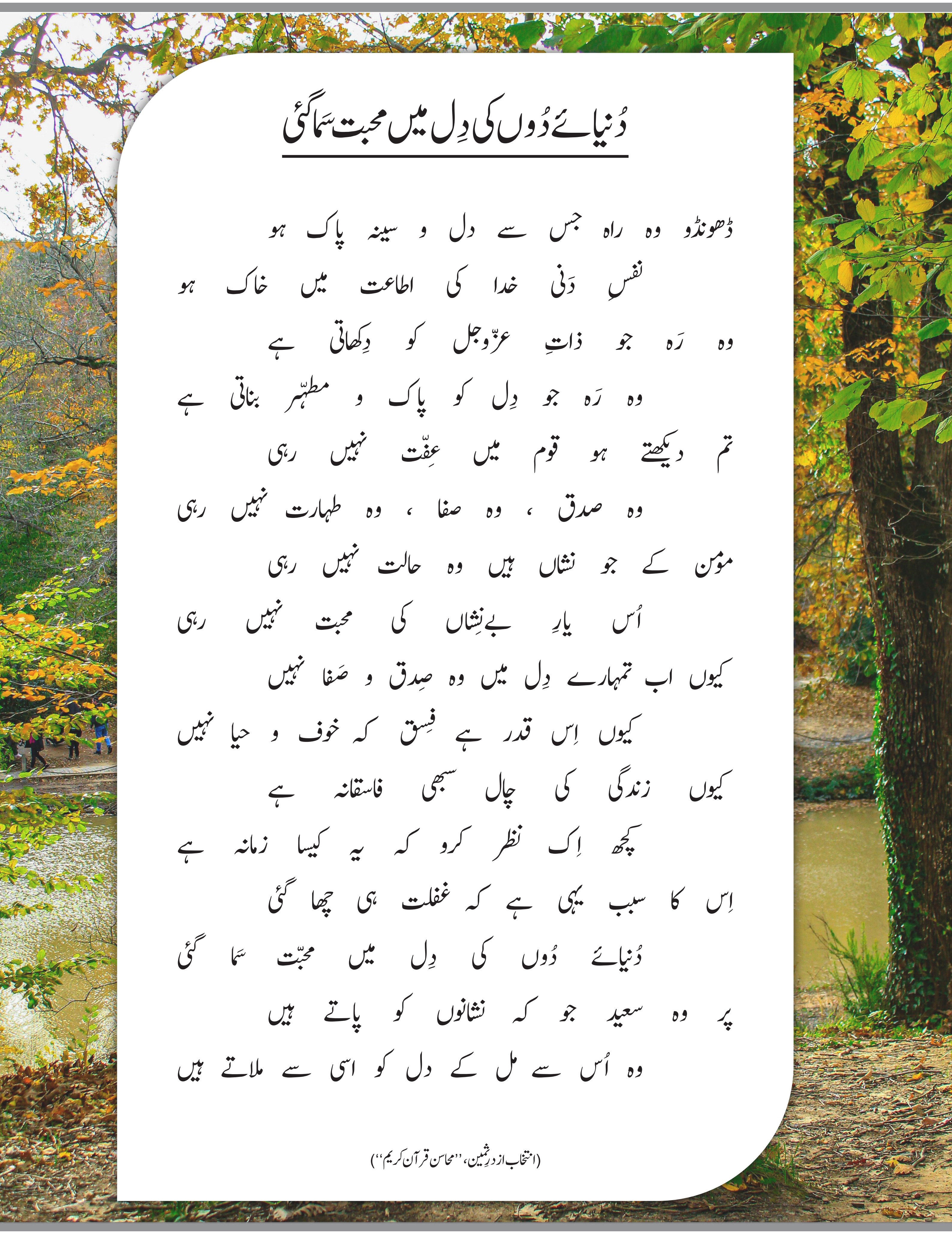

دُنیائے دُوں کی دِل میں محبت سَما گئی

ڈھونڈو وہ راہ جس سے دل و سینہ پاک ہو
نفسِ دَنی خدا کی اطاعت میں خاک ہو
وہ رَہ جو ذاتِ عزّوجل کو دِکھاتی ہے
وہ رَہ جو دِل کو پاک و مطہّر بناتی ہے
تم دیکھتے ہو قوم میں عِفّت نہیں رہی
وہ صدق ، وہ صفا ، وہ طہارت نہیں رہی
مومن کے جو نشاں ہیں وہ حالت نہیں رہی
اُس یارِ بے نِشاں کی محبت نہیں رہی
کیوں اب تمہارے دِل میں وہ صِدق و صَفا نہیں
کیوں اِس قدر ہے فِسق کہ خوف و حیا نہیں
کیوں زندگی کی چال سبھی فاسقانہ ہے
کچھ اِک نظر کرو کہ یہ کیسا زمانہ ہے
اِس کا سبب یہی ہے کہ غفلت ہی چھا گئی
دُنیائے دُوں کی دِل میں محبّت سَما گئی
پر وہ سعید جو کہ نشانوں کو پاتے ہیں
وہ اُس سے مل کے دل کو اسی سے ملاتے ہیں

(انتخاب از درِثمین، ''محاسن قرآن کریم'')

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

انسان کے اخلاق کے امتحان کا پہلا موقعہ اس کی بیوی ہے

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 10 نومبر 2006ء کا مکمل متن

تشہد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَ بَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا کَثِیۡرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ وَ الۡاَرۡحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلَیۡکُمۡ رَقِیۡبًا

(النساء: 2)

آج کل پھر عائلی جھگڑوں کی شکایات بہت زیادہ ہو گئی ہیں۔ میاں بیوی کے جو معاملات ہیں، آپس کے جھگڑے ہیں ان میں بعض دفعہ ایسے ایسے بیہودہ اور گھناؤنے معاملات سامنے آتے ہیں جن میں ایک دوسرے پر الزام تراشیاں بھی ہوتی ہیں یا مردوں کی طرف سے یا سسرال کی طرف سے ایسے ظالمانہ رویے ہوتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا حکم ذَکِّرۡ سامنے نہ ہو کہ نصیحت کرتے رہو، نصیحت یقیناً فائدہ دیتی ہے تو انسان مایوس ہو کر بیٹھ جائے کہ ان بگڑے ہوؤں کو ان کے حال پر چھوڑ دو، یہ سب حدیں پھلانگ چکے ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مسیح و مہدی کی غلامی اور نمائندگی میں نصیحت کرنے کے فرمانِ الٰہی کے مطابق نصیحت کرتے چلے جانے کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے کہ جن لوگوں نے اس زمانے کے امام کو مانا ہے یقیناً ان میں شرافت کا کوئی بیج تھا جس سے یہ نیکی کا شگوفہ پھوٹا ہے کہ احمدیت قبول کر لی اور اس پر قائم ہیں۔ پس اللہ کے حکم کے مطابق اور جو کام ذمہ لگایا گیا ہے اس کو ادا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہ نصیحت کرو یقیناً اللہ برکت ڈالے گا، مَیں اللہ تعالیٰ کے اس برکت ڈالنے کے سلوک کی امید کرتے ہوئے آج پھر اس بارے میں کچھ سمجھانے کی کوشش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ میرے الفاظ میں اثر پیدا کر دے کہ اجڑتے ہوئے گھر جنّت کا گہوارہ بن جائیں گو کہ مَیں گزشتہ خطبات میں اشارۃً بھی اس طرف توجہ دلاتا رہا ہوں لیکن آج ذرا کچھ وضاحت سے یہ فرض ادا کرنے کی کوشش کروں گا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا آج کل بذریعہ خطوط یا بعض ملنے والوں سے سن کر طبیعت بے چین ہو جاتی ہے کہ ہمارے مقاصد کتنے عظیم ہیں اور ہم ذاتی اَناؤں کو مسائل کا پہاڑ سمجھ کر کن چھوٹے چھوٹے لغو مسائل میں الجھ کر اپنے گھر کی چھوٹی سی جنّت کو جہنّم بنا کر جماعتی ترقی میں مثبت کردار ادا کرنے کی بجائے منفی کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان مسائل کو کھڑا کرنے میں جو بھی فریق اپنی اَناؤں کے جال میں اپنے آپ کو بھی اور دوسرے فریق کو بھی اور نظامِ جماعت کو بھی

اور پھر آخر کار بعض اوقات مجھے بھی الجھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے عقل دے اور وہ اس مقصد کو سمجھے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تھا۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ ''وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہوگئی ہے اس کو دور کرکے محبّت اور اخلاص کو دوبارہ قائم کروں''۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں ''خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا میں حلم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہ راست پر چلاؤں۔ انسان کو اس بات کی ضرورت ہے کہ ایسے دلائل اس کو ملیں جن کے رُو سے اس کو یقین آجائے کہ خدا ہے''۔

پس یہ بڑا مقصد ہے جس کے پورا کرنے کی ایک احمدی کو کوشش کرنی چاہئے اور اس کو جستجو رہنی چاہئے۔ اور کوئی احمدی بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مقصد کے حصول کے لئے آپ کی مدد نہیں کرسکتا جب تک کہ وہ اپنی اَناؤں سے چھٹکارا حاصل نہیں کرتا، ان پاک ہدایتوں پر عمل نہیں کرتا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دی ہیں۔ اگر ہمارے اپنے گھروں میں نرمی اور اعلیٰ اخلاق کے نظارے نظر نہیں آرہے تو ہم نے گم گشتہ اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو راستہ کیا دکھانا ہے؟ ہم تو خود ان گم گشتہ لوگوں میں شامل ہیں، ہم تو خود اپنی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ پس ہر احمدی کو اپنا جائزہ لینا چاہئے، اپنے گھر کا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم قرآنی تعلیم سے ہٹے ہوئے تو نہیں ہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم سے لاشعوری طور پر دور تو نہیں چلے گئے؟ اپنی اَناؤں کے جال میں تو نہیں پھنسے ہوئے؟ اس بات کا جائزہ لڑکے کو بھی لینا ہوگا اور لڑکی کو بھی لینا ہوگا، مرد کو بھی لینا ہوگا، عورت کو بھی لینا ہوگا، دونوں کے سسرال والوں کو بھی لینا ہوگا کیونکہ شکایت کبھی لڑکے کی طرف سے آتی ہے، کبھی لڑکی کی طرف سے آتی ہے، کبھی لڑکے والے زیادتی کر رہے ہوتے ہیں، کبھی لڑکی والے زیادتی کر رہے ہوتے ہیں لیکن اکثر زیادتی لڑکے والوں کی طرف سے ہوتی ہے۔ یہاں مَیں نے گزشتہ دنوں امیر صاحب کو کہا کہ جو اتنے زیادہ معاملات آپس کی ناچاقیوں کے آنے لگ گئے ہیں اس بارے میں جائزہ لیں کہ لڑکے کس حد تک قصوروار ہیں، لڑکیاں کس حد تک قصوروار ہیں اور دونوں طرف کے والدین کس حد تک مسائل کو الجھانے کے ذمہ دار ہیں۔ تو جائزے کے مطابق اگر ایک معاملے میں لڑکی کا قصور ہے تو تقریباً تین معاملات میں لڑکا قصوروار ہے، یعنی زیادہ مسائل لڑکوں کی زیادتی کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں اور تقریباً 40-30 فیصد معاملات کو دونوں طرف کے سسرال بگاڑ رہے ہوتے ہیں۔ اس میں بھی لڑکی کے ماں باپ کم ذمہ دار ہوتے ہیں اور لڑکے کے ماں باپ اپنی ملکیت کا حق جتانے کی وجہ سے ایسی باتیں کرجاتے ہیں جس سے پھر لڑکیاں ناراض ہو کر گھر چلی جاتی ہیں۔ یہ بھی غلط طریقہ ہے، لڑکے کا کام ہے کہ اپنے ماں باپ کی خدمت کرے لیکن بیویوں کو بھی ان کا حق دے۔ جب ایسی صورت ہوگی تو پھر بیویاں عموماً خاوند کے ماں باپ کی بہت خدمت کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں ایسی بھی بہت ساری مثالیں ہیں کہ ساس سسر کو اپنے بچوں سے زیادہ اپنی بہوؤں پر اعتماد ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ خدانخواستہ جماعت میں نیکی اور اخلاق رہے ہی نہیں، بالکل ختم ہی ہوگئے ہیں، اکثریت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیکی پر قائم ہے۔ مگر جو مثالیں سامنے آتی ہیں وہ پریشان کرتی ہیں کہ یہ اتنی بھی کیوں ہیں؟ جو جائزہ مَیں نے یہاں لیا ہے اگر کینیڈا میں، امریکہ میں یا یورپ کی جماعتوں میں لیا جائے تو وہاں بھی عموماً یہی تصویر سامنے آئے گی۔ پس شعبہ تربیت کو ہر جگہ، ہر لیول (Level) پر جماعتی اور ذیلی تنظیموں میں فعّال ہونے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

اسلام نے ہمیں اپنے گھریلو تعلقات کو قائم رکھنے اور محبّت و پیار کی فضا پیدا کرنے کے لئے کتنی خوبصورت تعلیم دی ہے۔ ایسے لوگوں پر حیرت اور افسوس ہوتا ہے جو پھر بھی اپنی اَناؤں کے جال میں پھنس کر دو گھروں، دو خاندانوں اور اکثر اوقات پھر نسلوں کی بربادی کے سامان کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ رحم کرے۔

اسلامی نکاح کی یا اس بندھن کے اعلان کی یہ حکمت ہے کہ مرد و عورت جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق میاں اور بیوی کے رشتے میں پروئے جارہے ہوتے ہیں، نکاح کے وقت یہ عہد کر رہے ہوتے ہیں کہ ہم ان ارشاداتِ الٰہی پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے جو ہمارے سامنے پڑھے گئے ہیں۔ ان آیات قرآنی پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے جو ہمارے نکاح کے وقت اس لئے تلاوت کی گئیں تاکہ ہم ان کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیں۔ اور ان میں سے سب سے پہلی نصیحت یہ ہے کہ تقویٰ پر قدم مارو، تقویٰ اختیار کرو۔ تو نکاح کے وقت اس نصیحت کے تحت ایجاب و قبول کر رہے ہوتے ہیں، نکاح کی منظوری دے رہے ہوتے ہیں کہ ہم ان پر عمل کریں گے۔ کیونکہ اگر حقیقت میں تمہارے اندر تمہارے اس ربّ کا، اس پیارے ربّ کا پیار اور خوف رہے گا جس نے پیدائش کے وقت سے لے کر بلکہ اس سے بھی پہلے تمہاری تمام ضرورتوں کا خیال رکھا ہے، تمام ضرورتوں کو پورا کیا ہے تو تم ہمیشہ وہ کام کروگے جو اس کی رضا کے کام ہیں اور اس کے نتیجہ میں پھر ان انعامات کے وارث ٹھہروگے۔ میاں بیوی جب ایک عہد کے ذریعہ سے ایک دوسرے کے ساتھ بندھ گئے اور ایک دوسرے کا خیال رکھنے کا عہد کیا تو پھر یہ دونوں کا فرض بنتا ہے کہ ان رشتوں میں مزید بہتری پیدا کرنے کے لئے پھر ایک دوسرے کے رشتہ داروں کا بھی خیال رکھیں۔ یاد رکھیں کہ جب خود ایک دوسرے کا خیال رکھ رہے ہوں گے اور ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھ رہے ہوں گے، عزیزوں اور رشتہ داروں کا خیال رکھ رہے ہوں گے، ان کی عزّت کر رہے ہوں گے، ان کو عزّت دے رہے ہوں گے تو رشتوں میں دراڑیں ڈالنے کے لئے پھونکیں مارنے والوں کے حملے ہمیشہ ناکام رہیں گے کیونکہ باہر سے ماحول کا بھی اثر ہو رہا ہوتا ہے۔ آپ کی بنیاد کیونکہ تقویٰ پر ہوگی اور تقویٰ پر چلنے والے کو خدا تعالیٰ شیطانی وساوس کے حملوں سے بچاتا رہتا ہے۔ جب تقویٰ پر چلتے ہوئے

میاں بیوی میں اعتماد کا رشتہ ہو گا تو پھر بھڑکانے والے کو چاہے وہ کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو یا اس کا بہت زیادہ اثر ہی کیوں نہ ہو اس کو پھر یہی جواب ملے گا کہ میں اپنی بیوی کو یا بیوی کہے گی میں اپنے خاوند کو جانتا ہوں یا جانتی ہوں، آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے، ابھی معاملہ صاف کر لیتے ہیں۔ اور ایسا شخص جو کسی بھی فریق کو دوسرے فریق کے متعلق بات پہنچانے والا ہے اگر وہ سچا ہے تو یہ کبھی نہیں کہے گا کہ اپنے خاوند سے یا بیوی سے میرا نام لے کر نہ پوچھنا، مَیں نے یہ بات اس لئے نہیں کہی کہ تم پوچھنے لگ جاؤ۔ بات کر کے پھر اس کو آگے نہ کرنے کا کہنے والا جو بھی ہو تو سمجھ لیں کہ وہ رشتے میں دراڑیں ڈالنے والا ہے، اس میں فاصلے پیدا کرنے والا ہے اور جھوٹ سے کام لے رہا ہے۔ اگر کسی کو ہمدردی ہے اور اصلاح مطلوب ہے، اصلاح چاہتا ہے تو وہ ہمیشہ ایسی بات کرے گا جس سے میاں بیوی کا رشتہ مضبوط ہو۔

پس مردوں، عورتوں دونوں کو ہمیشہ یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ تقویٰ سے کام لینا ہے، رشتوں میں مضبوطی پیدا کرنے کے لئے دعا کرنی ہے، ایک دوسرے کے عزیزوں اور رشتہ داروں کا احترام کرنا ہے، ان کو عزّت دینی ہے اور جب بھی کوئی بات سنی جائے، چاہے وہ کہنے والا کتنا ہی قریبی ہو میاں بیوی آپس میں بیٹھ کر پیار محبّت سے اس بات کو صاف کریں تاکہ غلط بیانی کرنے والے کا پول کھل جائے۔ اگر دلوں میں جمع کرتے جائیں گے تو پھر سوائے نفرتوں کے اور دُوریاں پیدا ہونے کے اور گھروں کے ٹوٹنے کے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ پہلے بھی مَیں ذکر کر آیا ہوں کہ کیونکہ تقویٰ پر نہیں چل رہے ہوتے، اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں نہیں ہوتا اس لئے بعض دفعہ دوسروں کی باتوں میں آ کر یا ماحول کے اثر کی وجہ سے اپنی بیوی پر بڑے گھناؤنے الزام لگاتے ہیں یا دوسری شادی کے شوق میں، جو بعض اوقات بعضوں کے دل میں پیدا ہوتا ہے بڑے آرام سے پہلی بیوی پر الزام لگا دیتے ہیں۔ اگر کسی کو شادی کا شوق ہے، اگر جائز ضرورت ہے اور شادی کرنی ہے تو کریں لیکن بیچاری پہلی بیوی کو بدنام نہیں کرنا چاہئے۔ اگر صرف جان چھڑانے کے لئے کر رہے ہو کہ اس طرح کی باتیں کروں گا تو خود ہی خلع لے لے گی اور مَیں حق مہر کی ادائیگی سے (اگر نہیں دیا ہوا) تو بچ جاؤں گا تو یہ بھی انتہائی گھٹیا حرکت ہے۔ اوّل تو قضاء کو حق حاصل ہے کہ ایسی صورت میں فیصلہ کرے کہ چاہے خلع ہے حق مہر بھی ادا کرو۔ دوسرے یہاں کے قانون کے تحت، قانونی طور پر بھی پابند ہیں کہ بعض خرچ بھی ادا کرنے ہیں۔

اب میں بعض عمومی باتیں بتاتا ہوں۔ اگر علیحدگی ہوتی ہے تو بعض لوگ یہاں قانون کا سہارا لیتے ہوئے بیوی کے پیسے سے لئے ہوئے مکان کا نصف، اپنے نام کرا لیتے ہیں۔ قانون کی نظر میں تو شاید وہ حق دار ہو جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک کھلے کھلے گناہ کا ارتکاب کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ اگر تم نے بیوی کو ڈھیروں مال بھی دیا ہے تو واپس نہ لو، کجا یہ کہ بیوی کے مال پر بھی ڈاکے ڈالنے لگ جاؤ، اس کی چیزیں بھی قبضے میں کر لو۔

پھر بعض دفعہ بہانہ جُو مردوں کی طرف سے ایک الزام یہ بھی لگایا جاتا ہے کہ یہ نافرمان ہے، بات نہیں مانتی، میرے ماں باپ کی نہ صرف عزّت نہیں کرتی بلکہ ان کی بے عزّتی بھی کرتی ہے، میرے بہن بھائیوں سے لڑائی کرتی ہے، بچوں کو ہمارے خلاف بھڑکاتی ہے، یا گھر سے باہر محلے میں اپنی سہیلیوں میں ہمارے گھر کی باتیں کر کے ہمیں بدنام کر دیا ہے۔ تو اس بارے میں بڑے واضح احکام ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالّٰتِیۡ تَخَافُوۡنَ نُشُوۡزَہُنَّ فَعِظُوۡہُنَّ وَاہۡجُرُوۡہُنَّ فِی الۡمَضَاجِعِ وَاضۡرِبُوۡہُنَّ فَاِنۡ اَطَعۡنَکُمۡ فَلَا تَبۡغُوۡا عَلَیۡہِنَّ سَبِیۡلًا اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیًّا کَبِیۡرًا (النساء: 35) اور وہ عورتیں جن سے تمہیں باغیانہ رویے کا خوف ہو ان کو پہلے تو نصیحت کرو، پھر ان کو بستروں میں الگ چھوڑ دو پھر اگر ضرورت ہو تو انہیں بدنی سزا دو یعنی پہلی بات یہ ہے کہ سمجھاؤ، اگر نہ سمجھے اور انتہا ہو گئی ہے اور اردگرد بدنامی بہت زیادہ ہو رہی ہے تو پھر سختی کی اجازت ہے لیکن اس بات کو بہانہ بنا کر ذرا ذرا سی بات پر بیوی پر ظلم کرتے ہوئے اس طرح مارنے کی اجازت نہیں کہ اس حد تک مارو کہ زخمی بھی کر دو، یہ انتہائی ظالمانہ حرکت ہے۔ آنحضرت ﷺ کی اس حدیث کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے، آپؐ نے فرمایا کہ اگر کبھی مارنے کی ضرورت پیش بھی آجائے تو مار اس حد تک ہو کہ جسم پر نشان نظر نہ آئے۔ یہ بہانہ کہ تم میرے سامنے اونچی آواز میں بولی تھی، میرے لئے روٹی اس طرح کیوں پکائی تھی، میرے ماں باپ کے سامنے فلاں بات کیوں کی، کیوں اس طرح بولی، عجیب چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں، ان باتوں پر تو مارنے کی اجازت نہیں ہے۔ پس اللہ کے حکموں کو اپنی خواہشوں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش نہ کریں اور خدا کا خوف کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری بیوی نے ایک انتہائی قدم جو اٹھایا اور اس پر تمہیں اس کو سزا دینے کی ضرورت پڑی تو یاد رکھو کہ اب اپنے دل میں کینے نہ پالو۔ جب وہ تمہاری پوری فرمانبردار ہو جائے، اطاعت کر لے تو پھر اس پر زیادتی نہ کرو۔ فَاِنۡ اَطَعۡنَکُمۡ فَلَا تَبۡغُوۡا عَلَیۡہِنَّ سَبِیۡلًا اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیًّا کَبِیۡرًا (النساء: 35) پس اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو پھر تمہیں ان پر زیادہ کا کوئی حق نہیں ہے۔ یقیناً اللہ بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔ یاد رکھو اگر تم اپنے آپ کو عورت سے زیادہ مضبوط اور طاقتور سمجھ رہے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہارے سے بہت بڑا، مضبوط اور طاقتور ہے۔ عورت کی تو پھر تمہارے سامنے کچھ حیثیت ہے بلکہ برابری کی ہی حیثیت ہے لیکن تمہاری تو خدا تعالیٰ کے سامنے کوئی حیثیت نہیں ہے، اس لئے اللہ کا خوف کرو اور اپنے آپ کو ان حرکتوں سے باز کرو۔

پھر یہ معاملات بھی اب سامنے آنے لگے ہیں کہ شادی ہوئی تو ساتھ ہی نفرتیں شروع ہو گئیں بلکہ شادی کے وقت سے ہی نفرت ہو گئی۔ شادی کی کیوں تھی؟ اور بدقسمتی سے یہاں ان ملکوں میں یہ تعداد بہت زیادہ بڑھ رہی ہے، شاید احمدیوں کو بھی دوسروں کا رنگ چڑھ رہا ہے حالانکہ احمدیوں کو تو اللہ تعالیٰ نے خالص اپنے دین کا رنگ چڑھانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی تھی۔ پس ہونا

تو یہ چاہئے تھا کہ اگر مرضی کی شادی نہیں ہوئی تب بھی پہلے اکٹھے رہو، ایک دوسرے کو سمجھو، اس نصیحت پر غور کرو جس کے تحت تم نے اپنے نکاح کا عہد و پیمان کیا ہے کہ تقویٰ پر چلنا ہے، پھر سب کچھ کر گزرنے کے بعد بھی اگر نفرتوں میں اضافہ ہو رہا ہے تو کوئی انتہائی قدم اٹھاؤ اور اس کے لئے بھی پہلے یہ حکم ہے کہ آپس میں حَکَمَیْن مقرر کرو، رشتہ دار ڈالو، سوچو، غور کرو۔ دونوں طرف کے فریقوں کو مختلف قسم کے احکام ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے، گو بہت کم ہے لیکن بعض لڑکیوں کی طرف سے بھی پہلے دن سے ہی یہ مطالبہ آجاتا ہے کہ ہماری شادی تو ہو گئی لیکن ہم نے اس کے ساتھ نہیں رہنا۔ جب تحقیق کرو تو پتہ چلتا ہے کہ لڑکے یا لڑکی نے ماں باپ کے دباؤ میں آکر شادی تو کر لی تھی ورنہ وہ کہیں اور شادی کرنا چاہتے تھے۔ تو ماں باپ کو بھی سوچنا چاہئے اور دو زندگیوں کو اس طرح برباد نہیں کرنا چاہئے۔ لیکن لڑکوں کی ایک خاص تعداد ہے جو پاکستان، ہندوستان وغیرہ سے شادی ہو کر ان ملکوں میں آتے ہیں اور یہاں آکر جب کاغذات پکے ہو جاتے ہیں تو لڑکی سے نباہ نہ کرنے کے بہانے تلاش کرنے شروع کر دیتے ہیں، اس پر ظلم اور زیادتیاں شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا (النساء 20:) کہ ان سے نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو اگر تم انہیں ناپسند کرو تو عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔ پس جب شادی ہو گئی تو اب شرافت کا تقاضا یہی ہے کہ ایک دوسرے کو برداشت کریں، نیک سلوک کریں، ایک دوسرے کو سمجھیں، اللہ کا تقویٰ اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر اللہ کی بات مانتے ہوئے ایک دوسرے سے حسن سلوک کرو گے تو بظاہر ناپسندیدگی، پسند میں بدل سکتی ہے اور تم اس رشتے سے زیادہ بھلائی اور خیر پا سکتے ہو کیونکہ تمہیں غیب کا علم نہیں اللہ تعالیٰ غیب کا علم رکھتا ہے اور سب قدرتوں کا مالک ہے۔ وہ تمہارے لئے اس میں بھلائی اور خیر پیدا کر دے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے ایک لڑکے کے بارے میں پتہ چلا کہ اس کا اپنی بیوی سے نیک سلوک نہیں ہے، بلکہ بڑی بداخلاقی سے پیش آتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک دن وہ مجھے راستے میں مل گیا، مَیں نے اس کو اس آیت کی روشنی میں سمجھایا۔ وہ وہاں سے سیدھا اپنے گھر گیا اور اپنی بیوی کو کہا کہ تم جانتی ہو کہ مَیں نے تمہارے سے بڑا دشمنوں والا سلوک کیا ہے لیکن آج حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ نے میری آنکھیں کھول دی ہیں، مَیں اب تم سے حسن سلوک کروں گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد سے اللہ تعالیٰ نے اس کو انعامات سے نوازا اور اس کے ہاں چار بڑے خوبصورت بیٹے پیدا ہوئے اور ہنسی خوشی رہنے لگے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اس کے حکم کے مطابق عمل کرو تو اللہ تعالیٰ یہ انعامات دیتا ہے۔

پس جو لڑکے پاکستان وغیرہ ملکوں سے یہاں آکر پھر چند روز بعد اپنی بیویوں کو چھوڑ دیتے ہیں کہ ہمیں پسند نہیں ہے یا بعض لڑکے پاکستان سے اپنے ماں باپ کے کہنے پر یہاں لڑکیاں لے آتے ہیں اور بعد میں جب یہ کہتے ہیں کہ ہمیں پسند نہیں آئی ہم نے ماں باپ کے کہنے پر مجبوری سے یہ شادی کر لی تھی تو وہ ذرا اپنے جائزے لیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا یہ لڑکے جن کی وجہ سے مسائل کھڑے ہوتے ہیں دو قسم کے ہیں، ایک تو یہاں کے رہنے والے، شادی کر کے لائے اور یہ سوچ رہے ہوتے ہیں کہ کچھ عرصہ دیکھیں گے، طبیعت ملتی ہے کہ نہیں ملتی، کیونکہ یہاں کے ماحول میں یہی سوچ ہو گئی ہے کہ پہلے دیکھو طبیعت ملتی ہے کہ نہیں اور اگر طبیعت نہیں ملتی تو ٹھوکر مار کے گھر سے نکال دو اور یہ لوگ پھر فوری طور پر یہاں اپنی شادیاں اور نکاح رجسٹر بھی نہیں کراتے کہ لڑکی کو کوئی قانونی تحفظات حاصل نہ ہو جائیں اور یہاں رہ کر ان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہ کر سکے۔ اور ایسے معاملات میں والدین بھی برابر کے قصوروار ہوتے ہیں۔ بہرحال پھر جماعت ایسی بچیوں کو سنبھالنے کی کوشش کرتی ہے لیکن ان کے یہ عمل ظاہر کر رہے ہوتے ہیں کہ یہ کسی طرح بھی جماعت میں رہنے کے حقدار نہیں ہیں۔ دوسری قسم کے لڑکے وہ ہیں جو باہر سے آکر یہاں کی لڑکیوں سے شادیاں کرتے ہیں اور فوری طور پر نکاح رجسٹر کروانے کی کوشش کرتے ہیں اور جب نکاح رجسٹر ہو جائے اور ان کو ویزا وغیرہ مل جائے تو پھر ان کو لڑکیوں میں برائیاں نظر آنی شروع ہو جاتی ہیں اور پھر علیحدگی اور اپنی مرضی کی شادی۔ تو یہ دونوں قسم کے لوگ تقویٰ سے ہٹے ہوئے ہیں۔ اپنی جانوں پر ظلم نہ کریں، جماعت کو بدنام کرنے کی کوشش نہ کریں اور تقویٰ پر قائم ہوں، تقویٰ پر قدم ماریں، تقویٰ پر چلیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسے ظلم کرنے والوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ان پر بھی ایک بالا ہستی ہے جو بہت طاقتور ہے۔

پھر ایک بیماری جس کی وجہ سے گھر برباد ہوتے ہیں، گھروں میں ہر وقت لڑائیاں اور بے سکونی کی کیفیت رہتی ہے وہ شادی کے بعد بھی لڑکوں کا توفیق ہوتے ہوئے اور کسی جائز وجہ کے بغیر بھی ماں باپ، بہن بھائیوں کے ساتھ اسی گھر میں رہنا ہے۔ اگر ماں باپ بوڑھے ہیں، کوئی خدمت کرنے والا نہیں ہے، خود چل پھر کر کام نہیں کر سکتے اور کوئی مددگار نہیں تو پھر اس بچے کے لئے ضروری ہے اور فرض بھی ہے کہ انہیں اپنے ساتھ رکھے اور ان کی خدمت کرے۔ لیکن اگر بہن بھائی بھی ہیں جو ساتھ رہ رہے ہیں تو پھر گھر علیحدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ آج کل اس کی وجہ سے بہت سی قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اکٹھے رہ کر اگر مزید گناہوں میں پڑنا ہے تو یہ کوئی خدمت یا نیکی نہیں ہے۔

گزشتہ دنوں جماعت کے اندر ہی کسی ملک میں ایک واقعہ ہوا، بڑا ہی دردناک واقعہ ہے کہ اسی طرح سارے بہن بھائی ایک گھر میں اکٹھے رہ رہے تھے کہ جائنٹ فیملی (Joint Family) ہے۔ ہر ایک نے دو دو کمرے لئے ہوئے تھے۔ بچوں کی وجہ سے ایک دیورانی اور جیٹھانی کی آپس میں اَن بَن ہو گئی۔ شام کو جب ایک کا خاوند گھر میں آیا تو اس نے اس کے کان بھرے کہ بچوں کی لڑائی

کے معاملے میں تمہارے بھائی نے اور اس کی بیوی نے اس طرح باتیں کی تھیں۔ اس نے بھی آؤ دیکھا نہ تاؤ بندوق اٹھائی اور اپنے تین بھائیوں کو مار دیا اور اس کے بعد خود بھی خودکشی کر لی۔ تو صرف اس وجہ سے ایک گھر سے چار جنازے ایک وقت میں اُٹھ گئے۔

تو یہ چیز کہ ہم پیار محبت کی وجہ سے اکٹھے رہ رہے ہیں، اس پیار محبّت سے اگر نفرتیں بڑھ رہی ہیں تو یہ کوئی حکم نہیں ہے، اس سے بہتر ہے کہ علیحدہ رہا جائے۔ تو ہر معاملہ میں جذباتی فیصلوں کی بجائے ہمیشہ عقل سے فیصلے کرنے چاہئیں۔ اس آیت کی تشریح میں کہ لَیۡسَ عَلَی الۡاَعۡمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الۡاَعۡرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الۡمَرِیۡضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰۤی اَنۡفُسِکُمۡ اَنۡ تَاۡکُلُوۡا مِنۡۢ بُیُوۡتِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اٰبَآئِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اُمَّهٰتِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اِخۡوَانِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اَخَوٰتِکُمۡ (النور:62) کہ اندھے پر کوئی حرج نہیں، لولے لنگڑے پر کوئی حرج نہیں، مریض پر کوئی حرج نہیں اور نہ تم لوگوں پر کہ تم اپنے گھروں سے یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے کھانا کھاؤ، حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں لوگ اکثر اپنے گھروں میں خصوصاً ساس بہو کی لڑائی کی شکایت کرتے رہتے ہیں۔ اگر قرآن مجید پر عمل کریں تو ایسا نہ ہو۔ فرماتے ہیں دیکھو (یہ جو کھانا کھانے والی آیت ہے) اس میں ارشاد ہے کہ گھر الگ الگ ہوں، ماں کا گھر الگ اور شادی شدہ لڑکے کا گھر الگ، تبھی تو ایک دوسرے کے گھروں میں جاؤ گے اور کھانا کھاؤ گے۔ تو دیکھیں یہ جو لوگوں کا خیال ہے کہ اگر ہم ماں باپ سے علیحدہ ہو گئے تو پتہ نہیں کتنے بڑے گناہوں کے مرتکب ہو جائیں گے اور بعض ماں باپ بھی اپنے بچوں کو اس طرح خوف دلاتے رہتے ہیں بلکہ بلیک میل کر رہے ہوتے ہیں کہ جیسے گھر علیحدہ کرتے ہی ان پر جہنّم واجب ہو جائے گی۔ تو یہ انتہائی غلط رویہ ہے۔

مَیں نے کئی دفعہ بعض بچیوں سے پوچھا ہے، ساس سسر کے سامنے تو یہی کہتی ہیں کہ ہم اپنی مرضی سے رہ رہے ہیں بلکہ ان کے بچے بھی یہی کہتے ہیں لیکن علیحدگی میں پوچھو تو دونوں کا یہی جواب ہوتا ہے کہ مجبوریوں کی وجہ سے رہ رہے ہیں۔ اور آخر پر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعض دفعہ بہو ساس پر ظلم کر رہی ہوتی ہے اور بعض دفعہ ساس بہو پر ظلم کر رہی ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو محبتیں پھیلانے آئے تھے۔ پس احمدی ہو کر ان محبتوں کو فروغ دیں اور اس کے لئے کوشش کریں نہ کہ نفرتیں پھیلائیں۔ اکثر گھروں والے تو بڑی محبّت سے رہتے ہیں لیکن جو نہیں رہ سکتے وہ جذباتی فیصلے نہ کریں بلکہ اگر توفیق ہے اور سہولتیں بھی ہیں، کوئی مجبوری نہیں ہے تو پھر بہتر یہی ہے کہ علیحدہ رہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا یہ بہت عمدہ نکتہ ہے کہ اگر ساتھ رہنا اتنا ہی ضروری ہے تو پھر قرآن کریم میں ماں باپ کے گھر کا علیحدہ ذکر کیوں ہے؟ ان کی خدمت کرنے کا، ان کی ضروریات کا خیال رکھنے کا، ان کی کسی بات کو برا نہ منانے کا، ان کے سامنے اُف تک نہ کہنے کا حکم ہے، اس کی پابندی کرنی ضروری ہے۔ بیوی کو خاوند کے رحمی رشتہ داروں کا خیال رکھنا چاہئے، اس کی پابندی بھی ضروری ہے اور خاوند کو بیوی کے رحمی رشتہ داروں کا خیال رکھنا چاہئے، اس کی پابندی بھی ضروری ہے۔ یہ بھی نکاح کے وقت ہی بنیادی حکم ہے۔

پس اصل چیز یہ ہے کہ ایک دوسرے کا خیال رکھنا ہے اور ظلم جس طرف سے بھی ہو رہا ہو ختم کرنا ہے اور اس کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا تھا کہ بعض مرد اس قدر ظالم ہوتے ہیں کہ بڑے گندے الزام لگا کر عورتوں کی بدنامی کر رہے ہوتے ہیں، بعض دفعہ عورتیں یہ حرکتیں کر رہی ہوتی ہیں۔ لیکن مردوں کے پاس کیونکہ وسائل زیادہ ہیں، طاقت زیادہ ہے، باہر پھرنا زیادہ ہے اس لئے وہ اس سے زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ اپنے زعم میں جو بھی فائدہ اٹھا رہے ہوتے ہیں اپنے لئے آگ کا انتظام کر رہے ہوتے ہیں۔

پس خوفِ خدا کریں اور ان باتوں کو چھوڑیں۔ بعض تو ظلموں میں اس حد تک چلے گئے ہیں کہ بچوں کو لے کر دوسرے ملکوں میں چلے گئے اور پھر بھی احمدی کہلاتے ہیں۔ ماں بیچاری چیخ رہی ہے، چلّا رہی ہے۔ ماں پر غلط الزام لگا کر اس کو بچوں سے محروم کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ قرآن کہتا ہے کہ فائدہ اٹھانے کے لئے غلط الزام نہ لگاؤ۔ اور پھر اس مرد کے، ایسے باپ کے سب رشتہ دار اس کی مدد کر رہے ہوتے ہیں۔ ایسے مرد اور ساتھ دینے والے ایسے جتنے رشتہ دار ہیں ان کے متعلق تو جماعتی نظام کو چاہئے کہ فوری طور پر ایکشن لیتے ہوئے ان کے خلاف تعزیری کارروائی کی سفارش کرے۔ یہ دیکھیں کہ قرآنی تعلیم کیا ہے اور ایسے لوگوں کے کرتوت کیا ہیں۔ افسوس اس بات پر بھی ہوتا ہے کہ بعض دفعہ بعض عہدیدار بھی ایسے مردوں کی مدد کر رہے ہوتے ہیں اور کہیں سے بھی تقویٰ سے کام نہیں لیا جا رہا ہوتا۔ تو یہ الزام تراشیاں اور بچوں کے بیان اور بچوں کے سامنے ماں کے متعلق باتیں، جو انتہائی نامناسب ہوتی ہیں، بچوں کے اخلاق بھی تباہ کر رہی ہوتی ہیں۔ ایسے مرد اپنی اَناؤں کی خاطر بچوں کو آگ میں دھکیل رہے ہوتے ہیں اور بعض مردوں کی دینی غیرت بھی اس طرح مَر جاتی ہے کہ ان غلط حرکتوں کی وجہ سے اگر ان کے خلاف کارروائی ہوتی ہے اور اخراج از نظامِ جماعت ہو گیا تو تب بھی ان کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی، اپنی اَنا کی خاطر دین چھوڑ بیٹھتے ہیں۔

وقفِ نو کے حوالے سے یہاں ضمناً مَیں یہ بھی ذکر کر دوں کہ اگر ان کا بچہ واقفِ نو ہو تو والدین کے اخراج کی صورت میں اس کا بھی وقف ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے جماعتیں ایسی صورت میں جہاں جہاں بھی ایسا ہے خود جائزہ لیا کریں۔ پاکستان میں تو وکالت وقفِ نو اس بات کا ریکارڈ رکھتی ہے لیکن باقی ملکوں میں بھی امیر جماعت اور سیکرٹریان وقفِ نو کا کام ہے کہ اس چیز کا خیال رکھیں۔ اور پھر معافی کی صورت میں ہر بچے کا انفرادی معاملہ خلیفۂ وقت کے سامنے علیحدہ پیش ہوتا ہے کہ آیا اس کا دوبارہ وقف بحال کرنا ہے کہ نہیں؟ اس لئے ریکارڈ رکھنا بھی ضروری ہے۔

بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ اصل کام ظلم کو ختم کرنا ہے اور انصاف قائم کرنا ہے اور خلافت کے فرائض میں سے انصاف کرنا اور انصاف کو قائم کرنا ایک بہت بڑا فرض ہے۔ اس لئے جماعتی عہدیدار بھی اس ذمہ داری کو سمجھیں کہ وہ جس نظامِ جماعت کے لئے کام کر رہے ہیں وہ خلیفۂ وقت کی نمائندگی میں کام کر رہا ہے۔ اس لئے انصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کرنا ان کا اوّلین فرض ہے۔ یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ خداتعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر ہر ایک کو یہ ذمہ داری نبھانی چاہئے۔ فیصلے کرتے وقت، خلیفۂ وقت کو سفارش کرتے وقت ہر قسم کے تعلق سے بالا ہو کر سفارش کیا کریں۔ اگر کسی کی حرکت پر فوری غصّہ آئے تو پھر دو دن ٹھہر کر سفارش کرنی چاہئے تا کہ کسی بھی قسم کی جانبدارانہ رائے نہ ہو۔ اور فریقین بھی یاد رکھیں کہ بعض اوقات اپنے حق لینے کے لئے غلط بیانی سے کام لیتے ہیں یا یہ کہنا چاہئے کہ ناجائز حق مانگتے ہیں۔ (تو انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے)۔

پس جیسا کہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ نکاح کے وقت کی قرآنی نصائح کو پیشِ نظر رکھیں، تقویٰ سے کام لیں، قولِ سدید سے کام لیں تو یہ چیزیں کبھی پیدا نہیں ہوں گی۔ آپ جو ناجائز حق لے رہے ہیں وہ جھوٹ ہے اور جھوٹ کے ساتھ شرک کے بھی مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میرے سے ناجائز فیصلہ کروا لیتے ہو تو اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہو۔ تو تقویٰ سے دور ہوں گے تو پھر یقیناً شرک کی جھولی میں جا گریں گے۔ پس استغفار کرتے ہوئے اللہ سے اس کی مغفرت اور رحم مانگیں، ہمیشہ خدا کا خوف پیشِ نظر رکھیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ بعض ماں باپ بچوں کو دوسرے ملک میں لے گئے یا انہیں چھپا لیا یا کورٹ سے غلط بیان دے کر یا دلوا کر بچے چھین لئے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ والدہ کو اس کے بچے کی وجہ سے دکھ نہ دیا جائے، اور نہ والد کو اس کے بچے کی وجہ سے دکھ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم تقویٰ سے کام نہیں لو گے اور ایک دوسرے کے حق ادا نہیں کرو گے تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز جانتا ہے۔ وہ جانتا بھی ہے اور دیکھ بھی رہا ہے۔ اور اللہ پھر ظالموں کو یوں نہیں چھوڑا کرتا۔ پس اللہ سے ڈرو، ہر وقت یہ پیشِ نظر رہے کہ جس طرح آپ پر آپ کی ماں کا حق ہے اسی طرح آپ کے بچوں پر ان کی ماں کا بھی حق ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اور جائزہ میں بھی سامنے آیا عموماً باپوں کی طرف سے یہ ظلم زیادہ ہوتے ہیں۔ اس لئے مَیں مردوں کو توجہ دلا رہا ہوں کہ اپنی بیویوں کا خیال رکھیں۔ ان کے حقوق دیں۔ اگر آپ نیکی اور تقویٰ پر قدم مارنے والے ہیں تو الّا ماشاءاللہ عموماً پھر بیویاں آپ کے تابع فرمان رہیں گی۔ آپ کے گھر ٹوٹنے والے گھروں کی بجائے، بننے والے گھر ہوں گے جو ماحول کو بھی اپنے خوبصورت نظارے دکھا رہے ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک صحابی کو نصیحت کا ایک خط لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''باعثِ تکلیف دہی ہے کہ مَیں نے بعض آپ کے سچے دوستوں کی زبانی جو درحقیقت آپ سے تعلق اخلاص اور محبت اور حسنِ ظن رکھتے ہیں سنا ہے کہ امورِ معاشرت میں جو بیویوں اور اہل خانہ سے کرنی چاہئے کسی قدر آپ شدّت رکھتے ہیں۔ یعنی غیظ و غضب کے استعمال میں بعض اوقات اعتدال کا اندازہ ملحوظ نہیں رہتا۔ مَیں نے اس شکایت کو تعجب کی نظر سے نہیں دیکھا کیونکہ اوّل تو بیان کرنے والے آپ کی تمام صفاتِ حمیدہ کے قائل اور دلی محبت آپ سے رکھتے ہیں۔ اور دوسری چونکہ مردوں کو عورتوں پر ایک گونہ حکومت قسّام ازلی نے دے رکھی ہے اور ذرّہ ذرّہ سی باتوں میں تادیب کی نیت سے یا غیرت کے تقاضا سے وہ اپنی حکومت کو استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ مگر چونکہ خداتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے عورت کے ساتھ معاشرت کے بارے میں نہایت حلم اور برداشت کی تاکید کی ہے۔ اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ آپ جیسے رشید اور سعید کو اس تاکید سے کسی قدر اطلاع کروں۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی اپنی بیویوں سے تم ایسے معاشرت کرو جس میں کوئی امر خلاف اخلاق معروفہ کے نہ ہو اور کوئی وحشیانہ حالت نہ ہو۔ بلکہ ان کو اس مسافرخانہ میں اپنا ایک دلی رفیق سمجھو اور احسان کے ساتھ معاشرت کرو۔ اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ یعنی تم میں سے بہتر وہ انسان ہے جو بیوی سے نیکی سے پیش آوے اور حسنِ معاشرت کے لئے اس قدر تاکید ہے کہ مَیں اس خط میں لکھ نہیں سکتا۔ عزیزِ مَن، انسان کی بیوی ایک مسکین اور ضعیف ہے جس کو خدا نے اس کے حوالے کر دیا۔ اور وہ دیکھتا ہے کہ ہر یک انسان اس سے کیا معاملہ کرتا ہے۔ نرمی برتنی چاہئے اور ہر یک وقت دل میں یہ خیال کرنا چاہئے کہ میری بیوی ایک مہمان عزیز ہے جس کو خداتعالیٰ نے میرے سپرد کیا ہے اور وہ دیکھ رہا ہے کہ میں کیونکر شرائط مہمانداری بجا لاتا ہوں۔ اور مَیں ایک خدا کا بندہ ہوں اور یہ بھی ایک خدا کی بندی ہے مجھے اس پر کون سی زیادتی ہے۔ خونخوار انسان نہیں بننا چاہئے۔ بیویوں پر رحم کرنا چاہئے۔ اور ان کو دین سکھلانا چاہئے۔ اور درحقیقت میرا یہی عقیدہ ہے کہ انسان کے اخلاق کے امتحان کا پہلا موقعہ اس کی بیوی ہے۔ میں جب کبھی اتفاقاً ایک ذرا درشتی اپنی بیوی سے کروں تو میرا بدن کانپ جاتا ہے کہ ایک شخص کو خدا نے صدہا کوس سے میرے حوالہ کیا ہے شاید معصیت ہوگی کہ مجھ سے ایسا ہوا۔ تب مَیں ان کو کہتا ہوں کہ تم اپنی نماز میں میرے لئے دعا کرو کہ اگر یہ امر خلاف مرضی حق تعالیٰ ہے تو مجھے معاف فرماویں۔ اور مَیں بہت ڈرتا ہوں کہ ہم کسی ظالمانہ حرکت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ سو مَیں امید رکھتا ہوں کہ آپ بھی ایسا ہی کریں گے۔ ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ ﷺ کس قدر اپنی بیویوں سے حلم کرتے تھے۔ زیادہ کیا لکھوں۔ والسلام''۔

(الحکم جلد 9 نمبر 13 مورخہ 17 ؍اپریل 1905ء صفحہ 6)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا پر چلاتے ہوئے ان خوبصورت اعمال کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے جو اس کے رسول ﷺ اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتائے۔

قسط نمبر 2

آنحضرت ﷺ ہمارے لیے کامل نمونہ ہیں

مکرم مولانا لئیق احمد طاہر صاحب مبلغ سلسلہ انگلستان

آنحضرت ﷺ کی ذات پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ نعوذ باللہ آپؐ عورتوں کے دلدادہ تھے۔ اس اعتراض کے جواب سے پہلے عرب معاشرہ اور اسلام سے پہلے کے مذاہب میں شادیوں کے رواج سے متعلق جائزہ لیتے ہیں۔ اسلام سے قبل عرب معاشرہ میں بیویاں کرنے کی کوئی حد بسط نہ تھی۔ بدکاری اور زناکاری عروج پر تھی۔ عرب اس پر ندامت تو دور کی بات ہے ان افعال قبیحہ پر فخر کرتے اور اپنے اشعار کے ذریعہ اشاعت فحشاء پر ناز کرتے تھے۔ شراب کا استعمال عام تھا اور پھر مدہوشی میں مخالفوں کی بہو بیٹیوں کے بارہ میں مزے لے لے کر فخر یہ قصے بیان کرتے تھے۔ لونڈیاں کثرت سے رکھتے اور ان کے ذریعہ بدکاری کی آمدنی کو اچھا سمجھتے تھے۔ جو عورت بھی جنگ میں پکڑی جاتی اس سے یہی پیشہ کرواتے تھے۔ جس بیوہ عورت پر متوفیٰ شوہر کا قریبی رشتہ دار اپنی چادر ڈال دیتا وہی زبردستی اس کی بیوی بنادی جاتی۔ سوتیلے بیٹے اس طریق پر سوتیلی ماؤں پر قبضہ کر لیتے تھے۔ عورتیں بے حجاب اپنے جسم کے مخفی حصوں کی نمائش کرتیں۔ جو خاندان شریف سمجھے جاتے وہ لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے اور اس پر فخر کرتے کہ گویا یہ ان کی اعلیٰ شرافت کا نشان تھا۔ (رحمۃ للعالمین حصہ سوئم صفحہ 625 و 626)

قاضی محمد سلیمان سلمان منصوری لکھتے ہیں:

معترضین کے پاس اس کے خلاف دلیل صرف یہ ہے کہ اسلام نے ایک سے زیادہ عورتوں کو بھی بیوی بنا لینے کی اجازت دی ہے۔ مگر غور تو کرو کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو خدا کا اکلوتا بیٹا کہنے والے اور اس کی سو بیویوں اور سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار بیویوں پر، ابراہیم علیہ السلام کو خلیل الرحمٰن ماننے والے اس کی بیویوں اور لونڈیوں پر، کرشن جی مہاراج کو اوتار ماننے والے ان کی سولہ ہزار ایک سو آٹھ سکھیوں پر اور ان کو ریفارمر اعظم ماننے والے زمانہ حال کے لیڈر، ان کی آٹھ مہارانیوں پر کوئی اعتراض زبان سے نہیں نکالتے، تو پھر ان کا کیا حق ہے کہ وہ اسلام پر ایک سے زائد بیوی کرنے پر اعتراض کریں۔ ہم نے جن محترم ہستیوں کے نام لیے ان کے اپنے مذہب میں ایک سے زائد بیوی کرنے کے لیے کوئی ایسی شرط موجود نہیں، جس کا فقدان ان کو ایک سے زیادہ بیوی کرنے کے لیے روک بن سکے مگر اسلام میں شرطِ عدل موجود ہے اور اس شرط کے فقدان پر (بلکہ صرف فقدان ہی پر نہیں) احتمالِ فقدان کی حالت پر بھی ارشاد موجود ہے، کیا کوئی مذہب ہے جو اپنی کتابِ پاک میں فَوَاحِدَةً کا ہم معنی لفظ نکال کر دکھا

دے، کوئی مذہب ہے جو مسیح یا موسیٰ یا کرشن رام چندر کے منہ سے نکلی ہوئی بات فَوَاحِدَۃً کے ہم معنی ثابت کر دے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں، تب اس کو اقرار کرنا چاہیے کہ یہ بھی اسلام ہی کی خصوصیات میں سے ہے اور ایک بیوی والے جس قانون پر یورپ کو فخر ہے، وہ بھی قرآن مجید ہی کے ایک حکم کا خلاصہ اور ناقص خلاصہ ہے۔

(رحمۃ للعالمین حصہ سوئم صفحہ 891)

حضور نبی اکرم ﷺ کی تمام ازواجِ مطہرات میں سے صرف حضرت عائشہؓ اور حضرت ماریہ قبطیہؓ کنواری تھیں، باقی سب کی سب بیوہ یا مطلقہ تھیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں: ''مشہور مستشرق مارگولیس سڈنی (Margolius Sidney) نے اپنی کتاب ''محمد'' میں یہ اعتراف کیا ہے کہ بیشتر یورپین مصنفین کی نظر میں نبی پاک ﷺ کی شادیاں نفسانی خواہشات پر مبنی تھیں لیکن یہ اعتراض سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ آپ کی اکثر شادیاں عرب کے قبائل کو اسلام سے قریب لانے کے لیے، اپنے بعض اصحاب کی دلجوئی کے لیے اور بعض بے آسرا خواتین کی سرپرستی کے لیے تھیں اور بعض شادیاں اولادِ نرینہ کے حصول کے لیے تھیں''۔ (سیرت خاتم النبیین صفحہ 445 تا 446)

عرب جیسے آزاد معاشرہ میں جہاں شادیاں چھوٹی عمر میں کر دی جاتی تھیں، حبیب کبریا ﷺ نے ابتدائی 25 سال کمال تقویٰ کے ساتھ تجرد کی حالت میں گذارے۔ آپ ﷺ سارے عرب میں مردانہ حسن کا شاہکار سمجھے جاتے تھے۔ شادی کی تو ایک ایسی خاتون کے ساتھ، جو حضور سے عمر میں نہ صرف 15 سال بڑی تھیں، بلکہ پہلے 25 سے 50 سال تک کی عمر کا زمانہ نہایت وفا کے ساتھ گذارا۔ جب حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوئی تو وہ 65 برس کی ہو چکی تھیں اور نبی پاک ﷺ اپنی وفات تک ہمیشہ حضرت خدیجہ کی محبت اور قربانیوں کا ذکر فرماتے رہے۔ کیا یہ کسی نفس پرست، عورتوں کے دلدادہ وجود کی حالت ہے یا ایک بے مثال وفاشعار، عارف ربّانی اور عشقِ خدا میں مخمور وجود کی سیرت طیبہ کا قابلِ تقلید نمونہ ہے۔ آنحضور ﷺ کی دوسری شادی حضرت سودہؓ سے ہوئی۔ حضرت سودہؓ بنت زمعہ بن قیس حضور کے ایک خادم حضرت سکران بن عمرو کی بیوہ تھیں۔ میاں بیوی نے کفار کے انتہائی مظالم سے تنگ آ کر حبشہ کی طرف ہجرت کی جہاں سکران بن عمرو فوت ہو گئے۔ حضرت سودہؓ کی عمر 50 سال کی ہو چکی تھی، گویا شادی کی عمر سے گذر چکی تھیں، مسلمانوں کی انتہائی تنگی کے حالات تھے۔ حضرت سودہؓ بے سہارا ہو چکی تھیں، ان کے سہارے کے لیے نبی پاک ﷺ نے ان سے شادی کی۔ آنحضورؐ کی تیسری شادی حضرت عائشہؓ سے ہوئی۔ حضرت عائشہؓ آنحضور ﷺ کی وفات کے بعد 48 سال تک زندہ رہیں اور ہمیشہ رسول کریم ﷺ کی محبّت، احسان اور عبادات کا تذکرہ کرتی رہیں اور کبھی بھی حرفِ شکایت آپ کے منہ پر نہ آیا۔ نبی پاک ﷺ کی اکثر شادیاں 5 ہجری تا 9 ہجری کی درمیانی مدت میں ہوئیں جبکہ آپؐ زندگی کے 55 سال گذار چکے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: مَالِیْ فِی النِّسَاءِ حَاجَۃٌ کہ مجھے اپنی ذات کے لیے عورتوں کی کوئی حاجت نہیں۔ اس کے باوجود آپ کا مزید شادیاں کرنا ضرور کوئی مصالح رکھتا ہے جن میں سے چند ایک کا ذکر درج ذیل ہے۔

حضرت صفیہؓ کے نکاح سے قبل جس قدر لڑائیاں مسلمانوں کے ساتھ کفار نے کیں ان سب میں یہود مخفی طور پر یا اعلانیہ شریک تھے، مگر حضرت صفیہؓ کے ساتھ شادی کے بعد کسی ایک لڑائی میں یہود مسلمانوں کے خلاف شریک نہیں ہوئے۔ خود غور کیجیے کہ یہ شادی قومی مصالح کے لیے کس قدر ضروری تھی۔ حضرت صفیہؓ سے شادی کے وقت نبی پاک ﷺ 59 برس کے تھے۔

حضرت امّ حبیبہؓ ابوسفیان کی دختر تھیں۔ آپ عبداللہ بن جحشؓ کی بیوہ تھیں۔ اس شادی سے قبل ابوسفیان غزوہ اُحد، حمراء الاسد، بدرالاخریٰ اور غزوہ احزاب میں لشکرِ کفار کی کمان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں لیکن اس شادی کے بعد وہ کسی جنگ میں مسلمانوں کے خلاف فوج کشی کرتے ہوئے نظر نہیں آتے اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد خود بھی اسلام کے جھنڈے تلے آ کر پناہ لیتے ہیں، کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ نکاح غیر ضروری تھا؟

حضرت جویریہؓ بنت حارث بن ابی ضرار کی پہلی شادی مسافع بن صفوان سے ہو چکی تھی۔ ان کا باپ مشہور رہزن تھا اور مسلمانوں سے دلی عداوت رکھتا تھا۔ بنو مصطلق کا مشہور، طاقتور اور جنگجو قبیلہ، جو متعدد قبائل پر مشتمل تھا، ہمیشہ اس کے اشارہ پر ہر جنگ میں مسلمانوں کے خلاف برسرِ پیکار رہا۔ لیکن جونہی حضور نبی پاک ﷺ نے حضرت جویریہؓ کو آزاد کر کے ان کی اپنی رضامندی سے ان کے ساتھ شادی کی، تمام قبیلہ سب دشمنیاں بھول گیا۔ قزاقی چھوڑ دی اور مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں شریک نہ ہوا۔ انصاف سے بتائیں کہ یہ نکاح کس قدر مفید ثابت ہوا۔ آنحضور ﷺ کی عمر اس وقت 57 سال تھی۔

حضرت میمونہؓ کی ایک بہن سردارِ نجد کے گھر میں تھیں۔ اہلِ نجد ہی وہ ظالم تھے جنہوں نے دھوکے سے 70 واعظانِ دین کو اپنے ملک میں لے جا کر شہید کر دیا تھا، کئی بار انہوں نے نقضِ امن اور فساد انگیزی کی لیکن حضرت میمونہؓ کے ساتھ شادی کے بعد ملک نجد میں صلح، امن اور اسلام پھیلانے کے بہترین مواقع پیدا ہو گئے۔ حضرت میمونہؓ کے ساتھ آنحضور ﷺ نے 59 برس کی عمر میں شادی کی۔ حضرت میمونہؓ اس وقت 36 سال کی تھیں اور حضورؐ کی زوجیت میں صرف چار سال تک رہیں۔

حضرت زینب بنت جحشؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کے نکاح خالص اسلامی اغراض اور مصالحِ دینی پر مبنی تھے۔ حضرت زینبؓ کے نکاح کے ساتھ عربوں کی متبنّیٰ بنانے کی رسم کا طلسم پاش پاش ہو گیا۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کے ساتھ نکاح کے نتیجہ میں حفاظتِ قرآن کریم اور تعلیمِ نسواں کے قومی مقاصد حاصل ہوئے۔ اسی طرح دونوں امہات المؤمنین کو خلافت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے دوران نبی پاک ﷺ کی تربیت کے نتیجہ میں عظیم الشان خدمات کی توفیق عطا ہوئی۔

(رحمۃ اللعالمین حصہ دوئم صفحہ 357 و 358)

مختصر یہ کہ نبی پاک ﷺ کی سب شادیاں بے شمار قومی اور دینی مصالح کے لیے تھیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ

تعدّدِ ازدواج پر اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''شریعت حقّہ نے اس کو ضرورت کے واسطے جائز رکھا ہے۔ ایک لائق آدمی کی بیوی اگر اس قسم کی ہے کہ اس سے اولاد نہیں ہوسکتی تو وہ کیوں بے اولاد رہے اور اپنے آپ کو بھی عقیم بنا لے۔ ایک عمدہ گھوڑا ہوتا ہے تو اس کی نسل بھی قائم رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے، انسان کی نسل کو کیوں ضائع کیا جاوے۔ پادری لوگ دوسری شادی کو زنا کاری قرار دیتے ہیں تو پھر انبیاء کی نسبت کیا کہتے ہیں۔ حضرت سلیمانؑ کی، کہتے ہیں کئی سو بیویاں تھیں اور ایسا ہی حضرت داؤدؑ کی تھیں۔ اگر نعوذ باللہ عیسائیوں کے قول کے مطابق ایک سے زیادہ نکاح سب زنا ہیں تو حضرت داؤدؑ کی اولاد سے ہی ان کا خدا بھی پیدا ہوا ہے تب تو یہ نسخہ اچھا ہے اور بڑی برکت والا طریق ہے''۔ (ملفوظات جلد دہم صفحہ 198، 197)

حضرت مسیح موعودؑ نے ایک احمدی کے بعض سوالات کے جوابات دیتے ہوئے تعدّد ازدواج سے متعلق سیر حاصل بحث فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

1۔ اگر انسان کو پورا علم ہو کہ عدم مساوات سے خدا تعالیٰ کس قدر ناراض ہو گا تو شاید وہ ساری عمر رنڈوا رہنے کو ترجیح دے۔

2۔ اگر انسان اپنے نفس کا میلان اور غلبہ شہوات کی طرف دیکھے اور اس کی نظر بار بار خراب ہوتی ہو تو زنا سے بچنے کے لیے دوسری شادی کر لے لیکن پہلی بیوی کے حقوق تلف نہ کرے کیونکہ جوانی کا بہت سا حصہ اس نے اس کے ساتھ گذارا ہوتا ہے اور ایک گہرا تعلق خاوند کا اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

3۔ اگر مرد کو دوسری شادی کی ضرورت ہو لیکن وہ یہ دیکھے کہ اس سے پہلی بیوی کو سخت صدمہ ہو گا اور حد درجہ کی اس کی دل شکنی ہو گی تو وہ قربانی دے اور ایک ہی بیوی کو کافی سمجھے اور دوسری شادی نہ کرے بشرطیکہ اسے یہ ڈر نہ ہو کہ اس وجہ سے وہ معصیت میں مبتلا ہو کر کسی جائز شرعی ضرورت کا خون نہیں کرے گا۔

4۔ آنحضرت ﷺ کی کئی بیویاں تھیں مگر اس کے باوجود آپ ساری ساری رات خدا تعالیٰ کی عبادت میں گذارتے تھے۔ ایک بار آپ ﷺ کی باری حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ہاں تھی، کچھ حصہ رات کا گذر گیا تو حضرت عائشہؓ کی آنکھ کھلی اور دیکھا کہ آپ ﷺ وہاں موجود نہیں ہیں۔ انہیں شبہ ہوا کہ کہیں کسی دوسری بیوی کے ہاں ہوں گے۔ انہوں نے حضور ﷺ کو ہر گھر میں تلاش کیا۔ بالآخر دیکھا کہ وہ قبرستان میں سجدہ کی حالت میں رو رہے ہیں۔ اب دیکھیں! آپؐ زندہ اور چہیتی بیوی کو چھوڑ کر مُردوں کی جگہ قبرستان میں گئے اور روتے رہے تو کیا آپ کی بیویاں حظّ نفس یا اتباع شہوت کی بنا پر ہوسکتی ہیں؟ ہرگز نہیں۔

5۔ آخری نصیحت ہماری یہی ہے کہ اسلام کو اپنی عیاشیوں کے لیے سپر نہ بناؤ کہ آج ایک حسین عورت نظر آئی تو اسے کر لیا اور کل کوئی اور نظر آئی تو اسے کر لیا۔ اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عورتیں کرنے والے اور انہیں میں مصروف رہنے والے ہوتے تو اپنے سر جنگوں میں کیوں کٹواتے۔ جو شب و روز عیش و عشرت میں غرق رہتا ہے وہ کب ایسا دل لاسکتا ہے۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 225 تا 231، ایڈیشن 2022ء)

تاریخ عالم کھنگال کر دیکھ لیجیے، تاریخ انبیاء کا مطالعہ کر لیجیے، آپ کو حبیب کبریاء، سرورِ کائنات، فخر دو عالم ﷺ جیسی نظیریں کہیں نظر نہ آئیں گی۔ واقعی آپ کون و مکان میں ایک ایسا گوہر نایاب تھے جو ہر اعتبار سے بے مثل، ہر کمال میں یگانہ اور یکتائے روزگار تھے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ ﷺ کے عشق میں کیا خوب فرمایا ہے:

دلبرا! مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

نعت خیر البشر ﷺ

السّلام! اے ہادیِ راہِ ہدیٰ جانِ جہاں
والصلوٰۃ! اے خیرِ مطلق اے شہِ کون و مکاں

تیرے ملنے سے ملا ہم کو وہ ''مقصودِ حیات''
تجھ کو پا کر ہم نے پایا ''کامِ دل'' آرامِ جاں

آپ چل کر تو نے دکھلا دی رہِ وصلِ حبیب
تو نے بتلایا کہ یوں ملتا ہے یارِ بے نشاں

ہے کشادہ آپ کا بابِ سخا سب کے لئے
زیرِ احساں کیوں نہ ہوں پھر مرد و زن پیر و جواں

تشنہ روحیں ہو گئیں سیراب تیرے فیض سے
علم و عرفانِ خداوندی کے بحرِ بیکراں!

ایک ہی زینہ ہے اب بامِ مرادِ وصل کا
بے ملے تیرے ملے ممکن نہیں وہ دل ستاں

تو وہ آئینہ ہے جس نے منہ دکھایا یار کا
جسمِ خاکی کو عطا کی روح اے جانِ جہاں!

تا قیامت جو رہے تازہ تری تعلیم ہے
تو ہے روحانی مریضوں کا طبیبِ جاوداں

ہے یہی ماہِ مبیں جس پر زوال آتا نہیں
ہے یہی گلشن جسے چھوتی نہیں بادِ خزاں

''کوئی راہ نزدیک تر راہِ محبت سے نہیں''
خوب فرمایا یہ نکتہ مہدی آخر زماں

یہ دعا ہے میرا دل ہو اور تیرا پیار ہو
میرا سر ہو اور تیرا پاک سنگِ آستاں

(درّعدن)

رپورٹ: مکرم کولمبس خان صاحب

احمدیہ مسلم جیورسٹس ایسوسی ایشن جرمنی کے زیرِ انتظام

ایک مجلس مذاکرہ

احمدیہ مسلم وکلاء ایسوسی ایشن (AMJV) نے جلسہ سالانہ جرمنی 2025ء کے دوسرے روز ایک مجلسِ مذاکرہ (Podium Diskussion) کا انعقاد کیا جس میں اس اہم اور حساس سوال پر گفتگو کی گئی کہ جرمنی غزہ کے حوالہ سے اپنی ذمہ داری کس حد تک بین الاقوامی قانون کے اصولوں کی روشنی میں پوری کر رہا ہے؟ اس مذاکرہ کی نظامت مکرم ملک افتخار احمد صاحب ایڈووکیٹ نے کی جبکہ صدارت مکرم ڈاکٹر نوید منصور صاحب، صدر ایسوسی ایشن (AMJV) نے کی اور اس قضیہ کا پس منظر بیان کر کے اراکین مذاکرہ کو باری باری گفتگو کا موقع فراہم کیا۔

آغاز میں مکرم شرجیل خالد صاحب مربی سلسلہ نے تقریر کرتے ہوئے واضح کیا کہ اس موضوع پر مکالمہ کس قدر منقسم اور حساس ہے۔ آپ نے زور دیا کہ غزہ کے موجودہ انسانی بحران کے تناظر میں اخلاقی معیار کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ بعدازاں گفتگو کا باقاعدہ آغاز ہوا جس میں مختلف آراء سامنے آئیں مگر سبھی ایک ہی سوال کے گرد گھوم رہی تھیں کہ 2025ء میں جرمن ''ریاستی مصلحت'' (Staatsräson) کا مفہوم کیا ہے؟

مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے کہا: ''ریاستی مصلحت ایسا لائسنس نہیں ہونا چاہیے جس کے ذریعہ بین الاقوامی قوانین کو نظر انداز کر دیا جائے''۔ آپ کے مطابق جرمنی کی ذمہ داری صرف اسرائیل تک محدود نہیں بلکہ عالمگیر ہونی چاہیے۔ جو بھی ''پھر کبھی نہیں'' کو سنجیدگی سے لیتا ہے، اُسے ''نیورن برگ مقدمات'' کی جانب دیکھنا ہوگا، جہاں سے ایک ضابطہ پر مبنی عالمی نظام نے جنم لیا۔

جرمن فلسطینی دوستانہ تنظیم کے سربراہ محترم Nazeh Musharbash صاحب نے بھی سخت مؤقف اختیار کیا۔ اُنہوں نے جرمنی پر الزام لگایا کہ وہ صرف اسرائیلی بیانیہ کو ترجیح دے رہا ہے اور فلسطینیوں کو تنہا چھوڑ رہا ہے۔ ''یہ ناقابلِ قبول ہے کہ جرمن سیاست صرف ایک فریق کے دکھ کو دیکھے اور دوسرے کے دکھ کو چھپائے''۔ اُن کے بقول اس رویہ سے جرمنی کے ایک معتبر عالمی کردار کے طور پر اعتماد میں شدید کمی آ رہی ہے۔

معروف خاتون صحافی محترمہ خولہ مریم ہیوبش صاحبہ نے اس کے داخلی پہلو پر روشنی ڈالی۔ اُنہوں نے ایسی تحقیقات کا حوالہ دیا جن کے مطابق تقریباً ہر دوسرا جرمن غزہ کے متعلق ذرائع ابلاغ پر عدم اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔ ''غزہ کی جنگ نے میڈیا اور سیاست پر عوامی اعتماد کو گہرا دھچکا پہنچایا ہے۔ جب چوتھا ستون ناکام ہوتا ہے تو نہ صرف جمہوریت اور قانون کی حکمرانی خطرے میں پڑتی ہے بلکہ عالمی امن بھی متاثر ہوتا ہے''۔ انہوں نے بڑھتے ہوئے دباؤ کی طرف بھی اشارہ کیا کہ جو بھی اسرائیل کی پالیسی پر تنقید کرتا ہے اُسے فوراً ''یہود دشمنی'' کے خانے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اس سے اصل مکالمہ دم توڑ دیتا ہے اور آوازِ حق دب کر رہ جاتی ہے۔

ان سب سے بالکل مختلف نقطۂ نظر ربّی ڈاکٹر Walter Rothschild نے پیش کیا۔ اُنہوں نے کھل کر اپنی مایوسی کا اظہار کیا: ''مَیں افسردہ، صدمہ زدہ اور مایوس ہوں''۔ ان کے خیال میں یہ ''سادہ لوحی اور جہالت'' ہے کہ کوئی یہ سمجھے کہ شرقِ اوسط میں کبھی حقیقی امن قائم ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر مکمل امن نہیں ہو سکتا تو کم از کم ہدف استحکام ہونا چاہیے''۔ ساتھ ہی انہوں نے خبردار کیا کہ اسرائیل ہی وہ واحد ملک ہے جو مغربی اقدار کے وجودی خطرے کو سنجیدگی سے لیتا ہے اور اس کا دفاع کرتا ہے۔ لہٰذا جرمنی کو اسرائیل کی حمایت جاری رکھنی چاہیے۔ جہاں تک اسرائیل کی پالیسی پر تنقید کا سوال ہے تو اسے یہود دشمنی نہیں سمجھنا چاہیے اور یہی ایک حد ہے جو جرمنی میں متنازع ہوتی جا رہی ہے۔

اس مباحثہ نے یہ واضح کیا کہ جرمن سیاست شرقِ اوسط کے تنازع میں بنیادی مخمصے کو حل نہیں کر سکتی۔ اسرائیل کے حوالے سے تاریخی ذمہ داری اور بین الاقوامی قانون کو لاگو کرنے کے تقاضے کے درمیان ایک تناؤ موجود ہے اور یہ تناؤ جرمن معاشرے میں بھی شدت سے محسوس ہو رہا ہے۔ جرمنی کے بہت سے مسلمانوں کے نزدیک ریاستی مصلحت اب ایک ''نئی اسلام پالیسی'' کی مانند دکھائی دیتی ہے جس سے بداعتمادی بڑھ رہی ہے۔ اگرچہ مباحثہ میں آراء بظاہر ایک دوسرے سے متصادم تھیں، مگر سب اس بات پر متفق تھے کہ جرمنی کو اِن مشکل سوالات کا سامنا کرنا ہوگا: ہم تاریخ سے کیا سبق لیتے ہیں؟ کیا قانون صرف کمزوروں کے لیے ہے یا سب کے لیے؟ شرقِ اوسط کے گہرے زخموں کے پیشِ نظر کس طرح ایک ضابطہ پر مبنی نظام پر اعتماد کیا جا سکتا ہے؟ یہ درست ہے کہ مذاکرہ میں کوئی حتمی اتفاقِ رائے پیدا نہیں ہوا مگر ان سوالات کے جواب تلاش کرنے کی کوشش ہی اس کی اصل غرض تھی۔

جلسہ سالانہ جرمنی 2025ء کے دوسرے روز منعقدہ پوڈیم ڈسکشن کا ایک منظر

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کی عائلی زندگی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عائلی زندگی کے متعلق مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب مرحوم ابن حضرت مرزا عزیز احمد صاحبؓ کے مضامین الفضل انٹرنیشنل ماہ جنوری و فروری 2011ء میں شائع ہوتے رہے ہیں جنہیں قارئین کے استفادہ کے لیے شائع کیا جارہا ہے۔ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام:

''یٰآدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ''

اے آدم تو مع اپنی زوجہ کے بہشت میں داخل ہو۔

''یٰٓاَحْمَدُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ''

اے احمد تو مع اپنی زوجہ کے بہشت میں داخل ہو۔

(روحانی خزائن جلد 15 تریاق القلوب صفحہ 288)

حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ فرماتے ہیں: ''مَیں نے اپنے ہوش میں نہ کبھی حضور علیہ السلام کو حضرت اُمّ المومنین سے ناراض دیکھا نہ سنا۔ بلکہ ہمیشہ وہ حالت دیکھی جو ایک (Ideal) آئیڈیل جوڑے کی ہونی چاہیے''۔

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 231)

مائی امام بی بی صاحبہ جو اپنے خاوند حضرت ٹھیکیدار محمد اکبر صاحبؓ کی وفات کے بعد حضور کے گھر رہتی تھیں فرماتی ہیں: ''ہم نے کبھی حضرت اُمّ المومنین کو نہیں دیکھا کہ کسی بات پر بھی حضرت صاحب سے ناراض ہوئی ہوں۔ حضرت صاحب کا ادب کرتیں اور آپ کو خوش رکھتیں۔ ابتداء میں حضرت صاحب صرف تین روپے جیب خرچ دیا کرتے۔ آپ نے کبھی نہیں کہا کہ یہ کم ہیں۔ شکر گزاری سے لے لیتیں''۔

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 414-415)

برّصغیر پاک وہند اور خاص کر پنجاب کے دیہی معاشرہ میں آج کل بھی عورت کو ایک کم عقل، کم علم اور کم درجہ کی مخلوق کی حیثیت دی جاتی ہے اور زندگی کی اہم باتوں میں اس کی رائے کو کوئی وُقعت نہیں دی جاتی حتیٰ کہ خاندانی یا گھریلو معاملات میں بھی اس سے مشورہ کرنا مناسب نہیں سمجھا جاتا۔ اور اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی بات سنتا اور اس کو مانتا ہو تو اسے زن مرید کہا اور سمجھا جاتا ہے۔ اور آج کے دور میں بھی صورت حال یہ ہے کہ ایسے بھی لوگ موجود ہیں جو گھر سے باہر بیوی کے قدم بقدم چلنا بھی اپنی توہین سمجھتے ہیں اس لئے بیوی سے دو چار قدم آگے رہتے ہیں۔ اس کے مقابل پر حضورؑ کے خاندان کی آج سے تقریباً ڈیڑھ سو سال قبل بھی کیا کیفیت تھی۔ حضورؑ کے سوانح نگار حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ حضورؑ کی والدہ ماجدہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت والدہ مکرمہ کی دُور اندیشی، معاملہ فہمی مشہور تھی۔ حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم کے لئے وہ ایک بہترین مشیر اور غمگسار تھیں اور یہی وجہ تھی کہ حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب باوجود اپنی ہیبت اور شوکت اور جلال کے حضرت مائی صاحبہ کی باتوں کی بہت پرواہ کرتے تھے اور ان کی خلافِ مرضی خانہ داری کے انتظامی معاملات میں کوئی بات نہیں کرتے تھے''۔ (حیات احمد صفحہ 171)

حضرت شیخ صاحب اپنی اس رائے کی تائید میں حضورؑ کی ہمشیرہ حضرت بی بی مراد بیگم صاحبہ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ''بی بی مراد بیگم صاحبہ ... جو بجائے خود ایک صاحب حال اور عابدہ زاہدہ خاتون تھیں خدا تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت وہ عین عنفوانِ شباب میں بیوہ ہوگئیں اور قادیان آگئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرح ان کی زندگی ایک خداپرست خاتون کی زندگی تھی۔ حضرت مائی صاحبہ ... اس خداپرست خاتون کے لئے ... بہت دردمند اور محبّت سے لبریز دل رکھتی تھیں

اور ان کی بیوگی کے زمانہ میں اپنی ذمہ داری کی خصوصیات کو محسوس کرتی تھیں۔ ان حالات میں انہوں نے حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کو مشورہ دیا کہ زنان خانہ میں وہ ہمیشہ دن کو تشریف لایا کریں۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب مرحوم کا اس کے بعد معمول ہو گیا کہ وہ صبح کو اندر جاتے اور گھر کے ضروری معاملات پر مشورہ اور ہدایات کے بعد باہر آجاتے''۔ (حیات احمد صفحہ 172)

اس جگہ اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اس زمانہ میں شرفاء کا دستور یہ ہوتا تھا کہ ان کا زنانہ مکان اور مردانہ مکان علیحدہ علیحدہ ہوتے تھے۔ رہائش تو زنانہ مکان میں ہی ہوتی تھی اور رات بھی وہاں گزاری جاتی تھی۔ دن کے اوقات میں مرد عموماً مردانہ میں ہی رہتے تھے۔ لیکن حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب اپنی حرم کے مشورہ کے مطابق اپنی بیٹی حضرت بی بی مراد بیگم صاحبہ کی بیوگی کے پیشِ نظر رات بھی مردانہ حصہ مکان میں ہی گذارتے تھے۔ اس جگہ اس بات پر بحث کا موقعہ نہیں کہ یہ طریق درست یا مناسب تھا مقصود صرف یہ دکھانا ہے کہ زمانہ کے حالات کے برعکس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان میں بیویوں کی رائے کو اہمیت اور وُقعت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور ان کے مشورہ پر عمل بھی کیا جاتا تھا۔

کچھ یہی کیفیت ہمیں حضورؑ کے بھائی مرزا غلام قادر صاحب کی عائلی زندگی میں نظر آتی ہے۔ آپ کی بیگم حُرمت بی بی صاحبہ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تائی ہونے کی وجہ سے جماعت میں تائی کے نام سے جانی پہچانی جاتی ہیں بہت جاہ وجلال والی خاتون تھیں اور 1868ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت چراغ بی بی صاحبہ کی وفات کے بعد تو گویا وہ گھر کی مختارِ کُل ہو گئی تھیں اور ایک رنگ میں خاندان پر حکومت کرتی تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اسی خاندان کے فرد تھے اور اسی ماحول میں اور ان روایات کے مطابق ہی پروان چڑھے تھے اس لیے آپؑ کا سلوک بھی اپنی زوجہ اوّل کے ساتھ مثالی تھا۔ آپ باوجود اس بات کے کہ دنیاداری کے کاموں میں آپ کو کوئی شغف نہ تھا اور اپنا سارا وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزارنا آپ کے دل کی تمنّا اور آپ کا معمول تھا، اپنی زوجہ کا ہر ممکن حد تک خیال رکھتے تھے اور اس اَمر کے باوصف کہ آپ کی زوجہ اوّل دیگر رشتہ داروں کی طرف زیادہ میلان رکھتی تھیں اور اس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ان کی اس رنگ میں ذہنی ہم آہنگی اور موافقت نہ تھی لیکن پھر بھی حضور ان کے ساتھ محبّت، نرمی اور ملاطفت کے ساتھ پیش آتے اور ان کا خیال رکھتے تھے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اس زمانہ میں شرفاء کے خاندانوں میں رواج تھا کہ مرد عام طور پر مردانے میں رہتے تھے اسی طریق کے مطابق حضور بھی مردانے میں ہی رہتے تھے لیکن اپنی زوجہ اوّل کی خاطر آپ نے زنانہ گھر میں مردانے کا دروازہ بنوایا تا کہ وہ آپ سے سہولت کے ساتھ رابطہ کر سکیں اور مل سکیں۔

اپنی زوجہ کے ساتھ حضور کا سلوک خاندانی ماحول اور روایات کے مطابق ہونے کے ساتھ ساتھ اس وجہ سے اور بھی زیادہ بہتر اور زیادہ نمایاں ہو جاتا ہے کہ حضور اپنے ایمان کی رُو سے یہ بات ضروری سمجھتے تھے کہ بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک کیا جائے کیونکہ یہ خدا کی تعلیم اور رسول اکرم ﷺ کی سنّت ہے۔ اور جیسا کہ حضور خود فرماتے ہیں کہ۔

من تربیت پذیر ز ربّ مہیمنم

آپ کی تربیت خدا تعالیٰ نے خود فرمائی اس لیے آپ کے سلوک میں اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی نسبت زیادہ ملائمت اور زیادہ حُسن نظر آتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضورؑ کی دوسری شادی کے بعد بھی جو حضور کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر کرنا پڑی تھی حضور ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہے اور ان کے اخراجات وغیرہ باقاعدہ ادا فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ محمدی بیگم والا واقعہ پیش آ گیا جس میں حضور کے رشتہ داروں نے حضور سے اپنے تعلقات ختم کر لئے اور آپ کی زوجہ اوّل نے بھی قطع تعلقی میں اپنے دیگر رشتہ داروں کا ساتھ دیا۔ لیکن ان کی طرف سے مخالف رشتہ داروں کا ساتھ دینے کے باوجود بھی حضور نے حضرت امّاں جانؓ کے توسّط سے ان کے ساتھ حسن سلوک کا سلسلہ جاری رکھا۔ چنانچہ حضرت امّاں جانؓ بیان فرماتی ہیں کہ ''ایک دفعہ مرزا سلطان احمد صاحب کی والدہ بیمار ہوئیں تو چونکہ حضرت صاحب کی طرف سے مجھے اجازت تھی میں انہیں دیکھنے کے لئے گئی۔ واپس آکر میں نے حضرت صاحب سے ذکر کیا ... تو فرمایا میں تمہیں دو گولیاں دیتا ہوں یہ جاکر دے آؤ۔ حضرت امّاں جانؓ فرماتی تھیں کہ اور بھی بعض اوقات حضرت صاحب نے اشارۃً کنایۃً مجھ پر ظاہر کیا کہ میں ... اپنی طرف سے ... کچھ مدد کر دیا کروں''۔

(سیرت المہدی حصہ اوّل روایت نمبر 42)

رشتہ داروں کی طرف سے قطع تعلقی کے بعد کی بات ہے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اپنی کتاب ذکرِ حبیب میں تحریر فرماتے ہیں: ''جبکہ میں ہنوز جموں میں ملازم تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک خط میرے نام قادیان سے آیا کہ مرزا فضل احمد صاحب جموں میں محکمہ پولیس میں ملازم ہے۔ بہت دنوں سے گھر میں اس کا کوئی خط نہیں آیا اور اس کی والدہ بہت گھبرا رہی ہے۔ آپ اس کا حال اور خیریت دریافت کر کے بواپسی ڈاک ہمیں اطلاع دیں۔ پھر دوسری دفعہ بھی ایسا ہی ایک خط آیا تھا اور ہر دو دفعہ حال دریافت کر کے لکھا گیا۔ یہ غالباً 94-1893ء کا واقعہ ہے''۔ (ذکر حبیب صفحہ 21,20)

حضرت اُمّ المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگمؓ کے ساتھ حضور کی شادی خاص الٰہی تحریک اور منشاء کے تحت ہوئی چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں کہ الہام ہوا ''مَیں نے ارادہ کیا ہے کہ تمہاری ایک اور شادی کروں۔ یہ سب سامان مَیں خود ہی کروں گا اور تمہیں کسی بات کی تکلیف نہیں ہوگی''۔

(شحنۂ حق، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 383)

نیز فرماتے ہیں کہ ''مَیں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ ان اخراجات کی مجھ میں طاقت نہیں تب یہ الہام ہوا کہ:

ہر چہ باید نو عروسی را ہمہ ساماں کنم
و آنچہ درکار شما باشد عطائے آں کنم

یعنی جو کچھ تمہیں شادی کے لئے درکار ہوگا تمام سامان اس کا مَیں آپ کروں گا اور جو کچھ تمہیں وقتاً فوقتاً حاجت ہوتی رہے گی آپ دیتا رہوں گا''۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 247)

1881ء میں ہونے والے ان الہامات کے مطابق دہلی کے ایک شریف اور مشہور خاندانِ سادات میں آپ کی شادی ہو گئی اور 1884ء میں حضرت امّاں جان رضی اللہ عنہا دلہن بن کر قادیان تشریف لے آئیں۔ حضرت امّاں جان رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس شادی کے بعد حضورؑ کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی کہ 1884ء کا سال ہی وہ سال ہے جس میں حضور نے اپنے دعویٰ مجددیت کا اعلان فرمایا اور اس لحاظ سے بھی کہ یہ شادی خدا تعالیٰ کی مشیت اور اس کے حکم پر ہوئی تھی اور جس سے شادی ہوئی تھی اس کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ''اُشکُر نِعمَتِی رَئَیتَ خَدِیجَتِی'' کہ میرا شکر کر کہ تو نے میری خدیجہ کو پایا۔ اس حکمِ الٰہی کی تعمیل میں حضور کا سلوک حضرت امّاں جان کے ساتھ اور بھی نمایاں اور مثالی اور حد درجہ محبت اور دلداری کا حامل ہوتا تھا۔ اور چونکہ آپؑ کو یہ احساس تھا کہ آپ کی زندگی کے اس مبارک دور کے ساتھ حضرت امّاں جان رضی اللہ عنہا کو ایک نسبتِ خاص ہے اس لئے آپ ان کے ساتھ معمول سے بہت بڑھ کر محبّت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ اور اس بات کا احساس حضرت امّاں جان رضی اللہ عنہا کو بھی تھا۔ چنانچہ آپ بھی ایک حق کے رنگ میں اور محبّت کے انداز میں بہت ناز کے ساتھ حضور علیہ السلام سے کہا کرتی تھیں کہ میرے آنے کے ساتھ ہی یہ برکتیں آپ کی زندگی میں آئیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی مسکراتے اور اس پر صاد کرتے ہوئے اس بات کی تصدیق فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس زمانہ میں ایک جوڑا بابرکت ہوا جو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے چنا۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے شادی سے پیشتر اس شادی کے بابرکت ہونے کی اطلاع الہام کے ذریعہ دی۔ اس خاندان کے بابرکت ہونے کی خبر دی اور پھر فرمایا: یٰآدمُ اسکُنْ اَنتَ وَ زَوجُكَ الجَنَّةَ۔ یہ شادی کی طرف ہی اشارہ تھا۔ اس میں بتایا گیا کہ جیسے اس آدم کے لئے جنّت تھی اسی طرح تیرے لئے بھی جنّت ہے۔ مگر اُس حوّا نے تو آدم کو جنّت سے نکلوایا تھا۔ لیکن یہ حوّا جنّت کا موجب ہوگی۔

مجھے خوب یاد ہے اس وقت تو بُرا محسوس ہوتا تھا لیکن اب اپنے زائد علم کے ماتحت اس سے مزا آتا ہے۔ اس وقت میری عمر بہت چھوٹی تھی مگر یہ خدا کا فضل تھا کہ باوجود یکہ لکھنے پڑھنے کی طرف توجہ نہ تھی جب سے ہوش سنبھالی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کامل یقین اور ایمان تھا۔ اگر اس وقت والدہ صاحبہ کوئی ایسی حرکت کرتیں جو میرے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے شایان نہ ہوتی تو میں یہ نہ دیکھتا کہ ان کا میاں بیوی کا تعلق ہے اور میرا ان کا ماں بچہ کا تعلق ہے بلکہ میرے سامنے پیر اور مرید کا تعلق ہوتا حالانکہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کچھ نہ مانگتا تھا۔ والدہ صاحبہ ہی میری تمام ضروریات کا خیال رکھتی تھیں۔ باوجود اس کے والدہ صاحبہ کی طرف سے اگر کوئی بات ہوتی تو مجھے گراں گزرتی۔ مثلاً خدا کے کسی فضل کا ذکر ہوتا تو والدہ صاحبہ کہتیں میرے آنے پر ہی خدا کی یہ برکت نازل ہوئی ہے۔ اس قسم کا فقرہ میں نے والدہ صاحبہ کے منہ سے کم از کم سات آٹھ دفعہ سنا اور جب بھی سنتا گراں گزرتا۔ مَیں اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے ادبی سمجھتا لیکن اب درست معلوم ہوتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس فقرہ سے لذّت پاتے تھے کیونکہ وہ برکت اسی الہام کے تحت ہوئی کہ یٰآدمُ اسکُنْ اَنتَ وَ زَوجُكَ الجَنَّةَ۔ ایک آدم تو نکاح کے بعد جنّت سے نکالا گیا تھا لیکن اس زمانہ کے آدم کے لئے نکاح جنّت کا موجب بنایا گیا ہے۔ چنانچہ نکاح کے بعد ہی آپ کی ماموریت کا سلسلہ جاری ہوا۔ خدا تعالیٰ نے بڑی بڑی عظیم الشان پیشگوئیاں کرائیں اور آپ کے ذریعہ دنیا میں نور نازل کیا اور اس طرح آپ کی جنّت وسیع ہوتی چلی گئی۔ اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ پہلے آدم کے لئے جو جوڑا منتخب کیا گیا وہ صرف جسمانی لحاظ سے تھا مگر اس آدم کے لئے جو چنا گیا یہ روحانی لحاظ سے بھی تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلاَروَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ۔ ارواح میں ایک دوسرے سے نسبت ہوتی ہے جب ایسی ارواح مل جائیں تو ان کے جوڑے بابرکت ہوتے ہیں۔

(خطبات محمود جلد سوم صفحہ 245,246)

یہ بات کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت امّاں جان کے ساتھ ایک خاص تعلق جو کامل محبّت اور کامل یگانگت پر مبنی تھا رکھتے تھے اس کا علم گھر کے ماحول تک محدود نہ تھا۔ بلکہ آپ کے زمانہ میں احبابِ جماعت پوری طرح اس سے آگاہ تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کا اپنی بیوی کے ساتھ کسی گھریلو معاملہ پر کچھ اختلاف ہو گیا اور حضرت مفتی صاحبؓ اپنی بیوی پر کچھ ناراض ہوئے۔ مفتی صاحب کی بیوی نے اس ناراضگی کا ذکر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی بیوی کے ساتھ کیا۔ حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ بہت معاملہ فہم بھی تھے اور آپ کی طبیعت میں مزاح بھی تھا۔ آپ نے اس بارہ میں اپنی بیوی سے سن کر مفتی صاحب سے فرمایا ''مفتی صاحب جس طرح بھی ہو اپنی بیوی کو منالیں۔ کیا آپ جانتے نہیں کہ آج کل ملکہ کا راج ہے''۔ حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ کا اشارہ اس طرف تھا کہ جہاں ہندوستان پر ایک عورت ملکہ وکٹوریہ کی حکومت ہے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی گھریلو معاملات میں حضرت اماں جان کی بات مانتے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب بھی حضرت مولوی صاحب کے اس پُرحکمت اور پُرمزاح کلام کو سمجھ گئے اور جا کر اپنی بیوی کو منالیا اور اس طرح گھریلو ماحول خوشگوار ہو گیا۔

(ذکر حبیب طبع جدید صفحہ 253 مولفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حضرت امّاں جان رضی اللہ عنہا کے ساتھ سلوک اس زمانہ کے دستور اور ماحول کے اس قدر مخالف تھا کہ بقول حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ:

''اس بات کو اندرون خانہ کی خدمتگار عورتیں جو عوام الناس سے ہیں اور فطری سادگی اور انسانی جامہ کے سوا کوئی تکلف اور تصنع کی زیر کی اور استنباطی قوت نہیں رکھتیں بہت عمدہ طرح محسوس کرتی ہیں۔ وہ تعجب سے دیکھتی ہیں اور زمانہ اور اپنے گردوپیش کے عام عُرف اور برتاؤ کے بالکل برخلاف دیکھ کر بڑے تعجب سے کہتی ہیں اور مَیں نے بارہا انہیں خود حیرت سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ 'مرجا بیوی دی گل بڑی مندا ہے'۔ (یعنی مرزا صاحب اپنی بیوی کی بات بہت مانتے ہیں)۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صفحہ 17)

دراصل حضورؑ کی دوسری شادی خدا کی خاص تقدیر اور حکمت کے تحت اللہ تعالیٰ نے کرائی تھی۔ 1882ء میں ماموریت کے اعلان اور 1884ء میں مجددیّت کے دعویٰ کے ساتھ حضورؑ کی زندگی میں جو موڑ آیا تھا اس کا تقاضا تھا کہ آپ کو ایک ایسی رفیقۂ حیات ملے جو اس اہم ذمہ داری میں آپ کا قدم بقدم ساتھ دے سکے اور اس ذمہ داری کو وہی خاتون ادا کرسکتی تھیں جن کی تربیت خدا تعالیٰ کے خاص منشاء کے تحت کی گئی ہو۔ اسی غرض سے اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم کا انتخاب فرمایا۔ آپ کی پیدائش 1865ء کی ہے۔ گویا حضورؑ سے شادی کے وقت آپ کی عمر اٹھارہ انیس سال سے زیادہ نہ تھی۔ اور یہ وہ عمر ہوتی ہے جب انسان کچھ سیکھ سکتا ہے۔ نئے حالات میں اپنے آپ کو ڈھال سکتا ہے۔ اور اس طرح آپ حضورؑ کے پاس ایسی عمر میں آئیں کہ حضورؑ کی زیر تربیت رہ کر آپ کی فطری خوبیوں نے پوری طرح نشوونما پائی اور آپ ان ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں ادا کرنے کی اہل ثابت ہوئیں جو ایک نبی کی زوجہ مطہرہ کی حیثیت میں آپ پر عائد ہونے والی تھیں۔

انبیاء علیہم السلام کی زندگی کا ایک نمایاں پہلو یہ ہوتا ہے کہ ان کا ہر فعل اور ہر قول خدا کے حکم اور خدا کے منشاء کے مطابق اور ماتحت ہوتا ہے۔ یہی کیفیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہے۔ چنانچہ بیوی کے ساتھ تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں: ''ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا اور یہ درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے۔ اس کا شکریہ ہے کہ عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں''۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 400 از یعقوب علی عرفانی)

پھر فرماتے ہیں: ''فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں''۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 400 از حضرت یعقوب علی عرفانیؓ)

اس سلسلہ میں آپ کا عملی نمونہ کیا تھا؟ اس کا علم ذیل کے واقعہ سے ہوتا ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص کی سخت مزاجی اور بدکلامی کا ذکر ہوا کہ وہ اپنی بیوی سے سختی سے پیش آتا ہے۔ حضور اس بات سے بہت رنجیدہ ہوئے اور فرمایا ''ہمارے احباب کو ایسا نہ ہونا چاہئے''۔

پھر اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ''میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ مَیں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور مَیں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے۔ اور بایں ہمہ کوئی دل آزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا۔ اس کے بعد میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع اور خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیت الٰہی کا نتیجہ ہے''۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 307)

بات عملی نمونہ کی ہو رہی ہے۔ ایک چھوٹا سا واقعہ اور سن لیں۔ بظاہر بہت معمولی ہے لیکن اگر ہم میں سے ہر ایک اس واقعہ میں بیان شدہ حضور کے نمونہ پر چلنے کی کوشش کرے تو ہمارے عائلی تعلقات ہمیشہ خوشگوار رہیں۔

حضرت امّاں جان رضی اللہ عنہا نے خود یہ واقعہ بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتی ہیں: ''مَیں پہلے پہل جب دلّی سے آئی تو مجھے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گڑ کے میٹھے چاول پسند فرماتے ہیں چنانچہ میں نے بہت شوق اور اہتمام سے میٹھے چاول پکانے کا انتظام کیا۔ تھوڑے سے چاول منگوائے اور اس میں چار گنا گڑ ڈال دیا سو وہ بالکل راب سی بن گئی۔ جب پتیلی چولہے سے اتاری اور چاول برتن میں نکالے تو دیکھ کر سخت رنج اور صدمہ ہوا کہ یہ تو خراب ہو گئے۔ ادھر کھانے کا وقت ہو گیا تھا۔ حیران تھی کہ اب کیا کروں۔ اتنے میں حضرت صاحبؑ آ گئے۔ میرے چہرہ کو دیکھا جو رنج اور صدمہ سے رونے والوں کا سا بنا ہوا تھا۔ آپؑ دیکھ کر ہنسے اور فرمایا کیا چاول اچھے نہ پکنے کا افسوس ہے؟ پھر فرمایا۔ نہیں! یہ تو بہت اچھے ہیں میرے مزاج کے مطابق پکے ہیں۔ ایسے زیادہ گڑ والے ہی تو مجھے پسندیدہ ہیں۔ یہ تو بہت ہی اچھے ہیں اور پھر بہت خوش ہو کر کھائے۔ حضرت اُمّ المومنین فرماتی تھیں کہ حضرت صاحب نے مجھے خوش کرنے کی اتنی باتیں کہیں کہ میرا دل بھی خوش ہو گیا''۔

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 226,225)

بات کھانا پکانے کی آئی ہے تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کا ذکر بھی کر دیا جائے کہ حضورؑ کے دعویٰ کے بعد ایک لمبے عرصے تک باوجود اس کے کہ آنے والے مہمانوں کی کثرت ہو گئی تھی اور روزانہ ہی بہت بڑی تعداد میں مہمان تشریف لاتے تھے۔ کھانا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں ہی حضرت امّاں جانؓ کی زیر نگرانی پکایا جاتا تھا اور حضرت امّاں جانؓ نہ صرف یہ کہ اس انتظام کی نگرانی فرماتی تھیں بلکہ خود بھی مہمانوں کے لئے کھانا پکایا کرتی تھیں۔ چنانچہ آپ بیان فرماتی ہیں کہ: ''پہلے لنگر کا انتظام ہمارے گھر میں ہوتا تھا اور گھر سے سارا کھانا پک کر جاتا تھا۔ مگر جب آخری سالوں میں زیادہ کام ہو گیا تو مَیں نے کہہ کر باہر انتظام کرا دیا''۔

نیز فرماتی ہیں کہ ''شروع میں سب لوگ لنگر سے ہی کھانا کھاتے تھے خواہ مہمان ہوں یا یہاں مقیم ہو چکے ہوں۔ مقیم لوگ بعض اوقات اپنے پسند کی کوئی خاص چیز اپنے گھروں میں بھی پکا لیتے تھے مگر حضرت صاحب کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ اگر ہو سکے تو ایسی چیزیں بھی ان کے لئے آپ ہی کی طرف سے تیار ہو کر جاویں اور آپ کی خواہش رہتی تھی کہ جو شخص جس قسم کے کھانے کا عادی ہو اس کو اسی قسم کا کھانا دیا جا سکے''۔

(سیرت المہدی جلد نمبر 1 صفحہ 52,51)

حضرت منشی فیاض علی صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ اس زمانے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''حضرت اقدس دستِ مبارک سے زنانہ مکان سے کھانا لے آتے اور ہمارے ساتھ بیٹھ کر تناول فرماتے تھے''۔

(سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 219)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ ابتدائی ایام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''لنگر کا انتظام حضورؑ کے ابتدائی ایام میں گھر میں ہی تھا۔ گھر میں دال سالن پکتا اور لوہے کے ایک بڑے توے پر جسے لوہ کہتے ہیں روٹی پکائی جاتی پھر باہر مہمانوں کو بھیج دی جاتی۔ اس لوہ پر ایک وقت میں دو تین نوکرانیاں بیٹھ کر بہت سی روٹیاں یک دم پکا لیا کرتی تھیں''۔ (سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 283)

مزید فرماتے ہیں ''ابتدا میں قادیان کے سب احمدی لنگر سے کھانا کھاتے تھے''۔ (باقی آئندہ)

گھریلو زندگی، اسلامی اقدار کا آئینہ

مکرم سعید احمد عارف صاحب مربی سلسلہ،
ایڈیشنل سیکرٹری تربیت جرمنی

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا

(النساء 2)

تصوّر کریں کہ آپ ایک ہوائی جہاز میں بیٹھے ہیں اور اچانک اس کے انجن کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ جہاز صرف ہوا میں تیر رہا ہے اور مسلسل نیچے کی طرف جا رہا ہے۔ پھر لاؤڈ اسپیکر پر پائلٹ کی آواز گونجتی ہے:

"Embrace for Impact"

''یعنی جہاز حادثہ کا شکار ہونے والا ہے، اس کے لیے تیار ہو جائیں''۔ اس کے بعد جہاز کے اندر ایک سنّاٹا چھا جاتا ہے۔ تمام مسافر موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اپنے ماضی کو ٹٹولنے لگتے ہیں۔ اس لمحے آپ کے ذہن میں کیا خیالات آئیں گے؟ آپ اپنی گزشتہ زندگی کو مڑ کر کیسے دیکھیں گے؟ کن لمحات کی آپ قدر کریں گے اور کن پر آپ کو افسوس ہوگا؟ یہ کوئی فرضی کہانی نہیں ہے۔ یہ واقعہ درحقیقت 2009ء میں نیویارک میں پیش آیا تھا، جب ایک ہوائی جہاز کو انجن خراب ہونے کی وجہ سے دریائے ہڈسن میں ہنگامی لینڈنگ کرنا پڑی تھی۔ اس ہوائی جہاز میں ایک تاجر بھی سوار تھا، جس نے اس خاموشی کے دوران اپنی پوری زندگی کا جائزہ لیا۔ اس کا مال و متاع، اس کا کاروبار، یہ سب اچانک اس کے لیے بے معنی ہو چکے تھے۔ جو بات اسے پریشان کر رہی تھی، وہ یہ سوالات تھے: ''مَیں کیسا انسان تھا؟ کیا مَیں نے اپنی اَنا کو اپنی انسانیت کے راستے میں رکاوٹ بننے دیا؟ میرا سلوک ان لوگوں کے ساتھ کیسا تھا جو میرے لیے سب سے زیادہ اہم تھے؟ مَیں بطور شوہر اور باپ کیسا تھا؟''

یہ ایک ایسے شخص کے خدشات اور پشیمانیاں تھیں جو موت کا سامنا کر رہا تھا اور جس کی زندگی ختم ہونے والی تھی۔ اس تجربے کے بعد، اس نے اپنی زندگی کو ان نئی ترجیحات کے مطابق ڈھالا، جن کا ادراک اس خاموشی کے لمحے میں ہوا تھا۔ وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ اچانک دوبارہ ایسے ہی موت درپیش ہونے کی صورت میں اُسے اِنہی خدشات اور پشیمانیوں کا سامنا کرنا پڑے۔ کیا یہ دانشمندی نہیں کہ ہم شروع ہی سے ایک ایسی زندگی گزاریں کہ قریب المرگ ہونے کے باوجود ہمیں کوئی پچھتاوا اور پشیمانی دامنگیر نہ ہو؟ انسان کو حقیقی سکون تب ہی ملتا ہے جب وہ اُس مقصد کو پورا کرے جس کے لیے خدا نے اسے پیدا کیا ہے اور جو اس کی فطرت کا جزو لاینفک ہے: یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

''اِنسان اصل میں اُنسان سے لیا گیا ہے یعنی جس میں دو حقیقی اُنس ہوں۔ ایک اللہ تعالیٰ سے دوسرا بنی نوع کی ہمدردی سے۔ جب یہ دونوں اُنس اس میں پیدا ہو جاویں اس وقت اِنسان کہلاتا ہے اور یہی وہ بات ہے جو انسانیت کا مغز کہلاتی ہے ... جب تک یہ نہیں کچھ بھی نہیں''۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 53)

یعنی جب تک انسان اللہ اور بنی نوع انسان کے حقوق ادا نہیں کرتا، وہ نہ تو حقیقی خوشی حاصل کر سکتا ہے اور نہ ہی انسانیت کے مرکزی نکتہ کو پا سکتا ہے۔ اسلامی تعلیمات ان دونوں حقوق کو پورا کرنے کی طرف ہماری راہنمائی کرتی ہیں۔ اسلام ہمیں اس دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کے لیے تیار کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق کیے گئے ہمارے اعمال اُس پشیمانی کو دور کرتے ہیں جو زندگی کے آخر میں ہمیں پریشان کر سکتی ہے۔

دنیا بھر کے لوگوں میں یہ بات مشترک ہے کہ وہ اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت اپنے سماجی تعلقات پر، بالخصوص اپنے اہل خانہ کے ساتھ، غور کرتے ہیں۔ اس لیے مَیں خاص طور پر اُن اسلامی تعلیمات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جو قریبی رشتوں سے تعلق رکھتی ہیں اور جو ایک ہم آہنگ عائلی زندگی کو یقینی بناتی ہیں اور ساتھ ہی زندگی کے آخر میں ہو سکنے والی پشیمانی سے بچاتی ہیں۔

شادی کا مطلب ایک خاندان کی بنیاد ڈالنا ہے اور خاندان معاشرے کا ایک بنیادی اور اہم حصہ ہے۔ سب سے چھوٹی خاندانی اِکائی میاں اور بیوی سے شروع ہوتی ہے اور وقت کے ساتھ اس میں بہت سے دوسرے رشتے شامل ہو جاتے ہیں۔ ایک ہم آہنگ عائلی زندگی کے لیے ضروری ہے کہ اس کی بنیاد صحیح طریق پر استوار کی جائے اور زندگی کے اہم ترین فیصلوں میں سے ایک، یعنی شریکِ حیات کا انتخاب، اُس معیار کے مطابق کیا جائے جو آنحضور ﷺ نے ہمیں خود بتایا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کسی عورت سے نکاح کرنے کی چار ہی بنیادیں ہوسکتی ہیں۔ یا تو اس کے مال کی وجہ سے یا اُس کے خاندان کی وجہ سے یا اُس کے حسن و جمال کی وجہ سے، یا اُس کی دینداری کی وجہ سے۔ لیکن تُو دیندار عورت کو ترجیح دے۔ اللہ تیرا بھلا کرے اور تجھے دیندار عورت حاصل ہو۔

(بخاری کتاب النکاح باب الأکفاء فی الدین حدیث نمبر 5090)

اگر ہم نبی اکرم ﷺ کی اس نصیحت پر عمل کریں، تو ہم شریکِ حیات کے انتخاب میں ہی آخرت کے لیے تیاری کرسکتے ہیں اور زندگی کے آخر میں ہوسکنے والی پشیمانی کے امکان کو دور کرسکتے ہیں۔ چونکہ حدیث میں ذکر کیے گئے پہلے تین معیار ہمارے اعمال کو صرف اس دنیا تک محدود کر دیتے ہیں۔ جس طرح یہ دنیا فانی ہے، اسی طرح مال، خوبصورتی اور خاندان کی عزت بھی فانی ہے، لیکن جو چیز آخرت تک پائیدار اثر رکھتی ہے، وہ ہے دین، اور یہی شریکِ حیات کے انتخاب کا سب سے اہم معیار ہونا چاہیے۔ یہ فیصلہ خاندان کے جوہر کو شکل دے گا اور ایک ہم آہنگ شادی میں معاون ہوگا، کیونکہ اس طرح دونوں ایک ہی راستے پر چلیں گے اور زندگی کے سفر میں ایک ہی مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ ایک ہی راستے پر تب ہی چلا جاسکتا ہے جب شادی کے لیے ایک مشترکہ بنیاد اور اقدار موجود ہوں اور یہ نکاح کی تقریب میں تلاوت کی جانے والی قرآنی آیات سے ظاہر ہوتے ہیں۔ ان آیات کی روشنی میں مرد اور عورت شادی کے بندھن میں بندھتے ہیں اور اسلامی احکامات کے مطابق زندگی گزارنے کا عہد کرتے ہیں۔ آغاز میں تلاوت کی گئی آیت کا ترجمہ یہ ہے: ''اے لوگو! اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر ان دونوں میں سے مردوں اور عورتوں کو بکثرت پھیلا دیا۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے نام کے واسطے دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رِحموں (کے تقاضوں) کا بھی خیال رکھو۔ یقیناً اللہ تم پر نگران ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ''یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ۔ یہاں آیت میں اِتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُم بھی ہے اور بہت سے کنٹیکسٹ (Context) میں تقویٰ کا ذکر ہے لیکن اس آیت میں جو نکاح کے موقع پر پڑھی جاتی ہے ربّ کا تقویٰ۔ اور یہ ربّ کا تقویٰ کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ربوبیت کرنے والا ہے۔ تم دونوں کی ربوبیت کرنے والا ہے۔ اسی طرح تم پر بھی ربوبیت کی ذمہ داریاں کچھ نئی پڑنے والی ہیں اور اسی صورت میں تم ادا کرسکو گے جب تم حقیقی ربّ، اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو گے''۔ (خطبات ناصر، جلد دہم صفحہ 711)

انسان کو اللہ تعالیٰ کی فطرت پر تخلیق کیا گیا ہے۔ شادی کے ذریعے اسے اللہ کی صفات کو مزید گہرائی سے اپنانے کا موقع ملتا ہے۔ کیونکہ اس کا دائرہ کار، جس میں وہ اللہ کی صفات کو ظاہر کرتا ہے، وسیع ہوتا ہے اور اس میں شریکِ حیات، اولاد، سسرال اور دیگر افراد شامل ہوتے ہیں۔ وہ اپنی بیوی، بچوں اور خاندان کے دیگر افراد کے لیے ربّ (پالنے والا) بن جاتا ہے۔ الرحمٰن کی صفت، یعنی اللہ کا بغیر مانگے دینا بھی نئے دائروں میں ظاہر ہوسکتی ہے۔ اسی طرح الرحیم کی صفت بھی یعنی اللہ کا مانگنے پر دینا، اس صفت کا اثر بھی رشتہ داروں کے وسیع تر حلقہ پر اثر انداز ہونے لگتا ہے۔ جس طرح اللہ خالق ہے، اسی طرح مرد اور عورت کے رشتے سے جنم لینے والے بچے ان دونوں کو اس صفت کا بھی مظہر ہونے کے قابل بناتے ہیں۔

شادی کے ذریعے انسان کو روحانی طور پر ترقی کرنے اور اپنے پیارے خالق کے قریب آنے کا موقع ملتا ہے، لیکن یہ صرف اس صورت میں ممکن ہے جب وہ اپنے دل میں تقویٰ رکھتا ہو۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس حوالہ سے فرمایا: ''(اعلانِ نکاح کے وقت) سب سے پہلی نصیحت یہ ہے کہ تقویٰ پر قدم مارو، تقویٰ اختیار کرو۔ تو نکاح کے وقت اس نصیحت کے تحت ایجاب و قبول کر رہے ہوتے ہیں۔ نکاح کی منظوری دے رہے ہوتے ہیں کہ ہم ان پر عمل کریں گے۔ کیونکہ اگر حقیقت میں تمہارے اندر تمہارے اس ربّ کا، اس پیارے ربّ کا پیار اور خوف رہے گا جس نے پیدائش کے وقت سے لے کر بلکہ اس سے بھی پہلے تمہاری تمام ضرورتوں کا خیال رکھا ہے، تمام ضرورتوں کو پورا کیا ہے تو تم ہمیشہ وہ کام کرو گے جو اس کی رضا کے کام ہیں اور اس کے نتیجہ میں پھر ان انعامات کے وارث ٹھہرو گے''۔ (خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 566)

ان انعامات میں سے ایک خوشگوار عائلی زندگی بھی ہوگی، اور اگر کوئی اس نصیحت پر عمل کرتا ہے تو زندگی کے آخر میں پشیمانی کی اذیت سے بچ سکتا ہے۔

شادی کے علاوہ، بچوں اور والدین کے درمیان کا تعلق بھی ایک بھرپور زندگی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اگر ہم اپنے والدین کے حقوق کو نظرانداز کرتے ہیں، تو ہم اپنے خاندان کی خوشی کو خطرے میں ڈالتے ہیں اور خود کو پشیمانی کی اذیت سے دوچار کرسکتے ہیں۔ اسلام ہمیں اس ضمن میں ایک واضح رہنمائی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الاحقاف میں فرماتا ہے۔ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا (الاحقاف 16) اور ہم نے انسان کو تاکیدی نصیحت کی کہ اپنے والدین سے احسان کرے۔

اسی طرح سورۃ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (بنی اسرائیل 24،25)

اور تیرے ربّ نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ تم اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا وہ دونوں ہی، تو اُنہیں اُف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کر۔ اور ان دونوں کے لئے رحم سے عجز کا پَر جھکا دے اور کہہ کہ اے میرے ربّ! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔

کیا ہی خوبصورت تعلیم ہے کہ اس پر ہم فخر کر سکتے ہیں! لیکن ہم میں سے کتنے اس تعلیم پر عمل کرتے ہیں۔ کتنے ہیں جو صبر کرنے کے ساتھ ساتھ احسان کا سلوک بھی کرتے ہیں اور والدین کے لیے دعا بھی کرتے ہیں۔ مثلاً جب والدین بوڑھے ہو جائیں اور بھولنے کی بیماری میں مبتلا ہوں، انہیں اسمارٹ فون یا ٹیبلٹ کے استعمال کے سلسلہ میں مدد کی ضرورت ہو، یا روزمرہ کے کاموں میں مدد کی ضرورت ہو، تو بشاشت کے ساتھ ان کی خدمت کے لیے تیار رہتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ یتیم تھے اور آپ کو اپنے والدین کی خدمت کرنے کا موقع نہیں ملا تھا، لیکن اس کے باوجود آپ والدین کے حقوق کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ ایک بار ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس بیعت کرنے کی غرض سے آیا اور ذکر کیا کہ وہ اپنے روتے ہوئے والدین کو گھر پر چھوڑ کر آیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: ''واپس جاؤ اور انہیں ہنساؤ جس طرح تم نے انہیں رلایا ہے''۔

(سنن ابی داؤد کتاب الجہاد)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص یہ چاہے کہ اس کی زندگی لمبی ہو اور اس کی روزی میں اضافہ ہو، اسے چاہیے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ احسان کا سلوک کرے اور رشتہ داروں کے ساتھ احسان کرنے کی عادت ڈالے''۔ (مسند احمد بن حنبل)

کتنا تکلیف دہ وہ وقت ہوگا جب ہمارے پاس اپنے والدین کی خدمت کرنے کا موقع نہ ہوگا کیونکہ اس وقت وہ زندہ نہیں ہوں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے ایسے شخص کو بدنصیب قرار دیا ہے۔ ایک روایت میں ذکر ملتا ہے کہ ایک بار آنحضور ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ جب پہلی سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا: ''آمین''۔ پھر دوسری پر چڑھے تو فرمایا: ''آمین'' پھر تیسری پر چڑھے تو فرمایا: ''آمین''۔ صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ! ہم نے آپ کو تین مرتبہ آمین کہتے ہوئے سنا؟ آپ نے فرمایا: ''جب میں پہلی سیڑھی پر چڑھا تو جبرائیل میرے پاس آئے اور کہا: بدبخت ہے وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا، پھر وہ گزر گیا اور اس کی بخشش نہ ہوئی تو میں نے کہا: آمین۔ پھر کہا: بدنصیب ہے وہ بندہ جس نے اپنے والدین یا دونوں میں سے ایک کو پایا اور انہوں نے اس کو جنت میں داخل نہ کرایا تو میں نے کہا: آمین۔ پھر کہا: کم بخت ٹھہرا وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر ہوا اور اس نے آپ پر درود نہ پڑھا۔ میں نے کہا: آمین''۔

(الادب المفرد حدیث 644)

یہ ایک فرشتے کی دعائیں تھیں اور فرشتے صرف اللہ کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان دعاؤں پر آمین کہا اور اس طرح ان دعاؤں میں شریک ہوئے۔ یہ ناممکن ہے کہ ان دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے قبول نہ کیا ہو۔ یقیناً وہ قبول ہوئیں اور یہ ہمارے لیے ایک تنبیہ ہے کہ اگر ہم اپنے والدین کو نظرانداز کر دیں گے، تو ہم اس طرح جنّت حاصل کرنے کا موقع گنوا دیں گے۔ اور اپنے والدین کی خدمت نہ کرنے کا افسوس زندگی کے آخر تک ہمارے لیے کتنا تکلیف دہ ہوگا۔ تو کیا یہ عقلمندی نہیں کہ ہم اسلامی تعلیمات پر عمل کریں اور جب تک ہم زندہ ہیں خوشگوار عائلی زندگی کو یقینی بنائیں؟

لیکن ان لوگوں کا کیا جو خود تو زندہ ہیں لیکن ان کے والدین زندہ نہیں ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے ان کے جذبات کا بھی خیال رکھا اور انہیں ایک راستہ دکھایا۔ ایک شخص نے آپؐ سے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ والدین کی وفات کے بعد کوئی ایسی نیکی ہے جو مَیں ان کے لئے کر سکوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں کیوں نہیں۔ تم ان کے لئے دعائیں کرو، ان کے لئے بخشش طلب کرو، انہوں نے جو وعدے کسی سے کر رکھے تھے انہیں پورا کرو۔ ان کے عزیز و اقارب سے اسی طرح صلہ رحمی اور حسنِ سلوک کرو جس طرح وہ اپنی زندگی میں ان کے ساتھ کیا کرتے تھے اور ان کے دوستوں کے ساتھ عزت و اکرام کے ساتھ پیش آؤ۔ (سنن ابو داؤد کتاب الادب)

یہ اسلامی تعلیمات کے صرف چند پہلو ہیں جو والدین کے ساتھ تعلقات کے سلسلہ میں راہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ تاہم خوشگوار عائلی زندگی کے لیے یہ ضروری ہے کہ خاندان کا ہر فرد اپنا حصہ ڈالے اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی فکر میں رہے۔ اس لیے اسلام صرف والدین کے حقوق کی طرف اشارہ نہیں کرتا، بلکہ والدین کی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلاتا ہے۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''جس طرح تمہارے والدین کے تم پر حقوق ہیں، اسی طرح تمہارے بچوں کے بھی تم پر حقوق ہیں''۔ (الادب المفرد)

آپؐ نے ان میں سے کچھ حقوق کا ذکر یوں فرمایا: ''باپ پر بچے کے حقوق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اسے ایک اچھا نام دے، اسے اچھے اخلاق سکھائے اور جب وہ شادی کی عمر کو پہنچ جائے تو اس کی شادی کرے''۔

(شعب الایمان، البیہقی)

ایک طرف اسلامی تعلیمات ہمیں خوشخبری دیتی ہیں کہ بچے اپنے والدین کے ذریعے جنّت حاصل کر سکتے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا باپ جنّت کا درمیانی دروازہ ہے، (سنن ترمذی کتاب البر والصلۃ) اور ماں کے بارے میں فرمایا کہ جنّت ماں کے قدموں تلے ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ جب والدین بچوں کی اچھی تربیت کے حوالہ سے اپنی ذمہ داری پوری کرتے ہیں تو ان کے بچے اس طرح جنت کا راستہ پا سکتے ہیں۔

دوسری طرف اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے خاندانوں کو جہنم سے بچانے کی تنبیہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ وَاَهۡلِيۡكُمۡ نَارًا (التحریم 7) اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ تنبیہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَوۡلَادَكُمۡ خَشۡيَةَ اِمۡلَاقٍ (بنی اسرائیل 32) اور اپنی اولاد کو کنگال ہونے کے ڈر سے قتل نہ کرو۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس کی یوں وضاحت فرمائی ہے کہ یہ ظاہر ہے کہ شاید ہی کوئی ایسا انسان ہو جو صرف پیسہ بچانے کے لیے اپنے بچوں کو واقعی قتل کر دے۔ بلکہ یہ آیت ان والدین کو تنبیہ کرتی ہے جو اپنے بچوں کو بالواسطہ طور پر ''قتل'' کرتے ہیں، یعنی ان کی جسمانی دیکھ بھال، اخلاقی تعلیم و تربیت کو نظرانداز کرتے ہیں۔ جہاں تک اخلاقی تربیت کا تعلق ہے، آنحضور ﷺ نے

ہمیں ایک بہت اہم نصیحت فرمائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: أَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ وَأَحْسِنُوا أَدَبَهُمْ یعنی اپنے بچوں کا احترام کرو اور انہیں بہترین اخلاق سکھاؤ۔ (سنن ابن ماجہ)

اس سے مراد یہ ہے کہ والدین کو اپنے بچوں کے ساتھ سمجھداری اور ہمدردی سے پیش آنا چاہیے، تاکہ ان میں وقار اور خوداعتمادی پیدا ہو اور ان کی تربیت باوقار انسانوں کی طرح ہو، اس دوران انہیں بچوں میں بہترین اخلاقی اقدار پیدا کرنی چاہئیں تاکہ جب وہ بڑے ہوں تو وہ خدا، بنی نوع انسان اور اپنے خاندان کے حقوق کو مناسب طریقے سے پورا کرسکیں اور معاشرے کا ایک مفید حصہ بنیں۔ یہی بچے کل والدین بنیں گے اور اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ ان کے گھر میں ہم آہنگی اور امن کا ماحول ہو۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس حدیث کی تشریح میں لکھا کہ بچوں کے احترام کے حوالہ سے تعلیم، تمام مذاہب میں سے اسلام کی ایک منفرد خصوصیت ہے۔ آپؓ نے فرمایا: ''دنیا کے کسی اور مذہب نے اس نکتہ کو نہیں سمجھا کہ اولاد کے واجبی اکرام کے بغیر بچوں کے اندر اعلیٰ اخلاق پیدا نہیں کئے جاسکتے۔ بعض نادان والدین بچوں کی محبت کے باوجود ان کے ساتھ بظاہر ایسا پست اور عامیانہ سلوک کرتے اور گالی گلوچ سے کام لیتے ہیں کہ ان کے اندر وقار اور خودداری اور عزتِ نفس کا جذبہ ٹھٹھر کر ختم ہوجاتا ہے۔ پس ہمارے آقا (فداہ نفسی) کی یہ تعلیم درحقیقت سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہے کہ اپنی اولاد کے ساتھ بھی واجبی اکرام سے پیش آنا چاہیے تا ان کے اندر باوقار انداز اور اعلیٰ اخلاق پیدا ہوسکیں۔ (چالیس جواہر پارے صفحہ 72)

خوشگوار عائلی زندگی کے لیے یہ بنیادی بات ہے کہ تمام بچوں کے ساتھ یکساں سلوک کیا جائے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اِعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ یعنی جب تم اپنے بچوں کو تحفے دو تو ان کے درمیان انصاف کرو۔ (صحیح بخاری) ایک بار جب آنحضور ﷺ کو معلوم ہوا کہ ایک باپ نے اپنے ایک بیٹے کو تحفہ دیا ہے، تو آپ نے پوچھا کہ کیا اس نے اپنے تمام بیٹوں کو یہی تحفہ دیا ہے؟ جب باپ نے انکار کیا، تو آپؐ نے اسے وہ تحفہ واپس لینے کی ہدایت کی۔ (صحیح بخاری)

آپؐ نے یہ بھی سکھایا کہ والدین جنّت حاصل کرسکتے ہیں اگر وہ بیٹیوں پر بیٹوں کو ترجیح نہ دیں۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت مسیح موعودؑ نے بھی کامیاب تربیت کے لیے اہم ہدایات دی ہیں جو خوشگوار عائلی زندگی میں معاون ہیں۔ ایک بار جب آپؑ کو معلوم ہوا کہ کسی نے اپنے بچے کو مارا ہے، تو آپؑ نے اس پر شدید ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ میری نظر میں یہ ایک قسم کا شرک ہے، آپؑ نے فرمایا: ''ہدایت اور تربیتِ حقیقی خدا کا فعل ہے۔ سخت پیچھا کرنا اور ایک امر پر اصرار کو حد سے گزار دینا یعنی بات بات پر بچوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں۔ اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے۔ یہ ایک قسم کا شرکِ خفی ہے۔ اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہیے۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 309)

حضرت مسیح موعودؑ خود اپنے بچوں کی تربیت کیسے کرتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: ''ہم تو اپنے بچوں کے لیے دعا کرتے ہیں اور سرسری طور پر قواعد اور آدابِ تعلیم کی پابندی کراتے ہیں۔ بس اس سے زیادہ نہیں۔ اور پھر اپنا پورا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے ہیں۔ جیسا کسی میں سعادت کا تُخم ہوگا وقت پر سرسبز ہوجائے گا''۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 309 ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعودؑ نے ایک اور جگہ والدین کو بچوں کے لیے نمونہ بننے اور دعا کرنے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا: ''خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لیے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہوجاؤ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کے لیے سعی اور دعا کرو۔ جس قدر کوشش تم ان کے لیے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو''۔ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 109 ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعودؑ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: ''میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں مَیں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لیے دعا نہیں کرتا''۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 311)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے والدین کو نمونہ بننے کے حوالہ سے فرمایا: ''اپنے بچوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کریں، انہیں متقی بنائیں۔ اور یہ اُس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک والدین خود متقی نہ ہوں یا متقی بننے کی کوشش نہ کریں۔ کیونکہ جب تک عمل نہیں کریں گے زبانی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اگر بچہ دیکھ رہا ہے کہ میرے ماں باپ اپنے ہمسایوں کے حقوق ادا نہیں کر رہے، اپنے بہن بھائیوں کے حقوق غصب کر رہے ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر میاں بیوی میں، ماں باپ میں ناچاکی اور جھگڑے شروع ہو رہے ہیں۔ تو پھر بچوں کی تربیت اور ان میں تقویٰ پیدا کرنا بہت مشکل ہوجائے گا۔ اس لئے بچوں کی تربیت کی خاطر ہمیں بھی اپنی اصلاح کی بہت ضرورت ہے''۔ (خطبات مسرور جلد اول صفحہ 150)

یہ اسلامی تعلیمات کے صرف چند پہلو تھے جو میاں بیوی اور والدین اور بچوں کے تعلقات سے متعلق ہیں۔ یہ تعلیمات اور نظریات بہت خوبصورت ہیں لیکن یہ بے فائدہ ہوں گے اگر صرف کتابوں اور تقاریر تک محدود ہوکر رہ جائیں یا عارضی جذبات کے زیرِاثر صرف وقتی طور پر ان پر عمل کیا جائے۔ اس لیے سوال یہ ہے کہ یہ تعلیمات عملی طور پر ہماری روزمرہ کی زندگی میں کیسے شامل ہوں؟

ان تعلیمات کو زندہ کرنے کا ایک اہم قدم دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں خوشگوار عائلی زندگی کے لیے ایک بہترین دعا سکھلائی ہے: رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا یعنی اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنادے۔ (الفرقان 75) یہ دُعا ان تمام تعلقات کا احاطہ کرتی ہے جن کا ابھی ذکر کیا گیا۔ یہ میاں بیوی کی، ایک دوسرے کے لیے دعا ہے۔ یہ بچوں کے لیے دعا ہے۔ اور یہ خود والدین کے لیے دعا ہے تاکہ وہ دوسروں کے لیے مثال اور نیک انسان بنیں۔ یہ خوبصورت اور مکمل دعا اگر خلوص

کے ساتھ مانگی جائے اور اللہ اسے قبول کر لے، تو خوشگوار عائلی زندگی کو ممکن بناتی ہے اور اس طرح ایک بھرپور زندگی اور ایک ایسا اختتام بخشتی ہے جو پشیمانی کی اذیت میں مبتلا نہیں ہوتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اس دعا پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں: ''جب آپ پوری دلجمعی سے اپنی خواہش کی تکمیل کے لئے دعا کرتے ہیں تو اس دعا کا اثر لازماً آپ کے کردار اور طرز عمل پر پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر ہم میں سے بہت سے ہیں جو ہمیشہ سچ بولنا چاہتے ہیں مگر ان کی یہ خواہش کبھی کبھار ہی عمل کا روپ دھارتی ہے۔ لیکن جو لوگ پورے اخلاص اور صدقِ دل سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ انہیں ایک سچا انسان بنا دے ان کی دعائیں ان کے کردار پر ان لوگوں کی نسبت کہیں زیادہ اثر انداز ہوتی ہیں جو سچا انسان بننے کی محض ایک مبہم سی خواہش رکھتے ہیں خلوصِ دل سے دعا کرنے والا اپنے عمل میں بہتری پیدا کرنے کی سچی کوشش کرتا ہے۔ تربیتِ اولاد کی دعا کے بعد اگر کوئی شخص اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ایسا سلوک کرے گا جو اس دعا کے ساتھ مطابقت اور مناسبت نہ رکھتا ہو تو یہ ایک عجیب و غریب اور ناقابلِ فہم سی بات ہوگی''۔

(اسلام اور عصر حاضر کے مسائل صفحہ 129)

خوشگوار عائلی زندگی کے لیے یہ ضروری ہے کہ سب ایک جیسی اقدار کو اپنائیں۔ اگر صرف ایک شریکِ حیات مخلص ہو اور اسلامی تعلیمات پر عمل کرے، اور دوسرا نہیں تو کشیدگی پیدا ہو سکتی ہے اور ایک خاندان ہم آہنگ نہیں رہتا۔ ایسی صورت میں یہ ضروری ہے کہ ہمیشہ گفتگو اور دلیل سے قائل کیا جائے اور نصیحت کی جائے۔ قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ نصیحت یقیناً فائدہ دیتی ہے۔

الحمدللہ، ہمارے پاس خلیفۂ وقت کی صورت میں ایک ایسی ہستی ہے جو ہمیں ہماری بھلائی کے لیے ہمیشہ اسلامی تعلیمات کی یاد دلاتی ہے اور خلافت کی بدولت ہمارے پاس ایک ایسا نظام ہے جو اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کے لیے ہمیشہ نصیحت کرتا ہے۔

نکاح کے موقع پر آخری آیت جو تلاوت کی جاتی ہے، وہ یہ ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلۡتَنۡظُرۡ نَفۡسٌ مَّا قَدَّمَتۡ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ (الحشر 19)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر جان یہ نظر رکھے کہ وہ کل کے لئے کیا آگے بھیج رہی ہے۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ اس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

یہ آیت میاں بیوی کو اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ یہ ہمارے اپنے ہاتھ میں ہے۔ ہمارے اعمال ان بیجوں کی طرح ہیں جو ہم بوتے ہیں، اور ہم اپنی تخم ریزی کے مطابق ہی فصل کاٹیں گے۔ یہ آیت میاں بیوی کو اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ نیک نتیجہ ہمارے اپنے ہاتھوں میں ہے۔ ہمارے اعمال بیج کی مانند ہیں جو ہم بوتے ہیں، اور جیسا بیج ہم بوئیں گے ویسی ہی فصل کاٹیں گے۔ اگر ہمارے اعمال اسلامی تعلیمات کے مطابق ہوں گے تو ہم دنیا و آخرت میں ان کے اچھے پھل حاصل کریں گے۔ ورنہ زندگی کے اختتام پر تکلیف دہ حسرتیں ہوں گی، جو آخرت کی سزا کا ایک ابتدائی ذائقہ ثابت ہوں گی۔ آیئے ہم مزید وقت ضائع نہ کریں اور جن حسرتوں کا زندگی کے آخر میں ہمیں فکر دامنگیر ہے ابھی سے ادراک کر لیں اور پھر اسی درد سے قوت حاصل کرتے ہوئے اپنی گھریلو زندگی میں اپنے طرز عمل کو بہتر بنائیں، تاکہ ہم اسی دنیا میں جنّت کی خوشبو کو محسوس کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

اہم جماعتی پروگرام

سالِ نو 2026ء

15 تا 17 مئی	مجلسِ شوریٰ جماعت احمدیہ جرمنی
3 تا 5 جولائی	اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی
10 تا 12 جولائی	اجتماع مجلس انصار اللہ و لجنہ اماء اللہ جرمنی
24 تا 26 جولائی	جلسہ سالانہ برطانیہ
4 تا 6 ستمبر	جلسہ سالانہ جرمنی (بمقام مینڈگ)

بہو کے نام، معذرت کے ساتھ

ماں اور باپ یا بھائی بچے یا ہے ساس سسر
دو چار یا دس لوگوں سے بنا تمہارا گھر!
اس گھر کی خوشیوں کی خاطر تم نے کیا ہے کیا؟
کتنی خوشیاں بانٹیں ان کو تم نے دیا ہے کیا
تم اتنے چھوٹے دل کی ہو کیوں اقرار کیا
جیون ساتھی کو طعنوں سے کیوں بیزار کیا
ساس کو بوجھ سمجھ کر تم نے سدا چڑھائی ناک
خاک سمجھ کر جتنا جھاڑا اتنی پائی خاک
جیون سپنے کھوجنے والی اک دن کھو جاؤ گی
اک اک پھول کی خاطر کتنے کانٹے بو جاؤ گی؟
آج چبھا ہے پگ میں اک کانٹا تو ہو بے چین
زخمی تلوے لے کر کیسے کاٹو گی دین۔ رین؟
کرب کے سائے چیخیں بن کر ابھریں گے کچھ اور
یادوں کی جھنکار میں دب کر نکھریں گے کچھ اور
جیون اک سناٹا! دل کی دھڑکن اک آواز!
سناٹوں کی چیخ سے گھائل ہو گئے زیست کے ساز
جانے دو سمجھوتہ کر لو تھوک دو سارا غصہ
لمحوں کی اک چوک سمجھ کر بھولو سارا قصہ
تم بھی ساس بنو گی اک دن پھر اس دن کیا ہوگا؟
اس دن تم محسوس کرو گی کون تھا کتنے جوگا؟
کتنی سبکی ہو گی اس دن گر بیٹے یہ کہہ دیں
مجبوری ہے اماں کچھ دن بھیا کے گھر رہ لیں
چوکھٹ سے ٹکرا نہ جائیں سب کو ڈرنا پڑتا
لمبے قد والوں کو اس سے جھک کے گزرنا پڑتا

(محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ مرحومہ)

ہم احمدی انصار ہیں

کارگزاری ماہ اپریل و مئی 2025ء

رپورٹ: مکرم میاں عمر عزیز صاحب، ایڈیشنل قائد عمومی مجلس انصاراللہ جرمنی

احمدیہ لنگر

عرصہ زیرِ رپورٹ میں درج ذیل مجالس نے احمدیہ لنگر کے ذریعہ بے گھر افراد تک کھانا پہنچایا۔

Stockstadt, Leeheim, Kranichstein Ost, Darmstadt City, Nauheim, Nooruddin Moschee, Baitul Aziz, Kranichstein, Neuwied, München, Lampertheim

ان تمام پروگرامز کے ذریعہ ڈیڑھ ہزار سے زائد بے گھر افراد کو کھانا کھلایا گیا۔ ان پروگرامز کو کامیاب بنانے کے لیے 80 سے زائد انصار نے حصہ لیا۔ اس طرح خدمتِ انسانیت کے ساتھ جماعت کا تعارف کروانے کا بھی بھرپور موقع ملا۔

چیریٹی واکس

4 اپریل کو مجلس Düren میں چیریٹی واک منعقد کی گئی جس میں میئر Frank Peter Ullrich کے علاوہ تقریباً 50 جرمن احباب شامل ہوئے۔ شاملین کی کل تعداد 180 تھی۔ 13 اپریل کو مجلس München میں چیریٹی واک منعقد کی گئی جس میں میئر کے نمائندہ Ozan Iyibas کے علاوہ 19 جرمن احباب نے بھی شرکت کی۔ مقامی طور پر 51 انصار نے شرکت کی۔ 18 مئی کو مجالس Niedernhausen اور Bad Soden میں چیریٹی واکس کا انعقاد کیا گیا جن میں شہر کے میئر صاحبان کے علاوہ 52 جرمن مہمان شامل ہوئے۔ جرمن مہمانوں کے علاوہ 220 احمدی احباب بھی شامل ہوئے۔ 25 مئی کو Flörsheim میں چیریٹی واک منعقد کی گئی جس میں میئر Bernd Blisch کے علاوہ تقریباً 100 جرمن احباب شامل ہوئے۔ مقامی مجالس میں سے 250 احباب شامل ہوئے۔ اختتام پر پوزیشن لینے والے احباب میں انعامات بھی تقسیم کئے گئے۔ ان تمام چیریٹی واکس کے اختتام پر جمع ہونے والی رقوم کے امدادی چیک مقامی سماجی تنظیموں میں تقسیم کیے گئے۔

شجرکاری

عرصہ زیرِ رپورٹ میں درج ذیل مجالس میں شجرکاری مہم کے تحت پودے لگائے گئے۔

Waiblingen, Hanau, Obertshausen, Maintal, Esslingen, Alzey, FazleUmar Moschee, Nauheim, Delmenhorst

ان تقریبات میں میئر، جرمن مہمان، مرکزی نمائندگان اور مربیان سلسلہ بھی شامل ہوئے۔ تمام جرمن مہمانوں نے اس موقع پر جماعت کا بہت شکریہ ادا کیا اور اس مہم کو بہت سراہا۔ ان تمام تقریبات کی تشہیر مقامی اور سوشل میڈیا پر بھی کی گئی جس کی بدولت جماعت کا پیغام ہزاروں افراد تک پہنچا۔

تبلیغی سرگرمیاں

مجلس انصاراللہ جرمنی کو دورانِ سال مختلف تبلیغی پروگرام منعقد کرنے کی توفیق ملتی رہتی ہے۔ اس سلسلہ میں مختلف شہروں میں واقع چھوٹی لائبریریوں میں 100 کے قریب جماعتی کتب رکھوائی گئیں۔ یکم مئی کو یومِ تبلیغ منایا گیا۔ اس روز مجالس میں فلائر تقسیم کرنے کے پروگرام کئے گئے، تبلیغی سٹال لگائے گئے اور بعض مجالس میں سائیکل سفر بھی کئے گئے۔ اس سلسلہ میں درج ذیل مجالس نے نمایاں کام کرنے کی توفیق پائی۔

Freiburg, Oberstein, Wiesbaden Ost, Wiesbaden Sud, Mubarak Moschee, Wiesbaden West, Neuwied, Rhein Hunsruck, Essen, Bad Marienberg, Montabauer, Berlin, Mainz Sud, Bingen, Iserlohn, Gross Gerau Ost

علمی ریلیز

ماہ اپریل میں علاقہ فرانکفرٹ کی درج ذیل مجالس میں علمی ریلیز کا انعقاد کیا گیا۔

Hausen, Frankfurt Berg, Eschersheim, Nord West, Ginnheim, Bait ul Sabuh, Bait ul Sabuh Süd, Bait ul Sabuh Nord, Goldstein, Bornheim, Nuur Moschee, Höchest, Rödelheim

وقارِ عمل

عرصہ زیرِ رپورٹ میں درج ذیل مجالس میں مساجد، نماز سنٹرز اور شہروں کے مختلف علاقوں میں وقارِ عمل کئے گئے۔

Weil der Stadt, Darmstadt, Leeheim, Stockstadt, Büttelborn, Nauheim, Gross Gerau, Neuwied

وقارِ عمل کے ساتھ ساتھ ان مجالس میں سائیکل سفر بھی کئے گئے اور قبرستان کے دورہ جات بھی کئے گئے۔ ان پروگراموں میں زعماء مجالس کے ساتھ 65 انصار نے خدمت کی توفیق پائی۔

حضرت قمر الانبیاءؓ کی ٹھنڈی میٹھی چاندنی

محترمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ حال امریکہ

داداجان کی وفات پرحسنِ سلوک

ہمارے داداجان حضرت میاں فضل محمد صاحبؓ ہرسیاں والے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم اور مخلص صحابی تھے، مؤرخہ 7 نومبر 1956ء بروز بدھ ڈیڑھ بجے بعد دوپہر وفات پاگئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر نوّے سال تھی۔ اباجان دو روز پہلے داداجان کا پیغام ملنے پر کہ آکے مل لو، قادیان سے تشریف لائے ہوئے تھے اور داداجان کے آخری وقت میں موجود تھے۔ اباجان کی خواہش تھی کہ جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ پڑھائیں جو اُس وقت جابہ میں مقیم تھے۔ اباجان حضرت میاں صاحبؓ سے ملے اور اپنی درخواست پیش کی کہ جنازہ حضور پڑھائیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ بہت سوچا ہے مگر اطلاع کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی۔ تار اور ٹیلیفون کوئی بھی سہولت میسر نہیں ہے۔ مولا کریم نے اباجان کی خواہش پوری کرنے کا غیب سے سامان کیا۔ لاہور سے ہماری پھوپھی جان مکرمہ صالحہ بیگم اپنے بیٹے مکرم سمیع اللہ (شفامیڈیکوز لاہور) کے ساتھ کار میں تشریف لائیں۔ اباجان حضرت میاں صاحبؓ کے پاس گئے اور عرض کیا کہ کار میسر آگئی ہے۔ آپ مشورہ دیں کہ میں والد صاحب کا جنازہ وہاں لے جاؤں یا صرف اطلاع دے آؤں۔ آپ نے فرمایا جنازہ کہاں پہاڑوں میں لئے پھروگے، میں چٹھی لکھ دیتا ہوں آپ اطلاع دے آئیں۔ چنانچہ اباجان اپنے داماد مکرم شیخ خورشید احمد صاحب کے ساتھ جابہ گئے۔ آپؓ نے تحریر فرمایا تھا:

''امید ہے حضور بخیریت ہوں گے۔ آج تقریباً پونے دو بجے میاں فضل محمد صاحبؓ ہرسیاں فوت ہوگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت پرانے صحابی تھے اور بہت مخلص بھی، ان کی وصیت کا نمبر 102 تھا۔ گویا وصیت میں بھی بہت پرانے تھے۔ ان کے تین لڑکے سلسلہ کی خدمت میں ہیں۔ ایک مولوی عبدالغفور صاحب دوسرے صالح محمد صاحب جو مغربی افریقہ میں ہیں۔ اور تیسرے میاں عبدالرحیم صاحب جو قادیان میں درویش ہیں۔ مرحوم کی اولاد کی دِلی خواہش ہے کہ اگر حضور نے کل

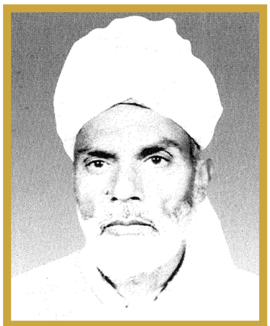
مکرم مولانا عبدالغفور صاحب

تشریف لے آنا ہو تو حضور ان کا جنازہ پڑھا کر ممنون فرماویں۔ لہٰذا اگر واپسی کا پروگرام طے نہ ہو تو اس سے مطلع فرمایا جائے۔ ان کی حالت ایسی ہے کہ غالباً کل سہ پہر یا عصر تک ان کا جنازہ رکھا جاسکتا ہے۔ ہاں یاد آیا مرحوم کے ایک بچہ کا داماد خورشید احمد بھی الفضل میں کام کرتے ہیں اور سلسلہ کے مخلص کارکن ہیں۔ فقط۔ والسلام۔ خاکسار مرزا بشیر احمد''

اللہ نے فضل فرمایا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 8؍نومبر کو پانچ بجے شام جابہ سے ربوہ تشریف لاکر جنازہ پڑھایا۔ اس سے پہلے طویل ذکرِخیر فرمایا جس میں اہلِ ربوہ کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ نمازِ جنازہ غیرمعمولی طور پر لمبی پڑھی پھر موجود بیٹوں سے تعزیت فرمائی اور ان کے حالات دریافت فرماتے رہے۔ مرحوم کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں صحابہ کے قطعہ خاص میں سپردِ خاک کیا گیا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی جنازہ کو کندھا دیا۔

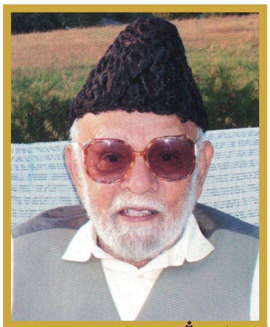
مکرم شیخ خورشید احمد صاحب

قادیان میں چوبیسواں صحابی
صحابی کی تعریف میں دلچسپ اختلاف

اس وقت قادیان میں ایک صاحب میاں عبدالرحیم صاحب برادر مولوی عبدالغفور صاحب مبلغ جماعت احمدیہ ہیں۔ میاں عبدالرحیم صاحب کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں پیدا ہوئے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہی ان کا نام رکھا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو دیکھا بھی تھا۔ لیکن خود میاں عبدالرحیم صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کا دیکھنا یاد نہیں۔ ان حالات میں گو میری تعریف کے مطابق وہ صحابی نہیں بنتے لیکن بعض گزشتہ علماء کی تعریف کے مطابق وہ صحابی بن جاتے ہیں۔ ان علماء کی تعریف یہ ہے کہ صحابی وہ ہے جسے اس کے مومن ہونے کی حالت میں نبی نے دیکھا ہو۔ لیکن میرے نزدیک ''صحابی وہ ہے جس نے اپنے مومن ہونے کی حالت میں نبی کو دیکھا یا اس کا کلام سنا ہو''۔

بہر حال یہ ایک قدیم اختلافی مسئلہ ہے اور حقیقت یہ ہے (اور یہ ایک حد تک طبعی امر ہے) کہ جوں جوں نبی کے زمانہ سے دوری ہوتی جاتی ہے لوگ فطرتاً صحابی کی تعریف میں نرمی کا طریق اختیار کرتے جاتے ہیں۔ تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس پاک گروہ میں شامل کر کے اپنے لیے برکت اور رحمت کا موجب بنائیں۔ چنانچہ زمانۂ نبوت اور قرب زمانہ نبوت میں صحابی کی تعریف عموماً یہ کی جاتی رہی ہے کہ ''صحابی وہ ہے کہ جس نے نبی کا زمانہ پایا۔ اس کی بیعت سے مشرف ہوا اسے دیکھا (یا اس کا کلام سنا) اور اس کی صحبت سے مستفیض ہوا''۔ اس کے بعد وہ درمیانی تعریف آتی ہے جو میں کرتا ہوں یعنی ''صحابی وہ ہے جس نے اپنے مومن ہونے کی حالت میں نبی کو دیکھا یا اس کا کلام سننا یاد ہو''۔ اور تیسرے درجہ پر (جو دراصل زمانہ نبوت کے بعد سے تعلق رکھتا ہے) یہ تعریف آتی ہے کہ ''صحابی وہ ہے جسے اس کے مومن ہونے کی حالت میں نبی نے دیکھا ہو خواہ اسے خود نبی کو دیکھنا یاد نہ ہو''۔ اس کے علاوہ بعض اور تعریفیں بھی کی گئی ہیں اور شاید اپنے اپنے وقت کے لحاظ سے اکثر تعریفیں درست سمجھی جا سکتی ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں بتا چکا ہوں میرا ذاتی رجحان اوپر کی تین تعریفوں میں سے درمیانی تعریف کی طرف زیادہ ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو اس میں پہلی تعریف والی تنگی نہیں ہے اور دوسری طرف اس میں تیسری تعریف والی حد سے زیادہ وسعت بھی نہیں جس میں گویا ''صحبت'' والا مفہوم جو اصل مرکزی چیز ہے خارج ہو جاتا ہے، واللہ اعلم۔

خاکسار مرزا بشیر احمد رتن باغ لاہور 4 فروری 1950ء

(الفضل 5 فروری 1950ء صفحہ نمبر 2)

اپنائیت اور شفقت کے انداز

خط میں کس قدر اپنائیت ہے سوچتی ہوں جب اباجان کو یہ خط ملا ہوگا تو کیسے حمد و شکر میں ڈوبے ہوں گے۔

مکرم میاں عبدالرحیم صاحب درویش سوڈا واٹر فیکٹری

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل اچانک آپ کا خط موصول ہوا جس میں عزیز میاں ناصر احمد کے بچے کی پیدائش پر مبارکباد لکھی تھی۔ جزاکم اللہ خیراً۔ میں نے عزیز میاں ناصر احمد والا خط اُنہیں بھجوا دیا ہے اور حضرت اماں جان والا اُن کی خدمت میں بھجوا دیا ہے۔

عجیب اتفاق ہے کہ جس دن آپ کا یہ خط آیا اسی دن میں یہ خیال کر رہا تھا کہ ایک عرصہ سے آپ کا خط نہیں آیا۔

والسلام

مرزا بشیر احمد

23-3-1950

ربوہ میں مکان بنانے کا مشورہ

ربوہ آباد ہوا۔ زمین کی قطعہ بندی کے بعد فروخت کا سلسلہ شروع ہوا۔ بے سروسامانی کا زمانہ تھا، قوتِ خرید مفقود تھی تاہم خواہش تھی کہ اس بستی میں اپنا مکان ہو۔ میری امی جان اور بڑی بہن آپا لطیف نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہم رقم اُدھار لے کر زمین خریدنا چاہتے ہیں مگر فی الحال تعمیر مشکل ہوگی۔ اس پر آپؓ نے فرمایا فکر نہ کریں آپ زمین لے لیں مکان بھی بن جائے گا اور پھر فرمایا کہ آپ لوگ مجھے گارا بنا دینا میں اینٹیں لگاؤں گا اور یوں ایک درویش کے اہل وعیال کا مکان انشاء اللہ بن جائے گا۔ یہ آپؓ کی دعائیں ہی تھیں کہ ہم ایک کنال زمین لے کر کچی اینٹوں سے دو کمرے بنا کر دارالخواتین سے اس میں منتقل ہو گئے۔ اس کا نام ''راحت منزل'' رکھا گیا۔ یہ وہی نام تھا جو اباجان کی درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے قادیان میں مکان کے لئے عطا فرمایا تھا۔

تبرک میں مقدار کا سوال نہیں ہوتا

ابتدائی درویشی کے زمانے میں اباجان نے مکرم جناب حفیظ خان صاحب (ویرووال) کے ہاتھ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے لئے لنگرخانہ کی روٹیوں اور دارالحمد کی لوکاٹ کا تحفہ بھجوایا۔ ساتھ رقعہ لکھا کہ تبرک قبول فرما کر دُعاؤں سے نوازیں اور کچھ میرے گھر میں اپنے ہاتھ سے بھجوا دیں، اُن کے لئے دُہرا تبرک ہوگا۔ حضرت میاں صاحبؓ کا بہت اچھا جواب ملا۔ آپ نے لکھا چند روٹیاں اور تھوڑی لوکاٹ آپ کے گھر بھجوا دی ہیں، کچھ لوکاٹ راستہ میں خراب ہوئیں کچھ بارڈر والوں نے تبرک سمجھ کر رکھ لی۔ جو کچھ حصے میں آیا بھجوا دیا۔ تبرک میں مقدار کا سوال نہیں ہوتا۔ سبحان اللہ کیا علم و معرفت کا نکتہ ہے۔ آپ نے ہمیں تبرک بھجواتے وقت جو مکتوب تحریر فرمایا وہ بھی ہمارے پاس محفوظ ہے۔

عزیزہ مکرمہ امۃ اللطیف صاحبہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ کی والدہ صاحبہ خیریت کے ساتھ ربوہ واپس پہنچ چکی ہوں گی۔ کل شام کو عبدالحفیظ خاں صاحب جو دو دن کے پرمٹ پر قادیان گئے تھے، واپس پہنچے ہیں۔ ان کے ہاتھ آپ کے والد صاحب نے تین روٹیاں لنگرخانہ کی اور کچھ لوکاٹ اور ایک دیگچی اور کچھ کپڑے بھجوائے ہیں۔ روٹیاں میں نے احتیاطاً خشک کرا لی ہیں تا کہ بُس نہ جائیں اور زیادہ دیر تک رہ سکیں۔ میں حامل ہٰذا کے ہاتھ آپ کو لوکاٹ اور روٹیاں بھجوا رہا ہوں۔ باقی چیزیں عبدالحفیظ صاحب چند دن تک خود اپنے ساتھ لائیں گے شاید ایک دو کپڑے غلام قادر صاحب و عطاء اللہ صاحب ولد سراج الدین صاحب موذن کے بھی ہیں بہر حال یہ سب چیزیں عبدالحفیظ خاں صاحب کے پاس ہی ہیں وہی آپ کو پہنچائیں گے۔ مَیں صرف تین عدد روٹیاں اور کچھ لوکاٹ بھجوا رہا ہوں۔ لوکاٹ کچھ زیادہ تھے۔ مگر بارڈر پر آ کر

روک لیا گیا۔ تفصیل غالباً آپ کے والد صاحب نے بھی آپ کو لکھ دی ہوگی۔ آپ کے کپڑوں میں شاید ایک تھان بھی ہے۔ والسلام مرزا بشیر احمد 1950-5-3

رنجیت کے معنی فاتح

1952ء میں اباجان نے ایک خواب دیکھا کہ سب درویش ہرسیاں اور دیال گڑھ کے درمیان ایک مستطیل کمرے کے اردگرد خالی میدان میں جمع ہیں۔ وہاں شور ہو رہا ہے، اچانک لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ آ رہے ہیں اور بڑے ذوق وشوق سے استقبال کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ آپ کمرہ کے مشرق کی طرف یعنی ہرسیاں کی طرف کھڑے ہیں، اتنے میں کمرہ کے جنوبی حصہ سے (جو کمرہ کی پشت ہے) مشرقی دیوار کے ساتھ جو بالکل سامنے ہے مہاراجہ رنجیت سنگھ آگئے۔ زرق برق شاہانہ لباس پر ہیرے جواہر لگے ہوئے۔ سلمہ ستارہ سے اَٹا ہوا لباس پہنے ہوئے سامنے آگئے۔ اباجان کے ایک ہاتھ میں مٹی کا پیالہ ہے جس میں لنگر کی دال ہے اور دوسرے میں لنگر کی روٹی ہے۔ دیکھا تو وہ شاہانہ لباس میں ملبوس حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ ہیں اور اباجان کے ساتھ لنگر خانے کا کھانا کھانے بیٹھ گئے ہیں۔ آپ نے یہ خواب اپنے محسن حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کو تحریر کیا اور انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حضور پیش کر دی۔ حضور نے اپنے دستِ مبارک سے اُس پر نوٹ فرمایا:

''رنجیت کے معنی فاتح کے ہوتے ہیں''۔

حضرت قمر الانبیاء نے اپنے دستِ مبارک سے یہ تعبیر نقل کر کے بھجوائی۔ یہ قیمتی مکتوب ابھی تک محفوظ ہے۔

مکرم میاں عبدالرحیم صاحب درویش!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا پوسٹ کارڈ ملا جس میں آپ نے اپنی ایک خواب لکھی تھی۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کی خدمت میں بغرض ملاحظہ بھجوایا گیا۔ اس پر حضور نے مندرجہ ذیل ارشاد نوٹ کر کے ارسال فرمایا ہے کہ

''رنجیت کے معنی فاتح کے ہیں''

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور حافظ وناصر ہو۔

والسلام۔ مرزا بشیر احمد

1826ء کی شائع شدہ انجیل

اباجان کو نئی پرانی کتابیں خریدنے کا جنون تھا۔ ایک دفعہ لدھیانہ کی ایک لائبریری والوں نے سینکڑوں پرانی کتب تلف کرنے کے لئے فروخت کے لئے رکھ دیں۔ اباجان ان میں سے کام کی کتب چھانٹ کر دو بوریاں بھر کر لے آئے۔ ان میں ایک انجیل تھی جو 1826ء کی شائع شدہ تھی۔ اباجان نے حضرت میاں صاحبؓ کو اس کے بارے میں لکھا۔ آپ کا جواب آیا کہ اگر اتنی پرانی انجیل ہے تو میرے لئے بھی خرید لیں۔ اباجان نے اس خط کو نعمت غیر مترقبہ خیال کیا اور بذریعہ رجسٹرڈ پارسل کتاب بھجوا دی۔ آپ کا دعاؤں اور شکریہ کا خط ملا، الحمدللہ۔

کتابوں سے محبت پر تحسین

اباجان کا کتب خریدنا، انہیں جِلد وغیرہ کر کے رتن باغ بھجوانا آسان کام نہیں تھا۔ اِکاّ دُکاّ کتاب تو آنے جانے والوں کے ہاتھ آسکتی تھی۔ مگر جب زیادہ کتب محفوظ مقام پر پہنچانا ضروری ہوا تو بذریعہ ڈاک پارسل بھجوانے لگے جس پر بہت خرچ ہوتا۔ پہلی کوشش تو یہی ہوتی کہ اگر مالک کا علم ہو جائے تو کتاب اُس تک پہنچا دی جائے بصورتِ دیگر محفوظ کر لی جائے۔ قادیان سے سب ڈاک دفتر خدمتِ درویشاں میں حضرت میاں صاحبؓ کی معرفت موصول ہوتی۔ جب پارسل سے کتب بھیجنے کا سلسلہ شروع کیا تو حضرت میاں صاحبؓ نے اس کو مثال بنا کر جماعت کو توجہ دلائی کہ کتب بذریعہ پارسل بھیجی جا سکتی ہیں۔ چنانچہ تحریر فرمایا:

مکرمی میاں عبدالرحیم صاحب سوڈا واٹر فیکٹری

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

آپ کا خط موصول ہوا۔ میں نے تو ہمدردی کے خیال سے لکھا تھا آگے آپ اپنے حالات کو بہتر سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کا حافظ وناصر رہے اور دنیا کی نعمتوں کا دروازہ کھولے۔ آپ کی کتابوں کے پارسل اس کثرت کے ساتھ آئے کہ مجھے طبعاً یہ خیال پیدا ہوا کہ آج کل تنگی کے زمانہ میں اتنے پارسلوں کا خرچ یقیناً بوجھ کا موجب ہوگا۔ گو دوسری طرف میں نے اس مثال کو دیکھتے ہوئے یہ فائدہ بھی اُٹھایا کہ ملک صلاح الدین صاحب کو خط لکھا کہ اگر اس طرح پارسل آسکتے ہیں تو آپ کو بھی سلسلہ کی ضروری کتابیں بھجوانے میں اس طریق سے فائدہ اُٹھانا چاہئے۔ بہرحال اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔

لاہور میں الحمدللہ خیریت ہے۔ آپ کے بچے کبھی کبھی ملتے رہتے ہیں اور خیریت سے ہیں۔ رمضان میں جو تعلیم القرآن کلاس لجنہ کی زیر نگرانی جاری ہوئی تھی۔ اس میں آپ کی دونوں لڑکیاں شامل ہوئی تھیں۔ اور خدا کے فضل سے دونوں پاس ہوگئی ہیں۔

آپ کے والد صاحب اب کافی ضعیف ہو چکے ہیں اور قادیان کے کانوائے کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اُن کے لئے یہی بابرکت ہے کہ اپنے بقیہ ایامِ زندگی قادیان میں گزاریں اور دعاؤں اور نوافل کے پروگرام میں حصہ لیں۔

میری طرف سے سب دوستوں کو سلام پہنچا دیں۔ فقط

والسلام، مرزا بشیر احمد

اباجان کی طرف سے ہماری امی جان کو ہدایت تھی کہ کسی بھی مسئلے میں مشورے کی ضرورت ہو تو حضرت میاں صاحبؓ کے پاس چلی جایا کریں۔ امی جان گھر سے کم نکلتی تھیں۔ بچوں سے خط لکھوا کر بھیج دیتیں لیکن بچوں کے رشتوں کے بارے میں پوچھنے کے لئے خود جاتیں۔ ہم پانچ بہنیں تھیں۔ امی جان بتاتی ہیں کہ جب بڑی بہن کا رشتہ طے ہوگیا تو آپؓ نے امی جان سے فرمایا ایک کی شادی ہوئی ہے اب آگے کا سوچیں۔ آپ کا تو یہ معاملہ ہے 'اک مٹھی چک لے دوجی تیار'۔ حضرت میاں صاحبؓ کی شفقت تھی کہ زیارتِ قادیان کے لئے جانے والے قافلوں میں امی جان کو موقع دیتے اس طرح آپ کچھ دن اباجان کے پاس رہ آتیں۔ (جاری ہے)

جماعت احمدیہ جرمنی کے زیر انتظام

جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ

جماعت احمدیہ ہر سال خصوصی طور پر ماہ ربیع الاوّل کے دوران جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ کا انعقاد کرتی ہے۔ان جلسوں کا آغاز اس وقت جماعت احمدیہ نے کیا تھا جب ایک ہندو نے آنحضور ﷺ کے بارہ میں گستاخانہ کتاب لکھی اور غازی علم الدین صاحب نے حضور ﷺ کی غیرت میں اسے قتل کر دیا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس موقع پر فرمایا تھا کہ ایسی کتابوں کا اصل جواب یہ ہے کہ ہم آنحضور ﷺ کی سیرت کو کثرت کے ساتھ بیان کریں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔اس کے لیے حضورؓ نے جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ منعقد کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔چنانچہ اس وقت سے جماعت دنیا بھر میں جلسہ سیرت النبی ﷺ کا انعقاد کرتی ہے۔اس سلسلہ کی ایک کڑی جماعت احمدیہ جرمنی میں ہونے والے جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ بھی ہیں۔امسال اکثر جماعتوں اور لوکل امارات میں ماہ ستمبر کے دوران جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ کا انعقاد ہوا، ان میں سے موصولہ رپورٹس کے مطابق بعض جماعتوں میں ہونے والے جلسوں کے مختصر کوائف حسب ذیل ہیں:

Koblenz

جماعت کوبلنز کو مؤرخہ 13 ستمبر کو بیت الطاہر میں زیرصدارت مکرم مولانا محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ، جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔تلاوت اور نظم کے بعد جلسہ کی پہلی تقریر سیرت النبی ﷺ کے ایک پہلو کے متعلق مکرم انصر مسعود صاحب نے جرمن زبان میں کی۔اس کے بعد مکرم بشارت اللہ صاحب نے نظم پڑھی۔ جلسہ کی آخری تقریر مکرم مولانا محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ نے کی جس میں جلسہ سیرت النبی ﷺ کے آغاز کے متعلق بتایا نیز آنحضور ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلو مؤثر انداز میں پیش کیے۔دعا کے ساتھ جلسہ کا اختتام ہوا جس کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔جلسہ کی کل حاضری 175 رہی۔

Wetzlar

مؤرخہ 28 ستمبر کو جماعت ویٹسلر نے جلسہ سیرت النبی ﷺ کا انعقاد کیا جس کی صدارت مکرم عدیل احمد خالد صاحب مربی سلسلہ شعبہ تبلیغ نے کی۔آپ نے آنحضور ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی۔جلسہ کی کل حاضری 80 تھی۔ آخر میں شاملین جلسہ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

(منظور احمد، صدر جماعت ویٹسلر)

Gießen

28 ستمبر کو جماعت Gießen نے جلسہ سیرت النبی ﷺ کا انعقاد کیا جس کی کل حاضری 202 رہی۔تلاوت و نظم کے بعد جلسہ کی پہلی تقریر مکرم عدنان صاحب نے اردو زبان میں کی۔اس کے بعد شایان احمد صاحب اور عارش احمد صاحب نے سیرت النبی ﷺ کے چند پہلوؤں پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔آخری تقریر مکرم انصر احمد صاحب مربی سلسلہ نے اردو و جرمن زبان میں کی۔ایک کوئز کا بھی اہتمام کیا گیا جس میں سب نے بہت دلچسپی سے حصہ لیا۔ (عمران داؤد بٹ، صدر جماعت گیزن)

لوکل امارات میں منعقد ہونے والے جلسہ جات کے مختصر کوائف درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	لوکل امارت	حاضری
1	ڈیٹسن باخ	310
2	ڈارمشٹڈ	367
3	فرانکفرٹ	776
4	گروس گیراؤ	440
5	ہناؤ	440
6	میورفیلڈن والڈورف	367
7	اوفن باخ	247
8	ریڈشٹڈ	536
9	ویزبادن	620
10	ہمبرگ	946

Offenbach

Gießen

Hanau

Wetzlar

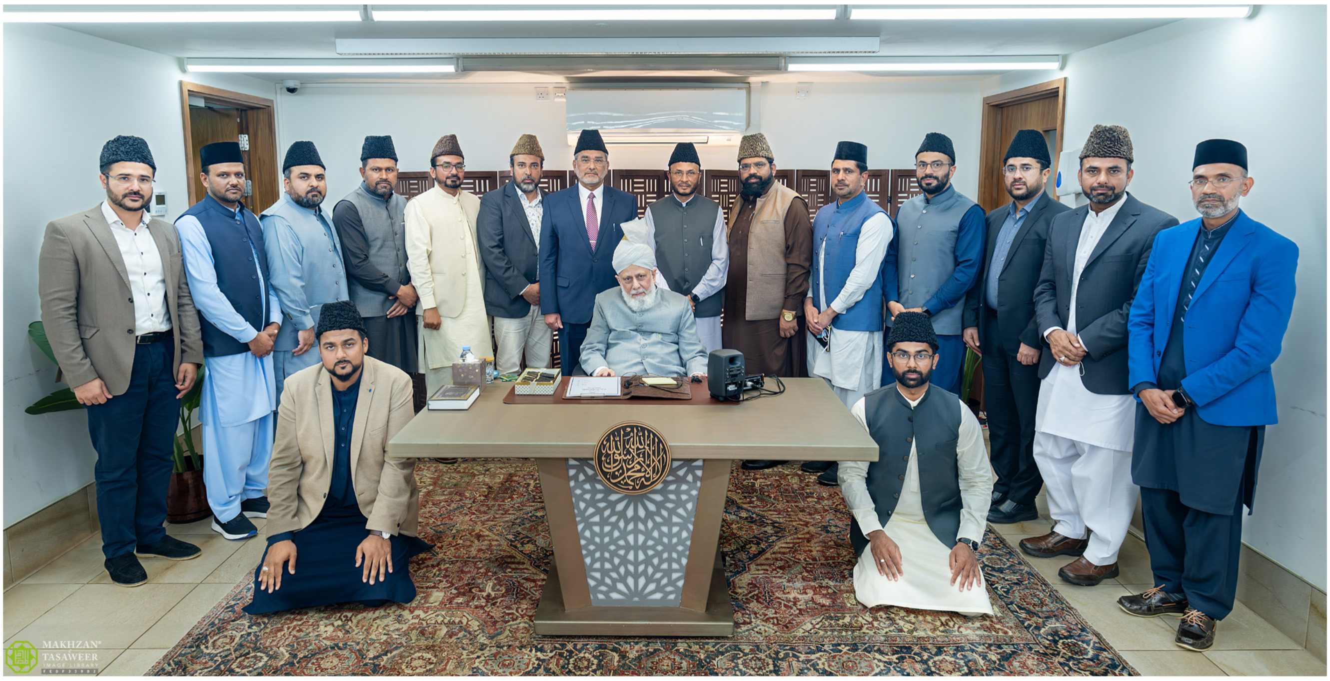

رپورٹ: مکرم انتصار احمد صاحب

اساتذہ جامعہ احمدیہ جرمنی کی

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات اور پیارے آقا کی اقتداء میں چند دن نمازیں ادا کرنے کی غرض سے اساتذہ جامعہ احمدیہ جرمنی نے مورخہ 11 تا 14 ستمبر 2025ء اسلام آباد (یوکے) کا سفر کیا۔ سفر کے جملہ انتظامات مکمل ہونے پر مورخہ 11 ستمبر بروز جمعرات صبح ساڑھے آٹھ بجے دعا کے بعد جامعہ احمدیہ جرمنی سے برطانیہ کے سفر کا آغاز کیا گیا۔ 16 اساتذہ پر مشتمل قافلہ کے امیر مکرم مبارک احمد تنویر صاحب تھے۔ ریفریشمنٹ اور کھانے کے انتظام کی ذمہ داری مکرم حفیظ اللہ بھروانہ صاحب کے سپرد کی گئی۔ سفر اور اس کے متعلقہ دیگر انتظامات کی نگرانی مکرم طارق احمد ظفر صاحب کو دی گئی۔ تمام اساتذہ کی رہائش کا انتظام جامعہ احمدیہ یوکے میں کیا گیا تھا۔

یوکے قیام کے دوران جامعہ کے وفد کو تمام نمازیں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں ادا کرنے کی توفیق ملی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے علاوہ مکرم میاں وقاص احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ یوکے، مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح، مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر یوکے، مکرم عابد خان صاحب پریس سیکرٹری یوکے سے بھی ملاقات کا موقع ملا جنہوں نے ذاتی تجربات کی روشنی میں حضورِ انور کی دفتری مصروفیت، تقاریر اور خطابات کی تیاری، دورہ جات، طلباء و اساتذہ جامعہ احمدیہ اور مربیان کو مختلف مواقع پر کی گئی نصائح اور ایمان افروز واقعات سنائے۔

14 ستمبر کو سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت اساتذہ جامعہ کو ایم ٹی اے سٹوڈیو اسلام آباد میں شرفِ ملاقات بخشا۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ملاقات کا باقاعدہ آغاز دعا سے فرمایا جس کے بعد مکرم شمشاد احمد قمر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ اس وقت ادارے میں 85 طلبہ زیرِ تعلیم ہیں جبکہ تدریسی عملہ 17 افراد پر مشتمل ہے جن میں سے ایک نہیں آسکے۔ بعد ازاں ہر استاد کو اپنا تعارف پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، جس میں انہوں نے اپنے مضامین، تدریسی طریقۂ کار، ذاتی مطالعہ وتحقیقی کاوشوں اور تدریسی نتائج کا ذکر کیا۔ دورانِ تعارف حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اساتذہ سے ان کے کام کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں بھی استفسار فرمایا۔

درجہ رابعہ، خامسہ اور شاہد کو علم الکلام پڑھانے والے ایک استاد سے حضورِ انور نے دریافت فرمایا کہ کیا وہ باقاعدہ لیکچر تیار کرتے ہیں؟ اثبات میں جواب سماعت فرما کر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید دریافت فرمایا کہ اپنے سٹوڈنٹس کے لیے دعائیں بھی کرتے ہیں؟ جس پر انہوں نے عرض کیا کہ جی حضور! کوشش کرتا ہوں۔

تصویر میں دائیں سے بائیں: مکرم سرفراز احمد صاحب، مکرم رحمت اللہ بندیشہ صاحب، مکرم ڈاکٹر نغمان احمد صاحب، مکرم امتیاز احمد شاہین صاحب، مکرم حفیظ اللہ بھروانہ صاحب، مکرم شمس اقبال صاحب، مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مبلغ انچارج جرمنی، مکرم شمشاد احمد قمر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی، مکرم محمد احسن سعید صاحب، مکرم انتصار احمد صاحب، مکرم طلعت حفیظ صاحب، مکرم نوید الظفر صاحب، مکرم حامد اقبال صاحب، مکرم طارق ظفر صاحب (کرسی پر رونق افروز) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (نیچے بیٹھے ہوئے) مکرم عثمان چیمہ صاحب، مکرم شعیب احمد عمر صاحب

حضورِانور نے ایک دوسرے استاد کو، جو بطورِ مربی میدانِ عمل میں بھی خدمت بجالا رہے ہیں، توجہ دلائی کہ اُن کی بنیادی تبلیغی ذمہ داریاں جامعہ کی مصروفیات کے باعث متاثر نہ ہوں۔

فارسی کے استاد نے حضورِانور کے استفسار کہ طلبہ کو کتنی فارسی آجاتی ہے اور سمجھ آجاتی ہے؟ عرض کیا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار پڑھانے اور سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس پر حضورِانور نے تاکید فرمائی کہ سارا منظوم کلام جو ہے، اس کا مطلب آنا چاہیے، اتنا تو جامعہ کو پڑھانا چاہیے۔ ہر فارسی شعر کا مطلب بھی اور تشریح بھی آنی چاہیے، وہی پڑھائیں تو کافی ہے، باقی اپنی علمیت کو چھوڑیں صرف وہی کلام پڑھائیں۔

عربی کے استاد کو حضورِانور نے ہدایت فرمائی کہ طلبہ کی روانی بہتر بنانے کے لیے مختلف Assignments اور عملی گفتگو کے ذریعے انہیں ہمہ وقت مصروف رکھا جائے۔

حضورِانور نے اس امر پر بھی زور دیا کہ اساتذہ اپنے طلبہ کی انفرادی دلچسپیوں کو پہچانیں اور مخصوص مضامین کے حوالے سے ان میں مزید ذوق وشوق پیدا کریں۔

اس کے بعد حضورِانور نے اساتذہ کرام کو مستقبل کے مربیان کی تربیت کے حوالے سے متفرق موضوعات پر نہایت حکیمانہ اور مفصل نصائح عطا فرمائیں، تاکہ وہ اپنی تدریسی اور تربیتی ذمہ داریوں کو حقیقی معنوں میں سمجھتے ہوئے بخوبی انجام دے سکیں۔ اُن اہم ہدایات ونصائح کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

اپنی تدریسی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ ذاتی مطالعہ کے لیے روزانہ چھ یا اس سے زائد گھنٹے وقف کریں۔ ہر ایک استاد اپنے سٹوڈنٹس کے لیے روزانہ دو نفل پڑھے۔ حضورِانور نے فرمایا کہ طلبہ کے لیے دعا کرنا کس قدر اہمیت رکھتا ہے۔ اگر آپ سارے لوگ دو نفل پڑھنا شروع کر دیں، تو اس کا مطلب ہے کہ 64 سجدے ہو گئے اور آپ کے سٹوڈنٹس 85 ہیں۔ تو اگر سوا سٹوڈنٹ پر بھی تقریباً ایک سجدہ آجاتا ہے، تو لڑکوں کی حالت بہت Improve ہوسکتی ہے کہ جتنی ہونی چاہیے۔ صرف علمی ہی نہیں روحانی طور پر بھی Improve کرنے کے لیے دعا کیا کریں۔ حضورِانور نے جماعت کے ماضی کے ممتاز اساتذہ کا تذکرہ کرتے ہوئے توجہ دلائی کہ آپ کے پرانے استاد ملک سیف الرحمٰن صاحب اور دوسرے لوگ میر صاحب وغیرہ، ان کی باتوں سے یہی پتا لگتا ہے کہ وہ اپنے سٹوڈنٹس کے لیے روزانہ دو نفل ضرور پڑھا کرتے تھے۔ حضورِانور نے اس کی روشنی میں تاکید فرمائی کہ وہی عادت آپ لوگوں کو ڈالنی چاہیے۔ جو سٹاف میٹنگ ہوتی ہے اُس میں توجہ دلاتے رہا کریں۔ جواب طلبی کی ضرورت تو نہیں، توجہ دلانے کی ضرورت ہے، دعاؤں پر زیادہ زور ہو۔

حضورِانور نے اساتذہ کو تدریسی طریقِ کار کو ماحول کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے توجہ دلائی کہ یہاں سٹوڈنٹس کا جو مزاج ہے، یہاں طریقہ جو پڑھانے کا ہے، اس کی ان کو عادت ہے۔ صرف جامعہ کی پڑھائی، جو ہمارا پاکستانی طریقہ رٹا مارنے یا سمجھانے کا ہے، وہ نہیں ہونا چاہیے۔ نئے نئے طریقے ایجاد کرنے چاہئیں کہ کس طرح ان کو سمجھ آئے۔

حضورِانور نے طلبہ کے حوالے سے اس بات کی بھی نشاندہی فرمائی کہ پاس تو سارے ہو جاتے ہیں، لیکن مَیں نے دیکھا ہے کہ بعض دفعہ سوال پوچھو تو جواب نہیں آرہا ہوتا۔ حالانکہ گہرائی میں جا کے اُن کو پتا ہونا چاہیے، جتنا پڑھیں گے تو اتنا گہرائی میں علم ہو گا۔ اگر سارے علم کو نہیں بھی Comprehend کر سکتے تو کم از کم اِتنا تو ملکہ حاصل ہو جانا چاہیے کہ صحیح طرح جواب دے سکیں۔

حضورِانور نے اس بات کو بھی اُجاگر کیا کہ دو تین مبلغین ہیں جو اچھی بحث بھی کر لیتے ہیں، سوال وجواب بھی کر لیتے ہیں، جنرل نالج بھی ہے۔ بعض غیر مذہبی جو سرگرمیاں ہیں، وہاں اسلام کی تعلیم کے متعلق ان لوگوں سے جو مذہبی نہیں ہیں باتیں بھی کر لیتے ہیں، اس حوالے سے حضورِانور نے پرنسپل صاحب سے دریافت فرمایا کہ کوئی لیکچر اس طرح ہوتا ہے؟ ان کے اثبات میں جواب عرض کرنے پر حضورِانور نے ہدایت فرمائی کہ مختلف فیلڈز کے لوگوں اور ماہرین کو بلائیں۔ حضورِانور نے مزید دریافت فرمایا کہ صرف احمدیوں کو بلاتے ہیں یا غیر احمدیوں کو بھی بلا لیتے ہیں؟ اس پر پرنسپل صاحب نے عرض کیا کہ ابھی تک تو صرف احمدی ہی آتے ہیں۔ یہ سماعت فرما کر حضورِانور نے توجہ دلائی کہ آپ غیروں کو بھی بلا سکتے ہیں، Experts، سائنس دان، ڈاکٹرز، پولیٹیشنز، مختلف لوگوں کو، جن کا مختلف فیلڈز میں علم ہے کہ لیکچر دیں تاکہ ان کا دماغ ذرا کھلے اور روشن ہو۔ اس تناظر میں حضورِانور نے اِس امر کی جانب بھی توجہ دلائی کہ یہ بھی ساتھ خیال رکھنا ہے کہ اِن کی باتیں سن کر صرف دنیا کی طرف نہ رجحان ہو جائے، جو لیکچر دے رہے ہوتے ہیں، ان میں سبق دینے کے لیے یہ بھی بتایا کریں کہ تم لوگ تو یہاں آرام سے رہ رہے ہو، بہت ساری سہولتیں تمہیں میسر ہیں، پاکستان میں تو مربیان کے جن کے زائد ذرائع آمد نہیں ہیں، ان کو پتا ہی نہیں ہوتا کہ کس طرح گزارا کرنا ہے، لیکن کام کر رہے ہیں۔ استاد بھی وہاں کے جو جامعہ کے ہیں، ان میں بھی بعض ایسے ہیں جن کا مشکل سے گزارا ہوتا ہے۔

حضورِانور نے ذاتی مطالعہ کے ذریعہ محنت کی عادت ڈالنے اور محض لیکچر کی تیاری پر اکتفا نہ کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگ آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے محنت بھی آپ لوگوں کو اتنی زیادہ کرنی چاہیے۔ یہ کہنا کہ چھ گھنٹے مَیں نے پڑھا لیا اور دو گھنٹے میری بعد میں یا رات کو میری ڈیوٹی ہو گئی، مَیں ٹیوٹر بن گیا، تو اس سے میرا گزارا ہو گیا، یہ نہیں ہو گا۔ کم از کم استادوں کو، اپنے جو پڑھائی کے لیکچر تیار کرنے کے لیے دو چار گھنٹے وقت دیتے ہیں، اس کے علاوہ ذاتی مطالعہ کے لیے بھی تو پانچ سے چھ گھنٹے چاہئیں اور اس کی عادت ڈالیں تاکہ زیادہ محنت کی عادت پڑے۔ چھ گھنٹے کے بعد پھر چھٹی ہو جاتی ہے، پھر اس کے بعد جو جامعہ میں چھٹیاں ہوتی ہیں، ان میں بھی اکثر فارغ ہی ہوتے ہیں۔ کوئی کام نہیں ہے حالانکہ آپ لوگ ربوہ میں بھی رہے ہیں۔ آپ لوگوں کو پتا ہے کہ وہاں بعض دفعہ خدام الاحمدیہ یا دوسرے کاموں میں مصروف ہو جاتے تھے، بعض نہیں ہوتے ہوں گے، لیکن بہت ساروں کو کام بھی مل جاتے تھے، تو شام کے وقت بھی Extra کام کر

رہے ہوتے تھے اور اگر کام نہیں تھے تو کم از کم اُن کو کہا جاتا تھا کہ کرو۔

حضورِانور نے اساتذہ کو ذاتی، علمی، روحانی اور اخلاقی حالت بہتر بنانے اور آئندہ کے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے طلبہ کا معیار بلند کرنے کی جانب توجہ دلائی کہ یہاں اسی بات کو لے کے جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ شکر گزاری کا تقاضا پورا کرتے ہوئے کم از کم زیادہ سے زیادہ وقت دینا چاہیے اور بہتری کے لیے سوچنا چاہیے کہ کس طرح اِن طلبہ کا معیار بہتر کر سکتے ہیں، کس طرح ان کی صرف علمی نہیں، بلکہ روحانی اور اخلاقی حالت بہتر کر سکتے ہیں؟ اور وہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب ہماری اپنی حالت بہتر ہو، جو معیار ہونا چاہیے وہ ہے نہیں۔ یہاں والوں کو بھی مَیں یہی کہتا ہوں، آپ لوگوں کو بھی کہتا ہوں، باقی جامعہ والوں کو بھی، تو اس معیار کو حاصل کرنے کی کوشش کریں، کیونکہ آگے چیلنجز بہت زیادہ آنے ہیں۔

حضورِانور نے مزید توجہ دلائی کہ روایتی کام کر کے آپ دنیا کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ نئے نئے راستے Explore کرنے ہوں گے، وہ نئے راستے تلاش کریں کہ کس طرح آپ خود اپنی حالتوں میں بھی بہتری کر سکتے ہیں اور کس طرح اپنے طلبہ کی حالتوں کو بھی بہتر کر سکتے ہیں۔ اگر دنیا میں انقلاب پیدا کرنا ہے، تو پہلے آپ لوگوں کو خود دیوانہ بننا پڑے گا، پھر اگلے دیوانے پیدا کریں گے۔ اسی طرح ان کو یہ بھی بتائیں کہ ڈریس کوڈ کیا ہوتا ہے، پروٹوکول سارا ہونا چاہیے، اپنے کاموں کی ذمہ داری کا ایک احساس ہونا چاہیے اور پھر اپنی حالتوں کی بہتری کی طرف توجہ ہو۔ ظاہری حالت بھی بہت اچھی ہو۔

حضورِانور نے مؤخر الذکر نصائح کا نچوڑ بیان کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ یہ بنیادی چیزیں ہیں۔ یہ جامعہ کے اندر پیدا ہونی چاہئیں۔ جب طالب علم نکلے تو ایک ایسا ہیرا بن کے نکلنا چاہیے جو پوری طرح تراشا ہوتا کہ میدانِ عمل میں جا کے پھر نہ امیر صاحب کو شکوے ہوں، نہ مشنری انچارج کو شکوے ہوں، نہ لوگوں کو شکوے ہوں۔ جامعہ میں سات سال لگائے ہیں تو اتنی صلاحیتیں ہونی چاہئیں کہ جہاں بھی جائے، جس جگہ بھی لگایا جائے، وہاں وہ پورا کام کرے۔ تو آپ لوگوں پر ساری ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ آپ وہ تراش خراش کرنے والے لوگ ہیں، جو جس طرح ممکن ہو سکے تراش کے جماعت کو ایسے لوگ پیش کریں جو آگے پھر مفید وجود بن سکیں۔

حضورِانور نے اساتذہ کو محنت، ذاتی مطالعہ اور جسمانی و ذہنی تربیت کے توازن کی نصیحت کرتے ہوئے تاکید فرمائی کہ صرف یہ کہنا کہ دو چار پیریڈ لے لیے، مَیں نے خامسہ اور رابعہ کو پڑھا لیا اور مَیں نے ممہدہ اُولیٰ کو پڑھا دیا اور مَیں نے عربی پڑھا دی، اس کے بعد مَیں گھر جا کے سو گیا، یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔ اپنے خود جائزے لیں، خود دیکھا کریں کہ آپ نے علاوہ لیکچر تیار کرنے کے لیے کتنے گھنٹے مطالعہ کیا ہے؟ آپ لوگ تو علمی لوگ ہیں، آپ لوگوں کو تو ویسے ہی کتابی کیڑا ہونا چاہیے، علاوہ ورزش کے صبح اُٹھیں تہجد کے بعد، نماز فجر کے بعد آدھا پونا گھنٹے کی واک کریں۔ اب تو ویسے ہی سردیاں آ رہی ہیں، ذرا راتیں لمبی ہو گئی ہیں، یہ بھی نہیں بہانہ، رات کو کافی سو لیتے ہیں اور اس کے بعد تازہ ہوا میں سیر کرنے کے بعد گرمیوں میں بھی اگر Rest کرنا ہے تو گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ Rest کیا، اس کے بعد پھر کام شروع کر دیں۔ اس سے آپ دیکھ لیں گے کہ آپ کے ذہنوں کو بھی ایک تقویت پہنچے گی، جِلا ملے گی اور آپ جسمانی طور پر بھی بہتر ہوں گے۔ حضورِانور نے اساتذہ کو اُن کے حقیقی ہدف پر توجہ مرکوز کرنے کی ہدایت فرماتے ہوئے یاد دلایا کہ یہ آپ لوگوں کے سامنے چیلنج ہیں۔ صرف جامعہ میں دو کلاسیں لینا چیلنج نہیں ہے۔ جماعت کو ایسے لوگ مہیا کرنا آپ کے لیے چیلنج ہے جو روحانی، علمی اور اخلاقی ہر لحاظ سے بہتر ہوں۔ آپ نے جماعتی اصلاح کے لیے مستقبل کی Cream پیدا کرنی ہے، اس ٹارگٹ کو سامنے رکھ کے اپنے کام کیا کریں، نہ کہ صرف یہ کہ مَیں نے ایک مضمون پڑھا دیا، مَیں نے عربی پڑھا دی، مَیں نے فقہ پڑھا دیا، مَیں نے علم الکلام پڑھا دیا، قرآنِ کریم کا ترجمہ پڑھا دیا، تفسیر پڑھا دی اور پھر اس کے بعد ان میں یہ عادت ڈالیں کہ بعد میں بھی تم نے پڑھنا ہے۔ حضورِانور نے اساتذہ کو علمی، تبلیغی اور عملی تربیت کے ساتھ ساتھ طلبہ میں اعتماد پیدا کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ چند ایک ہیں جو بہت اچھا کام کر رہے ہیں، جو علمی کام بھی اچھا کر رہے ہیں، جو علمی کام کے ساتھ ساتھ تبلیغی کام کے ساتھ ساتھ بعض Public Relations کے کام بھی اچھے کر رہے ہیں، وہ بھی ہونا چاہیے۔ اُن میں اعتماد بھی پیدا ہونا چاہیے کہ ہم ہر ایک سے بات کر سکیں۔ بڑے سے بڑا لیڈر ہو، سیاستدان ہو، کوئی بھی ہو، ہم نے اعتماد سے ان کے ساتھ دین کے حوالے سے بھی بات کرنی ہے اور ان کی اپنی غلطیوں کی نشاندہی کرنے کے لیے بھی ان کو کھل کے بتانا ہے۔ یہ چیزیں بھی ساتھ ساتھ ہیں، ٹریننگ بھی ضروری ہے۔ ہر لیکچر میں مختلف وقتوں میں کوئی نہ کوئی موقع ایسا آ ہی جاتا ہے، جہاں سے نصیحت کا کوئی پہلو نکل آتا ہے، کوئی بھی بات پڑھا رہے ہوں، کلام پڑھا رہے ہیں، حدیث پڑھا رہے ہیں، فقہ پڑھا رہے ہیں، کوئی نہ کوئی ایسی بات نکل آتی ہے جس کو آپ فوری طور پر اس کو بتا سکتے ہیں کہ اس کو تم نے اپنی زندگیوں میں کس طرح Apply کرنا ہے، تمہیں اس سے کیا فائدہ ہوگا اور وہ اسی صورت میں ہوگا جب آپ خود بھی اس سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کر رہے ہوں گے۔

مزید برآں دورانِ ملاقات شاملینِ مجلس کو حضورِانور کی خدمت میں سوالات پیش کرنے اور جواب میں حضورِانور کی زبانِ مبارک سے نہایت پُرمعارف، بصیرت افروز اور قیمتی نصائح پر مشتمل راہنمائی حاصل کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی، جبکہ بعض اساتذہ کو اپنی مساعی کی رپورٹ پیش کرنے کی توفیق بھی ملی۔

ایک شاملِ مجلس نے حضورِانور کی خدمت میں عرض کیا کہ مَیں اساتذہ کے لیے ایک مددگار قسم کا Setup بنا رہا ہوں، جس میں قرآن کریم پڑھانے کے لیے ایک طرف الفاظ لکھے ہوں گے، پھر ترجمہ ہوگا، پھر قرآن کریم کا ایک Verb جو چاہے ہزار دفعہ بھی آیا ہے، تو ہر دفعہ اس کے آگے اس کا حلِ لغات ہوگا اور پھر آگے تفسیری نکات ہوں گے۔ جن میں احادیث سے بھی، کتب تفاسیر یا دوسری احادیث، صحاحِ ستّہ سے بھی جو مددگار احادیث ہیں، وہ بھی

رکھ رہا ہوں اور تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، تفسیر کبیر اور غیر از جماعت جو تفاسیر ہیں، ان کے بھی نوٹس اس میں شامل کر رہا ہوں اور اگر بائبل میں یا انجیل میں اس بارے میں کچھ ملتا جلتا آتا ہے تو وہ بھی ساتھ شامل کر رہا ہوں۔ اس پر حضورِانور نے دریافت فرمایا کہ یہ کام کب مکمل ہو جائے گا؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ الحمدللہ! پانچ پارے مکمل ہو گئے ہیں۔ مشنری انچارج صاحب سے مخاطب ہوتے ہوئے حضورانور نے اسی تناظر میں توجہ دلائی کہ اسی نہج پر اپنے مبلغین سے کام لیں، کوئی ایسا لٹریچر بنائیں، غیر احمدیوں کے جو بھی اعتراضات ہوتے ہیں۔ دوسرا مذہب تو کوئی رہا نہیں، عیسائیت تھوڑا بہت جو رہ گیا ہے اس سے تو کسی کو کوئی دلچسپی نہیں۔ لیکن غیر احمدی مسلمانوں کے خاص طور پر زیادہ جو اعتراضات ہوتے ہیں، ختم نبوت پر یا حیاتِ مسیح پر یا دوسرے تیسرے جہاں جہاں بھی ہیں، ان کے مختلف حوالے تلاش کر کے تو وہ ایک پاکٹ بُک کی صورت میں آپ کے ہر مشنری کے پاس ہونی چاہیے۔ یہ بھی مواد دیں۔ آپ کو اشاعت میں رہ کے تجربہ ہو چکا ہے۔ اس پر مشنری انچارج صاحب نے ایسی پاکٹ بُک کے حوالے سے حضورانور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ یہ جرمن زبان میں تیار کی ہوئی ہے، جس میں آٹھ مختلف عناوین اس طرح کے ہیں، جن میں اعتراضات اور ان کے جواب ہیں۔

حضورانور نے اس ضمن میں مزید ہدایت فرمائی کہ اور پھر دیکھا کریں کہ آپ کے مشنری ان کو پڑھ بھی رہے ہیں کہ نہیں، یا جا کے اپنے شیلف میں رکھ دی ہے، ان کا جائزہ لیتے رہا کریں۔ اور جو نئے اعتراض پیدا ہوتے رہتے ہیں، بنیادی اعتراض تو وہی ہوتا ہے، لیکن کوئی نہ کوئی نیا اعتراض اس میں جدّت پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ ہوتی کوئی نہیں، لیکن اس کا بھی جواب ساتھ آجانا چاہیے۔ تو اس طرح اپنے مشنریز کی ٹریننگ کریں۔

دورانِ ملاقات ایک استاد کو، جو کہ مربی سلسلہ ہیں اور قضا بورڈ جرمنی میں بھی بطور قاضی خدمات سرانجام دینے کی توفیق پا رہے ہیں، حضورِانور نے توجہ دلائی کہ بہت سے آپ کے جو نوجوان لوگ ہیں، ان کے بھی عائلی مسائل زیادہ ہوتے ہیں، ان کو بھی تسلی نہیں ہوتی کہ کسی کو آپ حق مہر دلواتے ہیں اور کسی کو نہیں دلواتے، کسی کو زیور دلوا دیا، کسی کو تحفہ کہہ دیا یا کسی کو نہیں۔ وہ سارے ارشادات جو خلفاء کے ہیں، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشادات اور بعض کے فیصلے بھی ہیں، نیز ان کی بابت دریافت فرمایا کہ وہ سارے خود پڑھے ہیں؟ جس پر انہوں نے عرض کیا کہ کچھ نہ کچھ چنیدہ پڑھے ہیں، لیکن سارے نہیں پڑھے۔ یہ سماعت فرما کر حضورانور نے موصوف کو تمام ارشادات اور فیصلہ جات پڑھنے کی تاکید فرماتے ہوئے توجہ دلائی کہ اس طرح کی کون سی مصروفیت ہے کہ پڑھ نہیں سکتے، اپنا سارا دن کا جائزہ لو تو کوئی بھی نہیں جو چودہ گھنٹے کام کرتا ہو، چھ گھنٹے سونے کے لیے کافی ہوتے ہیں۔ تین گھنٹے کھانے پینے، لوگوں سے گپیں مارنے اور فیملی کے لیے کافی ہیں، دو گھنٹے اور دے دو تو گیارہ گھنٹے کُل بنتے ہیں۔ تو تیرہ گھنٹے آپ کے پاس ہیں، ان کا صحیح استعمال ہونا چاہیے، یہ اپنے سٹوڈنٹس کو بھی عادت ڈالیں۔

جو Specialise کرنے والے سٹوڈنٹ ہوتے ہیں، بڑی ریسرچ والے یا دوسرے رشین سٹوڈنٹس یا امریکن سٹوڈنٹس جو بعض ہیں، ان کی پڑھائی کا اوریج وقت، رشین کا بلکہ زیادہ ہے وہ تیرہ سے چودہ گھنٹے پڑھتے ہیں، جبکہ امریکن گیارہ سے بارہ گھنٹے پڑھتا ہے۔ تو یہ عادت آپ کو اپنے سٹوڈنٹس میں بھی ڈالنی چاہیے۔ اور وہ اسی صورت میں ہو گا، جب آپ خود بھی اس پر عمل کر رہے ہوں گے۔ اس پر انہوں نے دعا کی درخواست کرتے ہوئے اس عزم کا اظہار کیا کہ ان شاءاللہ کوشش کریں گے۔ اس پر حضورِانور نے توجہ دلائی کہ دعا کے ساتھ عمل بھی کرنا پڑتا ہے۔ نیز مثال کے ذریعے سمجھایا کہ بعض لوگ آکر کہتے ہیں کہ دعا کریں کہ یہ ہو جائے۔ مَیں کہتا ہوں کہ پہلے یہ بتاؤ کہ تم نمازیں کتنی پڑھتے ہو، پتا لگا کہ تین، مَیں کہتا ہوں کہ تمہاری دعائیں ہیں ہی نہیں تو میری دعائیں تمہیں کہاں سے لگنی ہیں؟ تو پہلے خود کوشش کریں۔ آنحضرت ﷺ نے یہی فرمایا تھا کہ تم اپنی دعاؤں سے میری دعاؤں کی مدد کرو۔ اس سے بڑا آدمی کون ہے؟

دورانِ ملاقات آخری پیش کیا جانے والا سوال یہ تھا کہ پاکستان کے جو موجودہ حالات ہیں، ان کے بارے میں حضورانور کا کیا خیال ہے کہ جماعت احمدیہ کے ساتھ اور ویسے بھی عمومی طور پر بہتر ہوں گے؟ اس پر حضورِانور نے راہنمائی فرمائی کہ ہر چیز کا ایک Climax ہوتا ہے، اس کے بعد پھر زوال شروع ہو جاتا ہے، تو یہاں بھی Climax ہونا ہے، کب ہونا ہے، اللہ بہتر جانتا ہے۔ کوئی فلسطینیوں والا حال تو پاکستان میں نہیں نہ ہو رہا۔ ابھی بلکہ اللہ کا فضل ہے، پچھلے کچھ عرصہ سے کچھ بہتری کی طرف حالات مائل ہیں۔ افسروں میں سے بھی کچھ لوگ ایسے ہیں، جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کچھ نرمی پیدا کر رہا ہے، اس لیے کچھ بہتر بھی بعض دفعہ نتائج سامنے آجاتے ہیں۔ لیکن ٹھیک ہے کہ وہ لبیک کی تحریک جو ہے، وہ چل رہی ہے، ان کا بھی ایک Climax ہونا ہے، پھر زوال آجانا ہے۔ ان شاءاللہ! امید رکھو۔ دعائیں کریں۔ دعاؤں کا معیار بھی تو پاکستانی اپنا بڑھائیں تو پھر ہی کچھ ہو گا۔ اس سلسلے میں حضورِانور نے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کا ایک شعر بھی پیش فرمایا جو دعا اور نماز کے ہتھیار سے مضبوطی سے چمٹنے کی اہمیت پر زور دیتا ہے ؎

مایوس و غم زدہ کوئی اس کے سوا نہیں
قبضے میں جس کے قبضۂ سیفِ خدا نہیں

یعنی کوئی شخص اس سے زیادہ مایوس اور غمزدہ نہیں ہے جو اپنے ہاتھ میں خدا کی تلوار کے قبضہ کو مضبوطی سے نہ تھامے۔ آخر پر پرنسپل صاحب نے تمام جامعہ کے عملے کی جانب سے حضورِانور کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا اور دعا کی درخواست کی کہ وہ عطا فرمودہ قیمتی راہنمائی پر کماحقہ عمل کر سکیں۔ ملاقات کے اختتام پر حضورِانور نے تمام شاملینِ مجلس کو ازراہِ شفقت قلم کا تحفہ بطورِ تبرک عطا فرمایا، نیز انہیں یہ سعادت بھی حاصل ہوئی کہ وہ اپنے محبوب امام کے ساتھ گروپ تصویر بنوا سکیں۔ 16 ستمبر بروز منگل صبح آٹھ بجے جامعہ احمدیہ یوکے سے دعا کے بعد جرمنی واپسی کے لئے روانگی کا آغاز کیا اور رات ساڑھے دس بجے تمام اساتذہ بخیریت جامعہ واپس پہنچ گئے، فالحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

(ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل 25 ستمبر 2025ء)

دفاتر تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان (ربوہ)

تحریک جدید کا مالی جہاد

اور جماعت احمدیہ جرمنی

مکرم چوہدری حمید اللہ ظفر صاحب، سیکرٹری تحریک جدید جرمنی

تحریک جدید کے عظیم الشان الٰہی منصوبہ سے جماعت احمدیہ کا ہر فرد بخوبی واقف ہے۔ 1934ء کے فتنہ احرار کے دوران ایک اولوالعزم ہستی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس کی بنیاد رکھی۔ یہ وہ دن تھے جب فضا میں احرار کے ان دعووں کی آواز گونج رہی تھی کہ وہ منارۃ المسیح کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے اور قادیان کو اس طرح مسمار کر دیں گے کہ وہاں قادیان کا نام ونشان تک باقی نہیں رہے گا اور ایک وجود بھی ایسا نہیں رہے گا جو حضرت مسیح موعودؑ کا نام لینے والا ہو۔ احباب جماعت کے لئے تربیتی اور اصلاحی پروگراموں سے شروع ہونے والا یہ منصوبہ دنیا بھر میں اعلائے کلمۃ اللہ کے جہاد کبیر پر منتج ہوا۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی سرسبز شاخیں دو سو سے زائد ممالک پر سایہ فگن ہیں اور کروڑوں کی تعداد میں بندگانِ خدا ان کے سائے تلے اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگیاں گزار رہے ہیں، الحمدللہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس منصوبہ کے لیے مالی قربانیوں کی تحریک فرمائی جس پر احباب جماعت نے والہانہ لبیک کہتے ہوئے اپنے اموال پیش کر دیئے اور اب تک پیش کرتے چلے آ رہے ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان مجاہدین میں اضافہ ہوتا گیا اور ہندوستان سے باہر کے ممالک بھی اس میں شامل ہونے لگے۔ جس طرح 1934ء کے شدید مخالفانہ حالات میں تحریک جدید کا آغاز ہوا تھا، ٹھیک پچاس سال بعد 1984ء میں جب ایک مرتبہ پھر جماعت احمدیہ کو مٹانے کا زعم لے کر خاک کے بگولے اُٹھے تو تحریک جدید میں وسعت اور ترقیات کا ایک حیران کن باب کھل گیا۔ اس دور میں جماعت احمدیہ جرمنی بھی بھرپور انداز میں تحریک جدید کے جہاد میں شامل ہو کر نئی تاریخ رقم کرنے لگی اور احباب جماعت جرمنی کی مالی قربانیوں کا معیار بہتر ہوتا چلا گیا۔ تحریک جدید کے ہر مالی سال کے اختتام پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت جرمنی کی ان مالی قربانیوں کا بطور خاص ذکر فرما کر اظہارِ خوشنودی فرماتے رہے ہیں۔ حضور کے وہ ارشادات جو ہم سب کے لئے خیر و برکت کا موجب ہیں، ہدیہ قارئین ہیں۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے چندے اور مجاہدین کی تعداد بڑھنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

”جہاں تک وصولی میں غیرمعمولی اضافوں کا تعلق ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا بعض جماعتیں مستعد ہونے کے باوجود اس معاملہ میں بہت تیزی سے آگے بڑھی ہیں۔ بیرون پاکستان نمایاں طور پر کام کرنے والی جماعتوں میں سے امریکہ کا اضافہ تین گنا ہے۔ کینیڈا کا ساڑھے پانچ گنا اور ٹرینیڈاڈ کا دس گنا، سرینام کا چھ گنا، برطانیہ کا تین گنا، جرمنی کا دوگنا ہے۔ کئی نوجوان جو جرمنی میں کام کرتے ہیں ان کی تعداد میں کمی آئی ہے کیونکہ ان میں سے بہت سے دوسرے ملکوں میں ہجرت کر گئے ہیں۔ کچھ دوستوں کو

جرمن قانون کے مطابق مزید ٹھہرنے کی اجازت نہیں ملی۔ یہ جماعت پہلے بھی چندوں میں بڑی مستعد جماعت تھی اس لئے ان کا دوگنا اضافہ بھی مالی قربانی کی طرف ایک بہت بڑا قدم ہے‘‘۔ (خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 551)

☆ 1986ء میں جماعت جرمنی پہلی مرتبہ نمایاں ہو کر اس مالی جہاد کی صف اوّل میں آئی جس کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے یوں فرمایا:

’’وعدوں میں جو نمایاں اضافہ کرنے والی بیرونی جماعتیں ہیں ان میں جرمنی صفِ اوّل میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں نوجوان اگرچہ زیادہ تعلیم یافتہ نہیں اور کئی لحاظ سے بعض کمزوریاں بھی پائی جاتی ہیں مگر عمومی طور پر بہت ہی مستعد اور مخلص اور فدائیت کا جذبہ رکھنے والے نوجوان ہیں اور اکثر جماعت جوانوں پر ہی مشتمل ہے اور ان میں قربانی کا مادہ بڑا نمایاں ہے۔ چنانچہ مالی لحاظ سے بھی وہ حالانکہ بہت سے ایسے بھی ہیں جو آج کل غریب لاگرز (Lager) میں رہ رہے ہیں بہت معمولی گزارے ان کو ملتے ہیں اتنے کہ بمشکل زندہ رہ سکیں۔ اس سے بھی بچا بچا کر وہ مالی قربانی میں بڑا نمایاں حصہ لے رہے ہیں‘‘۔

(خطبات طاہر جلد 5 خطبہ جمعہ 31 اکتوبر 1986)

☆ 1988ء میں جماعت جرمنی اس جہاد میں اوّل آئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا:

’’جہاں بیرون پاکستان جماعتوں کا تعلق ہے جرمنی صفِ اوّل میں پہلی ہے۔ جرمنی نے دو لاکھ اکتالیس ہزار سات سو جرمن مارکس کا 88/87ء میں وعدہ کیا تھا جس کی کل مقدار پاؤنڈوں میں 76191 بنیں گے۔ اس میں سے جو اطلاعیں ملی ہیں اس کے مطابق 74000 پاؤنڈ جرمنی کی جماعت ادا کر چکی ہے اور مجھے یہ خیال ہے کہ چونکہ اس تاریخ تک پوری اطلاعیں نہیں آیا کرتیں اس لئے بعید نہیں کہ جرمنی کی وصولی کی مقدار اس سے زیادہ ہو اور اصل سے آگے بڑھ چکے ہوں لیکن فی الحال میں تا وقت موصول ہونے والی اطلاعوں کے مطابق آپ کو صورتحال سے مطلع کر رہا ہوں‘‘۔

(خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 752 خطبہ جمعہ 4 نومبر 1988ء)

☆ پھر 1989ء حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا:

’’زیادہ سے زیادہ چندہ دینے والے ممالک میں پاکستان خدا کے فضل سے ہمیشہ کی طرح صفِ اوّل کا پہلا ہے اور دوسرے نمبر پر اب جرمنی آگے آچکا ہے اور باقی سب مغربی دنیا کے لئے ایک چیلنج بنا ہوا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ سال کی وصولی 104066 پاؤنڈ تھی اور چونکہ جرمنی میں جو نوجوان ہیں ان کی مالی حالت غیر معمولی طور پر اچھی نہیں اور اپنے دوسرے چندوں میں بھی ماشاءاللہ بہت باقاعدہ ہیں۔ اس لئے یہ ایک غیر معمولی سعادت نصیب ہوئی ہے جرمنی کو جو خاص طور پر اس بات کی مستحق ہے کہ ہم ان کے لئے اور بھی دعائیں کریں۔

امسال تحریک جدید کی بابرکت تحریک میں جرمنی میں 3268 مخلصین شامل ہو چکے ہیں۔ پس مجموعی طور پر جو عمومی مقابلہ دیکھا جائے اضافہ کے لحاظ سے تو نمبر ایک جرمنی ہے۔ جس نے گزشتہ سال کے مقابل پر سب سے زیادہ اضافہ دکھایا ہے‘‘۔ (خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 701)

☆ 1990ء میں حضورؒ نے فرمایا: ’’دنیا بھر میں پاکستان بہر حال اوّل ہے اور جرمنی نے جو یہ اعزاز حاصل کیا تھا کہ وہ دوسرے نمبر پر آئے وہ نہ صرف اس اعزاز کو خدا کے فضل سے قائم رکھے ہوئے ہے بلکہ آگے بڑھ رہا ہے اور دوسری جماعتوں کو جو پہلے اس کے شانہ بشانہ تھیں اور پیچھے چھوڑتا چلا جا رہا ہے اور فاصلے بڑھا رہا ہے۔

ان دونوں پہلوؤں سے جرمنی کی جماعت نہ صرف انگلستان کی جماعت کو پیچھے چھوڑ گئی ہے بلکہ فاصلہ زیادہ بڑھا چکی ہے اور اب تو تقریباً ایک اور دو کی بات ہو گئی ہے‘‘۔ (خطبات طاہر جلد 9 صفحہ 654،655)

☆ 1991ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ کے فضل سے حسبِ سابق امسال بھی پاکستان کو خدا تعالیٰ نے اوّلیت عطا کی ہے اور اس کے بعد جرمنی کی جماعت کو یہ سعادت نصیب ہوئی ہے کہ دنیا کے باقی تمام ممالک کے مقابل پر وہ اوّل ٹھہرے۔ چنانچہ ان میں ہر لحاظ سے خدا کے فضل سے نمایاں ترقی پائی جاتی ہے۔ 1889/90ء میں جرمنی کی جماعت کا وعدہ 137564 پاؤنڈ تھا جس کے مقابل پر ان کی وصولی 147953 پاؤنڈ تھی گویا کہ وعدہ بھی خدا کے فضل سے بہت اچھا اور وصولی بھی وعدے سے بڑھ کر 1990/91ء میں جرمنی کی جماعت نے اپنا وعدہ بڑھا کر 150943 کر دیا اور خدا کے فضل سے وصولی بھی 150943 ہے۔ فی کس وصولی کے لحاظ سے جرمنی خدا تعالیٰ کے فضل سے تیسرے نمبر پر ہے۔ اور فی چندہ دہندہ ادا کیا ہے۔ جو جاپان سے تقریباً چوتھا حصہ اور امریکہ سے تقریباً نصف ہے۔ لیکن اس پہلو سے جرمنی کی قربانی قابلِ تحسین ہے کہ جرمنی کی جماعت میں بھاری اکثریت غرباء کی ہے۔ اور ایسے بھی ہیں جو بغیر کسی کام کے ہیں۔ اور حکومت کی طرف سے جو زندگی کی بقا کے گزارے ملتے ہیں اس پر گزارہ کر رہے ہیں۔ اور اس پر بھی چندے دے رہے ہیں اس لیے جہاں تک جرمنی کی جماعت کا تعلق ہے ان کا 30 پاؤنڈ فی کس تحریک جدید کا چندہ ادا کرنا بہت ہی عظیم الشان قربانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہترین جزا دے اور ان کے اموال میں، جان میں، اخلاص میں اور بھی بہت ترقی دے‘‘۔

(خطبات طاہر جلد 10 صفحہ 856-857)

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 1992ء میں فرمایا:

’’(پاکستان کے بعد۔ ناقل) دوسرے درجہ پر جرمنی آگے بڑھ رہا ہے اور بڑی تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔ گزشتہ چند سال سے بعض دوسری جماعتوں نے بہت کوشش کی ہے کہ جرمنی کو پیچھے چھوڑ جائیں لیکن اللہ کے فضل سے انہوں نے اپنا یہ اعزاز برقرار رکھا۔ جرمنی نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ سال کے 150945 پاؤنڈ اسٹرلنگ کے مقابل پر امسال 196561 پاؤنڈ اسٹرلنگ وصولی ہوئی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بڑی وصولی ہے اور بہت سے ایسے ملکوں کا بوجھ جماعت جرمنی نے اٹھالیا ہے جو جرمنی کی مدد کے محتاج ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ جماعت جرمنی کو بڑا اعزاز بخشا ہے، خدا یہ اعزاز برقرار رکھے۔

جرمنی فی کس چندے کے اعتبار سے اور یہ چندہ 28-29 پاؤنڈ فی کس ہے۔ جرمنی کی جماعت کے جو

حالات ہیں ان کے پیشِ نظر بہت بڑی قربانی ہے، کیونکہ بھاری تعداد ایسی ہے جن کی بہت ہی معمولی آمد ہے اور جرمنی میں نے یہ پڑھا تو میں حیران رہ گیا کہ کس طرح اس جماعت کو عظیم قربانی کی توفیق ملی۔ اس کے علاوہ جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے تمام عالمی نظام جو مواصلاتی سیارے کے ذریعے ٹیلیویژن کا پیغام پہنچانے کا نظام ہے اس میں بھی انہوں نے بڑی قربانی کی ہے اور بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر چندے میں پیش پیش ہیں، اس لحاظ سے یہ جماعت بھی خصوصیت سے دعا کی مستحق ہے''۔

(خطبات طاہر جلد 11 صفحہ 770-773)

☆ 1993ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے یوں اظہارِ خوشنودی فرمایا: ''گزشتہ مرتبہ جب مَیں نے اعلان کیا کہ عام چندوں میں جرمنی پاکستان کو پیچھے چھوڑ گیا ہے تو پاکستان کو بہت تکلیف پہنچی تھی لیکن اب مَیں اہلِ پاکستان کو خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ کے فضل کے ساتھ خدا تعالیٰ نے ان کو تحریک جدید میں حسبِ سابق دنیا میں سب سے آگے رہنے کی توفیق عطا فرمائی ہے اور کوئی ملک ان سے یہ جھنڈا نہیں چھین سکا۔ ان کے چندوں کا کل مجموعہ 2,91,199 پاؤنڈ بنتا ہے۔ جرمنی کی جماعت دوسرے درجہ پر کچھ عرصہ سے چلی آرہی ہے لیکن فاصلہ کم کر رہی ہے اس لیے پاکستان کی جماعتوں کو پھر متنبہ کر دیتا ہوں کہ پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہیں دی گئی۔ یاد رکھ لینا کہ ان کا فاصلہ بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔ وہ 2,44,440 تک پہنچ گئے ہیں۔ اللہ کرے کہ پاکستان کو اور زیادہ آگے بڑھنے کی توفیق ملے اور جرمنی کو اپنی پوری صلاحیتیں استعمال کرنے کی توفیق ملے''۔

(خطبات طاہر جلد 12 خطبہ جمعہ 5 نومبر 1993ء صفحہ 851)

☆ 1995ء میں حضورؒ نے فرمایا:

''اب صرف فہرست پڑھ دیتا ہوں۔ امسال بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت جرمنی کو یہ سعادت نصیب ہوئی ہے کہ وہ دنیا بھر کی جماعتوں میں تحریک جدید کے چندے میں اوّل آئی ہے اور جو لازمی چندے ہیں ان میں بھی اوّل آئی ہے''۔ (خطبات طاہر جلد 14 صفحہ 837)

☆ 1996ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جماعت جرمنی کی یوں حوصلہ افزائی فرمائی: ''ابھی تک جو دس جماعتیں ہیں ان میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے جرمنی نے کسی اور کو آگے نہیں بڑھنے دیا اور اگرچہ ان کا امسال کا اضافہ تھوڑا ہے۔ مگر چونکہ پہلے ہی خدا کے فضل سے وہ بڑی ٹھوس قربانی اور محکم قربانی کر رہے ہیں جس میں تزلزل نہیں ہے تو جرمنی کی اس دفعہ جو پوزیشن ہے وصولی کی 3,42000 پاؤنڈ ہے۔ ... جرمنی کو بھی اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی ابھی تک اپنی سرداری قائم رکھی ہے''۔

(الفضل انٹرنیشنل 27 دسمبر 1996 تا 2 جنوری 1997ء)

☆ 1998ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں: ''اس سال جرمنی کی جماعت کو مبارک ہو کہ وہ اوّل نمبر پر آئی ہے۔ باوجود اس کے کہ امیر صاحب مجھے ڈراتے رہے سارا سال کہ یہاں بھی حالات میں ابتری پیدا ہو رہی ہے بہت سے مہاجر واپس بھیج دیے گئے، چندوں میں کمی آگئی ہے۔ مگر اللہ کے فضل سے تحریک جدید کے چندے میں سب دنیا سے اس دفعہ جرمنی کی جماعت آگے بڑھ گئی ہے۔ اس سے پہلے امریکہ اوّل نمبر پر ہوا کرتا تھا اب جرمنی کو توفیق ملی ہے اور ان کی جو وصولی ہے وہ گزشتہ سال سے معمولی زیادہ نہیں، گزشتہ سال سے انہوں نے اس سال 1,35000 پاؤنڈز زیادہ دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے بہت محنت سے دوڑ میں حصہ لیا ہے''۔

(الفضل انٹرنیشنل 25 دسمبر 1998ء تا یکم جنوری 1999ء)

☆ 1999ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا: ''اب مجموعی وصولی کے لحاظ سے بالترتیب پہلی دس جماعتوں کے نام آپ کے سامنے پڑھتا ہوں۔ نمبر ایک پاکستان نمبر دو جرمنی، نمبر تین امریکہ، یہ اسی طرح چلا آرہا ہے ہمیشہ سے، بڑا زور مارتے ہیں لوگ کہ آگے پیچھے ہو جائیں مگر نہ پاکستان جرمنی کو آگے نکلنے دیتا ہے، نہ جرمنی امریکہ کو اور انگلستان کا چوتھا نمبر مقرر ہو گیا ہے۔ شاید میرا قصور ہے کہ چوتھا خلیفہ یہاں رہتا ہے اس لئے انہوں نے چوتھا نمبر اپنا پکا کر لیا ہے''۔

(الفضل انٹرنیشنل 10 دسمبر 1999ء تا 16 دسمبر 1999ء)

(باقی آئندہ)

اسلام و قرآن نمائش Kiel

جماعت احمدیہ Kiel کو مورخہ 14 تا 19 جولائی Asmus-Bremer-Platz میں اسلام و قرآن نمائش لگانے کی توفیق ملی جس میں جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کردہ تراجم قرآن رکھے گئے نیز مختلف عناوین پر مشتمل Roll Ups بھی لگائے گئے۔ ڈیوٹی پر موجود مربیان کرام اور احباب مہمانوں کی راہنمائی کرتے رہے اور ان کے سوالات کے جوابات دیتے رہے۔ تقریباً ڈیڑھ ہزار افراد نے نمائش کو دیکھا۔ جرمنی کی سیاسی پارٹی AfD کے پانچ سیاستدان بھی نمائش دیکھنے آئے جن میں کیل کی پارلیمانی جماعت کے سربراہ سمیت دیگر مقامی سیاستدان شامل تھے۔ تقریباً دو گھنٹے تک اسلام کی تعلیمات پر گفتگو ہوئی اور ان کے تمام سوالات کا نہایت مدلل جواب دیا گیا۔ آخر کار انہوں نے تسلیم کیا کہ ایسے اسلام کے خلاف، جو کہ جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے، ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

نمائش کے دوران ایک جرمن خاتون آئیں جنہوں نے آتے ہی سوال کیا کہ بیچاری عورتوں کو کیوں مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ پردہ کریں؟ ان کے اندازِ بیان سے عیاں تھا کہ وہ حجاب کے بارے میں منفی رائے رکھتی ہیں۔ ان کے ساتھ تفصیلی گفتگو کی گئی جس میں اسلامی تصورِ حیا اور پردے کو دلائل اور مثالوں کے ساتھ سمجھایا گیا۔ گفتگو کے اختتام پر ان کے تاثرات سے واضح تھا کہ انہوں نے پردہ کی اسلامی تعلیم کو سمجھ لیا ہے۔ Norddeutscher Rundfunk نے نمائش کے حوالہ سے تفصیلی خبر دی اور اس ذریعہ سے لاکھوں لوگوں تک جماعت کا پیغام پہنچا۔ اللہ تعالیٰ اس نمائش کے نیک نتائج پیدا فرمائے اور ہمیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ (توثیق احمد، صدر جماعت Kiel)

مدبّر احمد خان

گلستان سعدی سے حکایات

حکایت 6

ایک زاہد ایک بادشاہ کا مہمان تھا۔ جب دسترخوان پر بیٹھے تو زاہد نے اپنی طلب سے بہت کم کھایا اور جب نماز کے لیے اٹھے تو اس نے اپنی عادت سے زیادہ پڑھی تاکہ لوگ اس کے بارے میں نیکی کا گمان زیادہ کریں۔

ترسم نرسی بہ کعبہ، ای اعرابی
کاین رہ کہ تو می روی بہ ترکستان است

(اے بدوی! مجھے ڈر ہے کہ تو کعبے تک نہ پہنچ سکے گا کیونکہ تو نے جس راہ کو اپنایا ہے، وہ راستہ ترکستان کو جاتا ہے)

دعوت سے فارغ ہونے کے بعد وہ اپنے گھر پہنچا تو دسترخوان مانگا تاکہ کھانا کھالے۔ اس کا ایک بڑا ذہین اور باہوش لڑکا تھا، اس نے کہا کہ اباجی آپ تو شاہی مہمان تھے، کیا وہاں سے کھانا نہیں کھایا۔ زاہد نے کہا، بیٹا! ایسی چیز نہیں کھائی جو کام آتی۔ لڑکے نے کہا، نماز دوبارہ قضا پڑھ لیجیے کیونکہ وہ بھی ایسی نہ ہو گی جو کام آسکے۔

ای ہنرہا گرفتہ بر کفِ دست
عیبہا بر گرفتہ زیرِ بغل
تا چہ خواہی خریدن ای مغرور
روزِ درماندگی بہ سیمِ دغل

(اپنے عیبوں کو چھپانے والا اور ہنروخوبی کی نمائش کرنے والا فریب خوردہ مغرور، بھلا ضرورت کے دن چاندی کے کھوٹے سکے سے کیا خریدے گا)

حکایت 7

مجھے یاد ہے کہ میں بچپن میں بڑا عبادت گزار اور شب زندہ دار تھا اور طبیعت زہدو پرہیز گاری کی طرف مائل تھی۔ چنانچہ رات میں اپنے والد بزرگوار کی صحبت میں عبادت کے لیے بیٹھا ہوا تھا کہ ساری رات آنکھ تک نہ جھپکی۔ قرآن شریف کو گود میں لیے رکھا اور پوری رات نہ سویا۔ کچھ لوگ ہمارے اردگرد سو رہے تھے۔ میں نے والد صاحب سے عرض کیا کہ ان لوگوں میں سے کوئی بھی نہیں اٹھا کہ دو رکعتیں ہی پڑھ لے۔ ایسے سوتے ہیں گویا مرے پڑے ہیں۔ انہوں نے فرمایا۔ اے بیٹا! اگر تو بھی اسی طرح سو جاتا تو اس سے بہتر تھا کہ لوگوں کی غیبت کرے۔

نبیند مدّعی جز خویشتن را
کہ دارد پردۂ پندار در پیش
گرت چشمِ خدا بینی ببخشند
نبینی ہیچ کس عاجز تر از خویش

(خودبین کو اپنے سوا کچھ اور نظر نہیں آتا کیونکہ اس کے آگے غرور کا پردہ حائل رہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ بس میں ہی میں ہوں۔ اگر خدا تجھے چشمِ بینا دے تو تو کسی کو بھی اپنے سے زیادہ عاجز نہ دیکھے)

حکایت 16

کسی نیک آدمی نے خواب میں ایک بادشاہ کو بہشت میں اور ایک پارسا کو دوزخ میں دیکھا۔ اس نے پوچھا کہ بادشاہ کے اچھے درجوں اور پارسا کے برے درجوں کا کیا سبب ہے جبکہ عوام کا قیاس وخیال اس کے برعکس تھا۔ آواز آئی کہ یہ بادشاہ درویشوں سے محبت وعقیدت کے باعث بہشت میں ہے اور پارسا بادشاہوں کے تقرّب کی وجہ سے دوزخ میں ہے۔

دَلق بہ چہ کار آید و مُسحیّ و مُرقّع
خود را ز عمل ہای نکوہیدہ بری دار
حاجت بہ کلاہ برکی داشتنت نیست
درویش صفت باش و کلاہ تتری دار

(تیری کملی اور تسبیح اور گدڑی کس کام آئے گی، تو اپنے آپ کو برائیوں سے بچا کر رکھ۔ برکی ٹوپی پہننے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقیروں کی طرح رہ اور تاتاری ٹوپی رکھ لے)

حکایت 18

ایک عبادت گزار بندے کو ایک بادشاہ نے طلب کیا۔ اس نے سوچا کہ کوئی دوا کھالوں جس سے کمزور ہو جاؤں۔ شاید بادشاہ کی عقیدت اس کو جو مجھ سے ہے، بڑھ جائے۔ کہتے ہیں، اس نے زہریلا دارُو پی لیا اور پیتے ہی لقمۂ اجل بن گیا۔

آن کہ چون پستہ دیدمش ہمہ مغز
پوست بر پوست بود ہمچو پیاز
پارسایانِ روی در مخلوق
پشت بر قبلہ، می کنند نماز
چون بندہ خدای خویش خواند
باید کہ بہ جز خدا نداند

(میں نے جس کو پستہ کی طرح سمجھا وہ تہ در تہ زہریلا پیاز نکلا۔ وہ پارسا آدمی جن کی توجہ خالق کے بجائے مخلوق کی طرف ہو، نماز پڑھتے وقت یہ نہیں دیکھتے کہ ان کی پشت قبلے کی طرف ہے۔ جب کوئی آدمی اپنے خدا کو پکارتا ہے تو اللہ کے لیے اسے سب سے بے نیاز ہو جانا چاہیے)

شعبہ تعلیم جماعت احمدیہ جرمنی

شعبہ تعلیم کی تاریخ پر مشتمل یہ مضمون مکرم سیّد افتخار احمد صاحب ممبر تاریخ کمیٹی جرمنی نے تیار کیا ہے۔
قارئین میں سے کسی کے علم میں مزید معلومات ہوں تو تاریخ کمیٹی کو مطلع کر کے ممنون فرمائیں، جزاکم اللہ۔ (صدر تاریخ احمدیت کمیٹی جرمنی)

شعبہ تعلیم نظامِ جماعت میں ایک بہت ہی اہم شعبہ ہے جس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ 1919ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جو سب سے پہلے چار نظارتیں قائم فرمائیں ان میں سے ایک نظارت تعلیم و تربیت تھی اور اس کے سب سے پہلے ناظر مکرم مولوی سیّد سرور شاہ صاحبؓ کو مقرر فرمایا۔

(تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ 216)

قواعد تحریکِ جدید کے مطابق سیکرٹری تعلیم کی ذمہ داریاں درج ذیل ہیں۔ 1۔ وہ نگرانی کرے گا کہ افرادِ جماعت قرآن کریم، احادیث، کتب حضرت مسیح موعودؑ اور دیگر جماعتی لٹریچر کے مطالعہ میں گہری دلچسپی لیتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے وہ نصاب مقرر کرے گا اور وقتاً فوقتاً افراد جماعت کا امتحان لے گا۔ 2۔ وہ جماعت کی عمومی تعلیمی ترقی کے لیے جدوجہد کرے گا۔ کم از کم مطلوبہ معیار یہ ہے کہ ہر احمدی خواندہ ہو۔ بہتر یہ ہے کہ احمدی نوجوان کم از کم اعلیٰ ثانوی تعلیم مکمل کریں۔ 3۔ وہ اس بات کو یقینی بنائے گا کہ ہر جماعت اپنے بچوں کا جائزہ لے اور ایسے بچوں کی نشاندہی کرے جو اپنی عمر کے مطابق اسکول نہیں جا رہے۔ اُسے یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ یہ بچے اسکول کیوں نہیں جا رہے ہے اور ان مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کرے جن کا بچوں یا والدین کو سامنا ہے۔ اگر بعض بچوں کے لیے باقاعدہ تعلیم جاری رکھنا مشکل ہو تو وہ انہیں راہنمائی اور ترغیب دے کہ وہ کوئی مناسب پیشہ اختیار کریں۔ 4۔ وہ نگرانی کرے گا کہ جماعت کے نوجوان، مرد، عورتیں، لڑکے اور لڑکیاں اعلیٰ تعلیم حاصل کریں۔ اس مقصد کے لیے وہ احمدی نوجوانوں کو ضروری معلومات اور راہنمائی مہیا کرے گا۔

ستمبر 1982ء سے جرمنی میں خلیفہ وقت کی باقاعدہ منظوری سے مجلسِ عاملہ کام کر رہی ہے۔ 1982ء تا 1989ء شعبہ تعلیم و تربیت کے لیے ایک ہی سیکرٹری کی منظوری لی جاتی تھی مگر کام کی کثرت اور احباب جماعت جرمنی کی بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے 1989ء سے شعبہ تعلیم اور شعبہ تربیت کو الگ الگ کر دیا گیا۔ چنانچہ 1989ء میں مکرم طاہر محمود صاحب سیکرٹری تعلیم منتخب ہوئے۔ 1982ء سے تاحال اس شعبہ میں خدمت سرانجام دینے والے احباب کے اسمائے گرامی مع عرصہ خدمت درج ذیل ہیں۔

نام سیکرٹری	عرصہ خدمت
مکرم اعجاز احمد طارق صاحب	ستمبر 1982ء تا ستمبر 1986ء
مکرم سلیم احمد گیلانی صاحب	ستمبر 1986ء تا جون 1987ء
مکرم عبدالرحیم احمد صاحب	جولائی 1987ء تا دسمبر 1988ء
مکرم عبدالشکور اسلم صاحب	جنوری 1989ء تا جون 1989ء
مکرم طاہر محمود صاحب	جولائی 1989ء تا جون 2007ء
مکرم وسیم احمد غفار صاحب	جولائی 2007ء تا حال

تمام سیکرٹریانِ تعلیم نے اپنے عرصہ خدمت میں اپنی استعدادوں کو بروئے کار لاتے ہوئے بہترین رنگ میں خدمات سرانجام دینے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔ شعبہ تعلیم کے پراجیکٹس مختصر تعارف کے ساتھ پیشِ خدمت ہیں۔

اوپر تصویر میں دائیں سے بائیں: مکرم عمیر آصف صاحب، مکرم کمال احمد صاحب، مکرم خاقان اللہ صاحب، مکرم حصور طاہر صاحب، مکرم ایاز ملک صاحب مربی سلسلہ، مکرم وسیم غفار صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم، مکرم شعیب مظفر صاحب، مکرم شہریار مرزا صاحب، مکرم مظفر کبیر صاحب، مکرم مبارز الیاس صاحب، مکرم قاسم اللہ صاحب

جنوری (ڈیٹا کلیکشن)

ہر دوسرے سال جماعت احمدیہ جرمنی کے 15 سے 30 سال کے تمام مردوں کے تعلیمی کوائف کو update کیا جاتا ہے۔ یہ سلسلہ 2022ء سے شروع ہوا اور پھر 2024ء میں دوبارہ کوائف جمع کیے گئے۔ جماعت احمدیہ جرمنی کے 15 تا 30 سال کے احباب جماعت کے تقریباً 60 فیصد کوائف جمع ہو چکے ہیں۔

فروری (ورکشاپس و گریجویٹس کے لیے عشائیہ)

ہر سال فروری میں مختلف مقامات پر سیکرٹریان تعلیم کے لئے ورکشاپس منعقد کی جاتی ہیں جن میں سیکرٹریان کو ان کی ذمہ داریوں کے بارے میں آگاہ کیا جاتا ہے اور موثر کام کرنے کے طریق سکھائے جاتے ہیں۔ اسی طرح ایک عشائیہ کی تقریب منعقد کی جاتی ہے جس میں اُن گریجویٹس کو مدعو کیا جاتا ہے جنہوں نے دوران سال یونیورسٹی کی تعلیم یا کسی فیلڈ میں ڈپلومہ کامیابی کے ساتھ مکمل کیا ہو۔ محترم نیشنل امیر صاحب تمام شرکاء کو سند خوشنودی دیتے ہیں۔ پروگرام کے آخر پر ڈنر پیش کیا جاتا ہے۔

اپریل (گریجویٹس ملاقات)

تمام اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد (بیچلرز، ماسٹرز، پی ایچ ڈی وغیرہ) کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ آن لائن ملاقات کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ پہلی گریجویٹس ملاقات 2023ء میں منعقد ہوئی۔ 2024ء اور 2025ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کے باعث ملاقات نہیں ہو سکی۔ 2026ء کے لئے دوبارہ درخواست بھیجی جائے گی۔

مئی (طلبہ کے لئے تحائف)

2014ء سے ہر سال پہلی اور پانچویں جماعت کے طلبہ کو تحائف دیے جاتے ہیں۔ پہلی جماعت کے طلبہ کو تحفہ میں پانی کی بوتل، لنچ باکس، رنگین پنسلیں، رنگ بھرنے کی کتاب اور والدین کے لئے معلوماتی کتابچہ شامل ہوتا ہے، جبکہ پانچویں جماعت کے طلبہ کو اعلیٰ معیار کا قلم دیا جاتا ہے۔ ہر سال تقریباً 1500 بچوں کو یہ تحائف دیئے جاتے ہیں۔

جولائی (سمر کیمپ)

2019ء سے گرمیوں کی چھٹیوں میں تیسری سے آٹھویں جماعت کے طلبہ کے لئے تین ہفتوں پر مشتمل ایک آن لائن کورس منعقد کیا جاتا ہے جس میں طلبہ کو ریاضی، جرمن اور انگریزی کے مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔

ستمبر (دسویں جماعت کے لئے سیمینار سیریز)

ستمبر 2024ء سے دسویں جماعت کے طلبہ کے لئے سیمینارز کی ایک سیریز شروع کی گئی ہے جس میں طلبہ کو تعلیم کے حوالہ سے معلومات فراہم کی جاتی ہیں اور مختلف ورکشاپس منعقد کی جاتی ہیں تا کہ وہ اپنے Realschule کے امتحانات کے لئے تیار ہوسکیں۔ یہ سیریز چار سیمینارز پر مشتمل ہوتی ہے۔ گزشتہ سال پہلا سیمینار 26 اکتوبر 2024ء، دوسرا 9 نومبر 2024ء، تیسرا 23 نومبر 2024ء اور چوتھا اپریل 2025ء میں منعقد ہوا۔ ہر سیمینار میں تقریباً 30 بچے شامل ہوئے۔

اکتوبر (تعلیم فیئر)

تعلیم فیئر (Bildungsmesse) ہر سال اکتوبر میں منعقد ہوتا ہے جس میں ساتویں سے تیرہویں جماعت کے طلبہ، کالج کے طلبہ، ملازمت کے خواہش مند اور والدین شرکت کرتے ہیں جس میں 80 سے زائد پیشوں اور شعبہ جات کا تعارف اور مختلف قسم کی ورکشاپس ہوتی ہیں جن میں 500 سے زائد افراد شامل ہوتے ہیں۔ اس فیئر میں بیرون ملک سے آنے والے احباب کی انفرادی طور پر بھی راہنمائی کی جاتی ہے۔ اس کا آغاز 2022ء میں ہوا۔

نومبر (فرسٹ سمسٹر ڈنر)

یونیورسٹی کی تعلیم شروع کرنے والے طلبہ کے لیے 2021ء سے ہر سال ایک ڈنر کا اہتمام کیا جارہا ہے جس میں نیٹ ورکنگ سیشن، ورکشاپس ہوتی ہیں۔

دسمبر (Abitur تیاری کورس)

دسمبر کے آخر میں Abitur امتحانات کی تیاری کا کورس شروع کیا جاتا ہے جو وسط جنوری تک جاری رہتا ہے۔ اس کورس میں احمدی اساتذہ طلبہ کو ریاضی، جرمن، انگریزی، تاریخ، حیاتیات، کیمسٹری وغیرہ مضامین پڑھاتے ہیں۔ یہ کورس آن لائن منعقد کیا جاتا ہے۔

عائشہ اکیڈمی

عائشہ اکیڈمی ایک تعلیمی ادارہ ہے جہاں خواتین کی دینی تعلیم کا انتظام ہے۔ اس کا آغاز 25 اکتوبر 2021ء میں ہوا۔ یہاں خواتین کو تین سالہ کورس کروایا جاتا ہے جس کے مکمل ہونے پر مبشرہ کی ڈگری سے نوازا جاتا ہے۔ تدریس میں قرآن کریم، ترجمہ قرآن، حدیث، عربی زبان، فقہ، تاریخ اور دیگر مضامین شامل ہیں۔ عارضی طور پر تدریس کا انتظام بیت السبوح میں قائم لجنہ اماء اللہ کے دفاتر میں ہے۔ اس وقت عائشہ اکیڈمی میں 41 طالبات تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ جبکہ 3 طالبات مبشرہ کی ڈگری حاصل کر چکی ہیں۔

تعلیمی قرضہ

یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ خلیفہ وقت کی منظوری سے جماعت سے تعلیمی قرضہ لے سکتے ہیں جو تکمیل تعلیم کے بعد واپس کیا جاتا ہے۔ شعبہ تعلیم تقریباً 1998ء سے تعلیمی قرضہ کی درخواستیں تیار کر رہا ہے۔

یوم والدین

والدین کو جماعتی دَوروں کے دوران تعلیم کے حوالہ سے معلومات دی جاتی ہیں۔ ہر سال تقریباً 50 جماعتوں کا دورہ کیا جاتا ہے۔

ٹیچنگ لائسنس

جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والے اساتذہ کو جرمن اسکولوں میں اسلامیات پڑھانے کے لئے جماعت کی طرف سے تدریسی اجازت نامہ دیا جاتا ہے۔ 2013/14ء سے جرمن اسکولوں میں اسلامیات کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ لائسنس کے لیے امیدوار کا مسلمان ہونا اور حکومتی طور پر تدریس کے لیے لازمی پڑھائی ضروری ہے۔ اب تک 42 اساتذہ کو ٹیچنگ لائسنس دیا جاچکا ہے۔

لٹریچر

احباب جماعت کو کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مطالعہ کرنے کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ اس ضمن میں نیشنل شعبہ تعلیم کی طرف سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری کے بعد ایک مخصوص کتاب مطالعہ کے لیے مقرر کی جاتی ہے۔ 2024/25ء سے براہین احمدیہ حصہ پنجم کو تین سال کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

ٹیوشن

پانچویں سے نویں جماعت کے طلبہ کو ریاضی، جرمن اور انگریزی میں ماہر احمدی اساتذہ کے ذریعے ٹیوشن کی سہولت بھی دی جاتی ہے۔ اس وقت جماعت کے 32 اساتذہ کے ذریعہ 192 طلبہ آن لائن ٹیوشن سے استفادہ کر رہے ہیں۔

تعلیمی اعزازات

ہر سال جلسہ سالانہ جرمنی پر اعلیٰ تعلیمی کارکردگی کے حامل طلباء کو اعزازات دیے جاتے ہیں۔ قبل ازیں یہ اعزازات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دستِ مبارک سے تقسیم فرماتے رہے۔ 2022ء سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر یہ اعزازات ذیلی تنظیموں کے نیشنل اجتماعات پر دیے جاتے ہیں اور جلسہ سالانہ پر حضور انور کی موجودگی میں صرف ناموں کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اب تک کل 1579 طلبہ و طالبات تعلیمی اعزازات حاصل کر چکے ہیں، الحمد للہ۔

جامعہ احمدیہ جرمنی

شعبہ تعلیم جرمنی کی نمایاں خدمات میں سے ایک جامعہ احمدیہ جرمنی کا قیام ہے۔ دنیا میں مبلغین کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2003ء میں اپنے پہلے دورہ جرمنی کے دوران محترم نیشنل امیر صاحب جرمنی کو 2008ء تک جرمنی میں جامعہ احمدیہ قائم کرنے کا ارشاد فرمایا تاکہ جرمنی اور یورپ کے دیگر ممالک کے احمدی طلباء کو اس ادارے میں بطور مبلغ تیار کیا جاسکے۔ اس مقصد کے حصول کی خاطر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی روشنی میں جامعہ کمیٹی کا قیام عمل میں آیا۔ پہلی کمیٹی کے چیئر مین مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی اور سیکرٹری مکرم طاہر محمود صاحب تھے۔ دیگر ممبران میں مکرم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب مربی سلسلہ، مکرم شمس الحق صاحب، مکرم ہدایت اللہ ھبش صاحب، مکرم محمد الیاس مجوکہ صاحب، مکرم نوید احمد خان صاحب، مکرم مقصود الحق صاحب شامل تھے۔ کمیٹی کے ارکان میں وقتاً فوقتاً تبدیلی ہوتی رہی۔ اسی طرح مکرم زبیر خلیل صاحب، مکرم مبارک احمد تنویر صاحب اور مکرم سلیم افضل صاحب بھی کمیٹی کے ممبر رہے۔ 2007ء میں جو کمیٹی اس پراجیکٹ پر کام کر رہی تھی اس کے اسماء درج ذیل ہیں۔ مکرم وسیم احمد غفار صاحب (صدر کمیٹی)، مکرم زبیر خلیل خان صاحب (سیکرٹری) اور مکرم مبارک احمد تنویر صاحب، مکرم محمود احمد خان صاحب اور مکرم سلیم افضل صاحب (ممبران)

17 اپریل 2007ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم شمشاد احمد قمر صاحب مربی سلسلہ کو جامعہ احمدیہ جرمنی کا پرنسپل مقرر فرمایا۔ جنوری 2008ء میں احمدیہ بلیٹن میں جامعہ احمدیہ جرمنی کی پہلی کلاس میں داخلے کے لیے درخواستیں جمع کروانے کا اعلان شائع ہوا۔ 20 اگست 2008ء کا دن جماعت احمدیہ جرمنی میں خاص اہمیت کا رکھتا ہے۔ اس دن حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دستِ مبارک سے جامعہ احمدیہ جرمنی کا بیت السبوح میں افتتاح فرمایا۔ 15 دسمبر 2009ء کو ریڈ شٹڈ میں موجودہ جامعہ احمدیہ جرمنی کی عمارت تعمیر کرنے کا کام شروع ہوا۔ اس کا سنگ بنیاد بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دستِ مبارک سے رکھا۔ 17 دسمبر 2012ء کو موجودہ عمارت تیار ہوگئی اور اس کا افتتاح بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دست مبارک سے فرمایا۔ اس وقت جامعہ احمدیہ جرمنی ترقیات کی منازل کامیابی سے طے کر رہا ہے، فالحمد للہ۔

کارکنان و معاونین شعبہ

شعبہ تعلیم میں اس وقت ایک کُل وقتی کارکن مکرم ایاز ملک صاحب مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں جن کے ساتھ معاونین کی ٹیم کام کر رہی ہے۔ مکرم ایاز ملک صاحب مربی سلسلہ ابن مکرم جمیل احمد ملک صاحب کا تعلق جماعت بادہومبرگ سے ہے۔ آپ ستمبر 2021ء سے شعبہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ کے ذمہ شعبہ کے تمام کاموں کی نگرانی ہے۔

مکرم محمد فرحان شیخ صاحب ابن مکرم محمد عمران شیخ صاحب (ہناؤ) اکتوبر 2023ء سے شعبہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ طلباء کے متعلقہ تمام امور میں شعبہ کی مدد کرتے ہیں۔ مکرم خاقان اللہ صاحب ابن مکرم عزیز اللہ صاحب (فرانکفرٹ) جنوری 2019ء سے شعبہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ طلباء سے متعلقہ تمام امور میں شعبہ کی مدد کرنے کے علاوہ ٹیوشن پراجیکٹ کی نگرانی کرتے ہیں۔ مکرم میاں تنزیل احمد صاحب ابن مکرم ظہور احمد صاحب (من ہائیم) جنوری 2015ء سے شعبہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ Abitur کی تیاری، سمر کیمپ اور Realschule کے طلباء کے لیے سیمینارز وغیرہ پراجیکٹس میں شعبہ کی مدد کرتے ہیں۔

مکرم اعصام احمد صاحب ابن مکرم فیض احمد صاحب (جماعت لانگن زیلبولڈ) اگست 2023ء سے شعبہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ طلباء سے متعلقہ تمام امور میں شعبہ کی مدد کرتے ہیں۔ مکرم شعیب مظفر صاحب ابن مکرم مظفر احمد صاحب (جماعت روڈرمارک) جولائی 2007ء سے شعبہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ کے ذمہ پراجیکٹ تعلیمی اعزازات اور تعلیمی فیئر کی نگرانی ہے نیز آپ اسسٹنٹ نیشنل سیکرٹری تعلیم ہیں۔ مکرم مبارز الیاس صاحب (جماعت رسلز ہائیم) جولائی 2011ء سے شعبہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ کے ذمہ صوبائی حکومت کے ساتھ جرمن سکولوں میں اسلامی تعلیمات سے متعلقہ معاملات میں رابطہ رکھنا اور تعاون کرنا ہے۔ اسی طرح مکرم فولکر قیصر صاحب احمدی اساتذہ کے حوالہ سے معاملات کو دیکھتے ہیں۔ مکرم حافظ محمد ظفر اللہ صاحب ابن مکرم منور احمد ضیاء صاحب (جماعت ویٹسلر) جولائی 2019ء سے شعبہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ جماعتی لٹریچر

کو جماعت میں فروغ دینے کے پراجیکٹ کے انچارج ہیں اور ہفتہ میں دو دفعہ ڈیجیٹل ذریعہ سے براہین احمدیہ کے اقتباسات اردو اور جرمن میں جماعتوں کو بھجواتے ہیں۔ مکرم حصور طاہر صاحب ابن مکرم منصور احمد طاہر صاحب (اوفن باخ) جولائی 2020ء سے شعبہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ پراجیکٹ تعلیمی فیئر اور طلباء سے متعلقہ مختلف پراجیکٹس میں شعبہ کی معاونت کرتے ہیں۔ مکرم ڈاکٹر مسرور احمد کاہلوں صاحب ابن مکرم منصور احمد کاہلوں صاحب مرحوم (جماعت لوراخ) اگست 2020ء سے شعبہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ شعبہ کی مختلف امور میں معاونت کر رہے ہیں نیز طلباء کو تعلیمی معاملات میں مشورہ فراہم کرتے ہیں۔ اسی طرح اسسٹنٹ نیشنل سیکرٹری تعلیم کے طور پر بھی خدمت کر رہے ہیں۔ مکرم مظفر کبیر صاحب ابن مکرم عبدالغفار صاحب (Wetter) جنوری 2015ء سے شعبہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ بیرون ممالک سے جرمنی آنے والوں کی جرمنی میں تعلیم و ملازمت کے حوالہ سے راہنمائی کرتے ہیں۔ مکرم کمال احمد صاحب ابن مکرم چودھری ناصر احمد صاحب (جماعت سٹگارٹ) جنوری 2001ء سے شعبہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ تعلیمی قرضہ جات کے حوالہ سے شعبہ کی معاونت کرتے ہیں۔ مکرم شہریار مرزا صاحب ابن مکرم نفیس احمد مرزا صاحب (جماعت بادہومبرگ) جولائی 2013ء سے شعبہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ مختلف معاملات میں شعبہ کی معاونت کرتے ہیں نیز اسسٹنٹ نیشنل سیکرٹری تعلیم ہیں۔

سیکرٹریان تعلیم

پہلے چار سیکرٹریان تعلیم کے پاس شعبہ تربیت بھی تھا۔ ان کا تعارف شعبہ تربیت جرمنی کے تعارف کے ضمن میں رسالہ ہذا کے شمارہ اکتوبر 2022ء میں شائع ہو چکا ہے۔

مکرم طاہر محمود صاحب

مکرم طاہر محمود صاحب ولد مکرم صوفی عبدالقدیر صاحب مرحوم 1951ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا حضرت مولوی عبدالحق صاحب بدوملہویؓ اور نانا حضرت کریم بخش صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ کے والد محترم صوفی عبدالقدیر صاحب تقسیم پاک وہند کے بعد تقریباً تین سال بطور درویش قادیان میں مقیم رہے۔ مکرم طاہر محمود صاحب نے کراچی یونیورسٹی سے Applied Mathematics میں ماسٹرز کیا۔ جون 1974ء میں فرانکفرٹ جرمنی آنے کے بعد ایک امریکی ادارے سے کمپیوٹر پروگرامنگ کا کورس کیا۔ علاوہ ازیں Siegen University سے پہلے جرمن زبان سیکھی اور بعد میں بزنس ایڈمنسٹریشن کی تعلیم حاصل کی جو بوجوہ مکمل نہ ہو سکی۔ آپ کو 1989ء تا 2007ء نیشنل سیکرٹری تعلیم کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ اس دوران آپ کی مساعی کی کسی قدر تفصیل درج ذیل ہے۔ والدین کے لئے بچوں کی تعلیم کے حوالے سے معلومات بذریعہ کتابچہ جات اور سیمینارز۔

مکرم طاہر محمود صاحب

سکالرشپ کمیٹی کا قیام، مستحق طلبا اور طالبات کے لئے سکالرشپ اور قرضہ حسنہ کا اجراء، احمدیہ سٹوڈنٹس آرگنائزیشنز کا قیام، کرسمس کی چھٹیوں میں تعلیم القرآن کلاسز کا انعقاد، مقالہ نویسی کے مقابلہ جات، مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اس کا امتحان، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ طلبا و طالبات کی میٹنگز کا آغاز، جلسہ سالانہ کے موقع پر عمدہ کارکردگی پر تقسیم اسناد و انعامات وغیرہ۔

جامعہ احمدیہ جرمنی کے قیام کے لئے حسب ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز محترم حیدر علی ظفر صاحب کی زیر صدارت Feasibility Report تیار کرنے کا موقع ملا۔ آپ بحیثیت نیشنل سیکرٹری تعلیم، اس کمیٹی کے پہلے سیکرٹری تھے۔

مکرم وسیم احمد غفار صاحب

مکرم وسیم احمد غفار صاحب ابن مکرم مولانا ڈاکٹر عبدالغفار صاحب مربی سلسلہ اپنے ننھیالی گاؤں 98 شمالی (ضلع سرگودھا) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ربوہ سے حاصل کی۔ بعدازاں 1989ء میں جرمنی آگئے جہاں تعلیم کو جاری رکھا اور کمپیوٹر سائنس کی تعلیم حاصل کی۔ جماعتی خدمات کا سلسلہ بھی اس دوران جاری رہا۔ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی میں مختلف ذمہ داریاں بجالانے کی توفیق ملی۔

مکرم وسیم احمد غفار صاحب

آپ 2007ء سے تاحال نیشنل سیکرٹری تعلیم جماعت احمدیہ جرمنی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ شعبہ تعلیم میں خدمت کے دوران درج ذیل قابلِ ذکر پروگرامز کرنے کی توفیق ملی۔

صوبائی حکومت کے ساتھ مذاکرات اور اس کے نتیجہ میں جرمنی کے سکولوں میں اسلامیات کی تدریس کا اجراء نیز پرائمری سکول تا Abitur کے نصاب کی تیاری۔

حفظ کلاس کا آغاز (اس وقت شعبہ تعلیم القرآن و وقفِ عارضی کے زیر انتظام ہے)۔

جلسہ سالانہ پر تعلیمی ایوارڈز کی تقریب۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ طلبہ کی تعلیمی و تربیتی نشستیں۔ سالانہ امتحانات کی تیاری کے سلسلہ میں کورسز۔ سالانہ تعلیم فیئر۔ سالانہ فرسٹ سمسٹر ڈنر۔ سالانہ تقریب تقسیم اسناد برائے گریجویٹس۔ سالانہ سمر وکیشن ٹیوشن کیمپ۔ سالانہ گفٹ پروگرام برائے طلباء و طالبات کلاس اوّل و پنجم۔ فری ٹیوشن پروگرام۔ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے کتاب کا انتخاب اور امتحانات۔

تعلیمی اعزاز حاصل کرنے والے

طلبا و طالبات

مختلف تعلیمی مراحل طے کرنے والے طلبہ و طالبات کے نام جلسہ سالانہ جرمنی 2025ء کے موقع پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لجنہ اماء اللہ سے خطاب اور اختتامی خطاب سے پہلے پڑھ کر سنائے گئے۔ انہیں اسناد اور تمغے اجتماعات (خدام و لجنہ) کے موقع پر دیئے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ تمام طلبہ و طالبات کے لئے یہ اعزاز مبارک فرمائے اور بیش از پیش ترقیات سے نوازے، آمین۔

طلباء

Nr.	Name	Name of Father	Jamaat	Degree
1.	Dr. Wajahat Ahmad Waraich	Basharat Ahmad Waraich	Bad Schwalbach	Specialist in Internal Medicine and Cardiology
2.	Dr. Affan Ahmed Ghafoor	Mohammad Ghafoor	Meschede	Specialist in General Surgery
3.	Dr. Irfan Ahmad Azam	Munawar Ahmad Azam	Dietzenbach West	Specialist in Internal Medicine and Cardiology
4.	Dr. Yasir Mahmood	Mushtaq Ahmad	Paderborn	PhD in Computer Science
5.	Dr. Jamal Ahmed Sheikh	Khurshid Ahmed Sheikh	Düsseldorf	PhD in Human Medicine
6.	Dr. Telha Razaq	Mohammad Razaq	Bait-Ur Rasheed	PhD in Medicine
7.	Dr. Abdul Samad	Abdul Rashid	Weil der Stadt	PhD in Environmental Protection Technology
8.	Dr. Amir Saeed Khan	Mahfooz Ahmad Khan	Düren	PhD in Genetics
9.	Dr. Shahzad Ahmad Sayyed	Sayyed Hamid Maqbool	Neuss	PhD in Clinical Pharmacy
10.	Arsalan Ahmed	Tahir Ahmed	Eschersheim	State Examination in Dentistry
11.	Ali Fraz Chaudary	Mushtaq Sharif Chaudary	Bielefeld	State Examination in Dentistry
12.	Qamar Hameed	Dr. Umer Hameed	Nordweststadt/ Riedberg	Staatsexamen in Humanmedizin
13.	Dr. Aadil Ahmad	Shakeel Ahmad	Aalen	Diploma in Medical
14.	Hamza Ahmad	Mansoor Ahmad Kahloon	Bruchköbel	Doctor der Medicine
15.	Usama Azam	Muhammad Azam	Rüsselsheim Süd	Diploma in Medical
16.	Zakariya Ahmed	Yaseen Ahmed	Wiesbaden-Ost	Master of Science (M.Sc.) in Industrial Engineering
17.	Wajahat Matloob Awan	Mahmood Awan	Dieburg	Master of Science (M. Sc.) in Business Consulting & Digital Management
18.	Imaz Khalid	Khalid Iftikhar	Hannover	Master of Science (M. Sc.) in Molecular Life Sciences
19.	Musharaf Ahmad	Munawar Ahmad	Mühlheim am Main	Master of Science (M.Sc.) in Business Information Systems
20.	Waleed Khan	Naser Khan	Eschersheim	Master of Engineering (M. Eng.) in Civil Engineering
21.	Dr. Irfan Ahmed Bhatti	Waseem Ahmed Bhatti	Grünberg	Master of Science (M. Sc.) in Medical Biometry/Biostatistics
22.	Mobaris Khawar	Syed Mohammad Khawar	Flörsheim	Master of Science (M. Sc.) in Mechenical Engineering
23.	Rana Mahir Ahmed Khan	Rana Mumtaz Ahmad Khan	Bonn	Master of Engineering (M. Eng.) in Mechincal Engineering
24.	Hamza Ahmed	Saleem Ahmed	Nordweststadt	Master of Law (LL. M.) InInternational Licensing Law
25.	Danyal Shakoor	Abdul Shakoor	Lampertheim	Master of Science (M. Sc.) in Polymere Technic
26.	Labeed Ahmed	Naseer Ahmed	Stuttgart	Master of Science (M. Sc.) in Mechincal Engineering

27.	Muhammad Talha Akram	Muhammad Akram	Radevormwald	Master of Science (M. Sc.) in Electrical Engineering
28.	Ali Masood	Masood Anwer	Fulda	Master of Science (M. Sc.) in Polymer Technology
29.	Aqeel Babar	Babar Jalal	Rodgau	Master of Engineering (M. Eng.) in Industrial Engineering
30.	Lukman Ullah Wahid	Abdul Wahid	Mannheim-West	Master of Science (M. Sc.) in Mechatronics
31.	Fareed Ahmed	Shabir Ahmad	Mülheim an der Ruhr	Master of Education in Teaching in Physics and Mathematics
32.	Aradish Awais Ahmed Khalid	Saadat Ahmed Khalid	Neuwied	M. Ed. in Secondary School Teaching Degree in Geography and Philosophy
33.	Umar Khan	Mohammad Sarwar Khan	Gross Gerau	Master of Science (M. Sc.) in Strategic information management
34.	Aaron Manuel Schwierk	Manfred Schwierk	Mahdi Abad	Master of Science (M. Sc.) in Business Informatics
35.	Ata Elahi Aslam	Mohammad Aslam (Late)	Köln	Master of Science (M. Sc.) in Business Administration
36.	Sajeel Ahmad Khan	Faqir Hussain Khan	Aalen	Master of Science (M. Sc.) in Aerospace Engineering
37.	Ausama Kamal Pasha	Arshad Kamal Pasha	Waiblingen	Master of Management in Management
38.	Amar Iftikhar Basra	Amjad Iftikhar	Hamburg/ Billstedt	Master of Science (M. Sc.) in Materials Chemistry and Mineralogy
39.	Fraz Ahmed Ali	Shamshad Ali	Gießen	Master of Science (M. Sc.) in Industrial Engineering
40.	Muhammad Sohrab Ali	Mahfooz Ahmad	Waiblingen	Bachelor of Science (B. Sc.) in Physics
41.	Hasher Ahmad Malik	Nasir Ahmed Malik	Rödermark	Bachelor of Science (B. Sc.) in Economics
42.	Jalees Ahmed	Naseer Ahmed	Fuhlsbüttel	Bachelor of Science (B. Sc.) in Industrial Engineering
43.	Abdul Aala Khan	Abdul Shakoor Khan	Darmstadt-City	Bachelor of Science (B. Sc.) in Computer science
44.	Ghulam Quadir Bandesha	Muzaffar Ahmad Bandesha	Mülheim an der Ruhr	Bachelor of Science (B. Sc.) in psychology
45.	Saad Ahmad	Mudassar Ahmad	Weingarten	Bachelor of Engineering (B. Eng.) in Automotive Technology
46.	Zia Masihuddin	Mohammad Masihuddin	Frankfurt Nied	Bachelor of Engineering (B. Eng.) in Industrial Engineering
47.	Magfoor Elahi	Maqbool Elahi	Mubarak Moschee Wiesbaden	Bachelor of Engineering (B. Eng.) in Mechanical engineering
48.	Jazib Ahmed	Azhar Nasir	Stade	Bachelor of Science (B. Sc.) in Business Informatics
49.	Muhammad Talha Akram	Muhammad Akram	Radevormwald	Bachelor of Science (B. Sc.) in Electrical engineering
50.	Asas Waheed	Abdul Waheed Mian	Niedernhausen	Bachelor of Science (B. Sc.) in Software Technology
51.	Uzair Sheeraz	Amir Sheeraz	Bad Hersfeld	A-Level (Abitur)
52.	Tabarik Ahmad	Jamil Ahmad	Wiesbaden/Ost	A-Level (Abitur)
53.	Asim Ahmad Malik	Abdul Halim Hamid Malik	Ginsheim	A-Level (Abitur)
54.	Minhaj Rathore	Munawar Rathore	Harburg	A-Level (Abitur)
55.	Bilal Ahmad	Ajmal Akhlaq	Berlin	Fachhochschulreife
56.	Mashood Djalo		Portugal	Master of Science (M. Sc.) in International Studies
57.	Irfan Ahmad Bhatti	Mohammad Afzal Bhatti	Tanzania	Bachelor of Science (B. Sc.) in Computer Science

طالبات

Nr.	Name	Name of Father	Jamaat	Degree
1.	Dr. Nighut Ahmed	d/o Sharafat Maqsood	Koblenz	Specialist in internal medicine
2.	Dr. Quynh Chi Le	d/o Thanh Tung Le	Nordweststadt	PhD in Human Medicine
3.	Dr. Marina Khan	d/o Abdul Aala Khan	Koblenz	PhD in Dentistry
4.	Dr. Bariah Altaf Qadir	d/o Altaf Qadeer	Mahdiabad	PhD in Human Geography
5.	Dr. Madiha Malik	d/o Ijaz Ahmed Malik	Billstedt	Phd in Pharmacy
6.	Dr. Shaista Andleeb	d/o Abdul Rauf Naz	Chemnitz	PhD in Physics
7.	Riem Anna Ahmad	d/o Numan Ahmad	Heusenstamm	First State Examination in Teaching at Gymnasium
8.	Anila Rahat Ali	d/o Shamshad Ali	Gießen	Third State Examination in Pharmacy
9.	Bushra Abbasi	d/o Abdul Shakoor	Frankfurt	State Examination in Teaching at Secondary and Junior High Schools

10.	Sera Varli	d/o Cengiz Varli	Lüdenscheid	Second State Examination in Teaching at Primary Schools
11.	Amtul-Bari Bhatti	d/o Abdul-Noor Bhatti	Frankfurter Berg	First State Examination in Teaching at Primary Schools
12.	Sharfa Amin	d/o Tariq Amin	Bait-ul-Jame	First State Examination in Teaching at Secondary and Junior High Schools
13.	Najia Naeem Uddin	d/o Naeem Uddin	Kranichstein-Ost	First State Examination in Teaching at Gymnasium
14.	Mariam Hina Anwar	d/o Abdul Hayee Khan	Barmbek	Second State Examination in Teaching at Gymnasium
15.	Rahila Nasir	d/o Mirza Masood Ahmad	Neu Isenburg	Second State Examination in Teaching at Gymnasium
16.	Tehrim Ahmad	d/o Rana Naseer Ahmad	Bruchköbel	Second State Examination in Teaching at Gymnasium
17.	Afra Iqbal	d/o Tassawar Iqbal Ahmed	Frankenberg	Second State Examination in Human Medicine
18.	Saher Shehzadi Dilshad	d/o Dilshad Babar	Bruchköbel	State Examination in Human Medicine
19.	Maryam Hira	d/o Mahfooz Ahmad	Waiblingen	State Examination in dentistry
20.	Salma Mubarika Goraya	d/o Naveed Ahmad Goraya	Fliederstadt	Third State Examination in Pharmacy
21.	Annam Tahir	d/o Naseer Tahir Imtiaz	Koblenz	Third Second State Examination in Human Medicine
22.	Dr. Marina Khan	d/o Abdul Aala Khan	Koblenz	State Examination in dentistry
23.	Fareeha Saadat Ahmed	d/o Rafi Ahmad Khan	Marburg	Master of Arts in Educational Sciences
24.	Fareeha Saadat Ahmed	d/o Rafi Ahmad Khan	Marburg	Master of Arts in Religious Studies
25.	Syeda Jaziba Shah	d/o Nadeem Ahmed Shah	Mannheim Süd	Master of Science in Diagnostic Imaging and Radiology
26.	Aisha Ahmad	d/o Malik Saadat Ahmad	Bait ur Rasheed	Master of Science in psychology
27.	Orussa Faizan	d/o Sadaqat Ahmad (Mutter)	Dietzenbach	Master of Science in Molecular biological sciences
28.	Hiba Paktürk	d/o Muhammad Ahmad Rashid Paktürk	Mannheim Süd	Master of Arts in Islamic Studies and Middle Eastern Studies
29.	Maha Ahmed Khan	d/o Ch. Mubashar Ahmed Waraich	Ginsheim	Master of Science in Business psychology
30.	Ayesha Ahmed	d/o Mirza Shakeel Ahmed	Wiesbaden Ost	Master of Science in Public Health
31.	Sijjeelah Mahmood	d/o Mahmood Ahmad	Nidda	Master of Science Neuroscience
32.	Aisha Maliha Chaudary	d/o Mushtaq Sharif Chaudary	Bielefeld	Master of Science in Civil engineering
33.	Sarah Ahmed Shakoor	d/o Shabbir Ahmed	Lampertheim	Master of Science in Architecture and Inclusive Architecture
34.	Sonia Samrin Ahmed	d/o Shafiq Ahmed	Fulda	Master of Arts in Educational Science
35.	Sobiah Abdullah-Rashid	d/o Mohammad Abdullah Ghuman	Darmstadt	Master of Science in Information Technology
36.	Ramin Khan	d/o Abdul Aala Khan	Frankenthal	Master of Science in Computer science
37.	Tanzeela Khalid	d/o Muzaffar Ahmad Zafar	Rüsselsheim ost	M.A in German as a Foreign/second language
38.	Aksa Bhatti	d/o Umar Farooq Bhatti	Balingen	Master of Business Administration in General Management
39.	Mahira Naseer Butt	d/o Naseer Ahmad Butt	Vechta	M. Ed in Teaching at Secondary and Junior High Schools
40.	Maham Ayaz	d/o Mushtaq Ahmad Ayaz	Erfurt	Master of Science in Photonics
41.	Maham Ayaz	d/o Mushtaq Ahmad Ayaz	Erfurt	Master of Philosophy in Physics
42.	Amat Ullah Cheena	d/o Azmat Ullah Cheema	Offenbach	Master of Science in Biomedical Management and Marketing
43.	Farrah Mubeen Malik	d/o Abdul Ghafoor Malik	Mülheim Ruhr	Master of Arts in Migration and Globalization
44.	Aisha Sibia	d/o Mohammad Rashid Cheema	Wiesbaden-West	Bachelor of Arts in Social sciences
45.	Aysha Chaudhry	d/o Noor-Ud-Din Chaudhry	Dortmund	Bachelor of Science in Psychology
46.	Hamna Hafeez Awan	d/o Hafeez Ahmad Awan	Hattersheim	Bachelor of Arts in Social Work
47.	Anisha Khan	d/o Rashid Arshid Khan	Köln	Bachelor of Arts in Teaching at Secondary and Junior High Schools
48.	Anila Iqbal Butt	d/o Mohammad Iqbal Butt	Ellwangen	Bachelor of Arts in Business administration
49.	Mahrukh Butt	d/o Ijaz Ahmed Butt	Riedstadt/Leeheim	Bachelor of Science in Biochemistry
50.	Samia Cheema	d/o Shah Nawaz	Rüsselsheim	Bachelor of Arts in Social Security, Inclusion, and Administration
51.	Zamrin Butt	d/o Naseer Ahmad Butt	Vechta	Bachelor of Arts in Social Work
52.	Jaweria Shah Kappey	d/o Syed Wasim Shah Kappey	Köln	Bachelor of Arts in Teaching at Secondary and Junior High Schools
53.	Tayyaba Zafar	d/o Zafar Iqbal	Ludwigshafen	Bachelor of Science in business informatics
54.	Urooj Saqib	d/o Mohammad Ahmad Saqib	Mörfelden West	Bachelor of Arts in Social Work
55.	Sonia Bilal Khokhar	d/o Bilal Ahmad Khokhar	Mahdi-Abad	Bachelor of Arts in Sociology and Political Science
56.	Muniba Kahlon	d/o Mubasher Ahmed Kahlon	Baitus Sabuh Süd	Bachelor of Arts in Educational Sciences

57.	Tooba Ahmad	d/o Shamshad Ahmad Qamar	Nuur Moschee	Bachelor of Arts in Sociology and Political Science
58.	Durdana Rana	d/o Sharif Ahmed Rana	Bruchsal (Ost)	Bachelor of Science in Internet und online Marketing
59.	Tahrim Zahid	d/o Munawar Ahmad Zahid	Billstedt	Bachelor of Arts in Fashion Design
60.	Aischa Imamah Ahmed	d/o Mubarik Ahmed	Hausen	Bachelor of Arts in Sociology
61.	Arooj Ahmad	d/o Khurshid Ahmad	Dithmarschen	Bachelor of Arts in Political Science and Education
62.	Selma Mahmood	d/o Tahir Mahmood	Eschersheim	Bachelor of Arts in linguistics
63.	Saman Khawaja	d/o Nadeem Khawaja	Seligenstadt	Bachelor of Arts in Social Work
64.	Maham Ahmad	d/o Nadeem Ahmad	Bait-ur-Rasheed	Bachelor of Arts in Teaching at Primary and Secondary Schools
65.	Tuba Khan	d/o Fakhar Islam Khan	Dreieich	Bachelor of Law in Information Law
66.	Maham Ayaz	d/o Mushtaq Ahmad Ayaz	Erfurt	Bachelor of Science in Physics
67.	Komal Zaman	d/o Azhar Zaman	Köln	Abitur
68.	Dania Ahmad	d/o Muhammad Noman Ahmad	Raunheim Süd	Abitur
69.	Labiba Zahoor Ahmed	d/o Khalid Zahoor Ahmed	Groß-Umstadt	Abitur
70.	Soha Asghar	d/o Muhammad Asghar	Darmstadt	Abitur
71.	Fatima Shahzad	d/o Shahzad Nazir Bhatti	Bremerhaven	Abitur
72.	Sabika Ahmed	d/o Mahmood Ahmed	Stade	Abitur
73.	Hala Ahmad	d/o Naveed Ahmad	Bruchsal-West	Abitur
74.	Tehmina Jawed	d/o Muhammad Ahsan Jawed	Böblingen	Abitur
75.	Fareeha Cheema	d/o Raees Cheema	Maintal	Abitur
76.	Sabahat Noor	d/o Abdul Rauf	Osnabrück	Abitur
77.	Ameena Asghar	d/o Mohammad Asghar	Koblenz	Abitur
78.	Sumran Nawal Ahmad	d/o Haroon Ahmad Dogar	Kassel Süd	Abitur
79.	Urooj Tanveer	d/o Muhammad Tanveer	Heilbronn	Abitur
80.	Ayman Roya Virk	d/o Masood Ahmad Virk	Homburg (Saar)	Abitur
81.	Irsa Ejaz	d/o Ejaz Ahmad	China	PhD in agricultural sciences
82.	Hala Sohail	d/o Sohail Ahmad	France	Abitur
83.	Mahjabeen Azhar	d/o Mohammad Azhar	France	Bachelor
84.	Memona Khan	d/o Khan Saghir Ahmad	France	Master of Science in biology
85.	Tanzeela Kanwal	d/o Abdul Haq Warraich	France	State Certified Nursing

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبّت دلوں میں بٹھائے گا۔ اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اِس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا مُنہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے سو اے سُننے والو! اِن باتوں کو یاد رکھو۔ اور اِن پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہو گا‘‘۔ (تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409،410)

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

محترمہ امۃ المبین جبار صاحبہ

خاکسار کی اہلیہ محترمہ امۃ المبین جبار صاحبہ (مہدی آباد جرمنی) مورخہ 4 جولائی 2025ء کو بعمر 44 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، غریبوں کی ہمدرد، فدائی اور مخلص خاتون تھیں۔ آپ کی پوری زندگی خلافت احمدیہ سے وابستگی، جماعتی خدمت، ایثار و وفا اور قربانی کا عملی نمونہ پیش کرتے ہوئے گزری۔ آپ نے صدر لجنہ مہدی آباد کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ اپنی تکلیف دہ بیماری کا تمام عرصہ بڑے صبر وشکر کے ساتھ گزارا۔ بیماری سے کچھ عرصہ قبل معلّمہ کا امتحان کامیابی سے پاس کیا اور بہت سی بچیوں کو قرآن کریم کی تعلیم دیتی رہیں۔ مرحومہ نے مسجد Paderborn کے لیے 50,000 یورو کی خطیر رقم پیش کی۔ پاکستان میں بعض مستحقین کی بھی بڑی خاموشی اور باقاعدگی سے مالی مدد کیا کرتی تھیں۔

مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں خاکسار کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ مکرم بلال احمد باجوہ صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی اور تدفین 9 جولائی کو Friedhof Friedrichsgabe Norderstedt میں ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت آپ کی نماز جنازہ غائب 27 اگست کو اسلام آباد ٹلفورڈ میں پڑھائی۔ (عطاء الجبار، مہدی آباد)

محترمہ ناصرہ سلطانہ صاحبہ

خاکسار کی اہلیہ محترمہ ناصرہ سلطانہ صاحبہ کچھ عرصہ مختلف بیماریوں میں مبتلا رہنے کے بعد مورخہ 20 اگست 2025ء کو 67 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ 27 اپریل 1958ء کو کولون میں پیدا ہوئیں۔ آپ کا جرمن نام Gabriele Kardel تھا جو شادی کے بعد Gabriele Ahmad ہو گیا۔ آپ نے معاشیات کی تعلیم حاصل کی۔ 1982ء میں جماعت احمدیہ سے تعارف ہوا۔ 2 سال کے عرصہ کے بعد جون 1984ء میں گہرے مطالعہ، تحقیق اور شرح صدر ہونے پر بیعت کر لی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے اسلام کی مزید تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے پاکستان جانے کی خواہش کا اظہار کیا تو حضورؒ نے فرمایا کہ ضرور جاؤ مگر وہاں شادی کر کے آنا۔ حضورؒ کے ارشاد کی تعمیل میں 9 اکتوبر 1984ء کو کھاریاں میں خاکسار سے آپ کی شادی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا اور ایک بیٹی عطا فرمائے۔

قبولِ اسلام کے بعد قرآن کریم پڑھنا سیکھا، اسی طرح اردو اور پنجابی زبانیں بھی سیکھیں۔ آپ کو جماعتی خدمات کی توفیق بھی ملی۔ آغاز میں 1985ء تا 1987ء بطور جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ کولون خدمت کی توفیق ملی اور پھر 1987ء تا 1993ء صدر لجنہ اماء اللہ کولون کے فرائض انجام دیتی رہیں۔ جماعتی کاموں میں ہمیشہ فعّال رہیں۔ ہر اجلاس، کلاس یا تبلیغی میٹنگ کی تیاری میں پیش پیش ہوتیں۔ ہر کسی کی مدد کو ہر وقت تیار رہتیں۔ حکومتی دفاتر میں بھی جاتیں، ترجمہ بھی کرتیں اور فارم وغیرہ بھی پُر کرتیں۔

لمبے عرصہ تک جلسہ سالانہ کی ڈیوٹی باقاعدگی اور مستعدی سے ادا کی۔ بیماری کے باوجود ڈیوٹی پر بروقت حاضر ہوتیں۔ ایک بار ڈیوٹی کے دوران طبیعت بگڑ گئی، ڈاکٹر نے ڈرِپ لگائی اور آرام کرنے کو کہا، ڈرِپ کے ختم ہوتے ہی کہنے لگیں کہ اب مَیں ٹھیک ہوں اور اپنی ڈیوٹی پر واپس پہنچ گئیں۔ 2001ء میں جب جرمنی میں انٹرنیشنل جلسہ منعقد ہوا تو ضیافت کے شعبہ میں منتظمہ تھیں۔ رسالہ خدیجہ نے مستورات کے جلسہ کی رپورٹنگ کرتے ہوئے آپ کے بارے میں لکھا: ''یہ ضیافت کا ٹینٹ ہے جس کی منتظمہ ایک جرمن بہن محترمہ ناصرہ سلطانہ صاحبہ ہیں جنہیں اردو اور پنجابی پر بھی کافی عبور حاصل ہے۔ جلسہ گاہ کے بعد سب سے زیادہ تعداد میں مہمان یہاں اکٹھے ہوتے ہیں جہاں ناشتہ، دوپہر کا کھانا اور شام کا کھانا دیا جاتا ہے۔ ایشین اور یورپین کھانے کا مینو بنا کر مختلف جگہوں پر آویزاں کیا گیا تا کہ لائن میں کھڑے ہونے سے پہلے مہمانوں کو پتا چل سکے کہ وہ کیا کھانا چاہتے ہیں۔ امسال اس شعبہ میں بہت پلاننگ کی گئی اور ناظمہ نے جہاں مہمانوں کو کھانا کھلانے کی طرف توجہ دی وہاں یہ توجہ بھی دی کہ روٹی، سالن یا گلاس، پیالیاں وغیرہ ضائع نہ ہوں اور اس کے لئے ذاتی طور پر نگرانی کی۔ قطار بندی کا خیال بھی رکھا گیا۔ جس محنت اور جانفشانی سے محترمہ ناصرہ سلطانہ صاحبہ نے کام کیا اس کی مثال کم ہی ملتی ہے۔ اگر رات تین بجے مہمان آئے ہیں تو وہ اٹھ کر کھانا دے رہی ہیں اور تینوں دن ان کے کام کرنے کی صلاحیت میں فرق نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان واخلاص میں ترقی دے، آمین۔'' (ماہنامہ خدیجہ اگست تا اکتوبر 2001ء)

مرحومہ مالی قربانی میں بھی پیش پیش تھیں۔ بیت النصر کولون کی خرید کے وقت اپنا سارا زیور چندہ میں دے دیا۔ جب ہمارا بیٹا پیدا ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس کا نام صلاح الدین رکھا۔ نام لکھوانے کے لئے متعلقہ ادارے پہنچے تو اس عورت نے بچے کا یہ نام درج کرنے سے انکار کر دیا کہ یہ جرمن نام نہیں لہٰذا یہ نام نہیں رکھا جا سکتا۔ اس پر حضورؒ سے دعا کی درخواست کی گئی تو حضورؒ نے فرمایا کہ عدالت سے رجوع کیا جائے۔ تقریباً دو سال کے بعد عدالت نے یہ نام رکھنے کا حق دیا۔ اس سارے عرصہ میں آپ نے نہایت صبر اور دعا سے کام لیا۔ 1988ء میں آپ کو پہلی بار کینسر ہوا۔ پانچ سال کے تکلیف دہ اور صبر آزما علاج کے بعد یہ مرض دور ہو گیا لیکن 2000ء میں یہ بیماری پھر عود کر آئی۔ لیکن پریشانی، واویلا یا شکوہ تو دُور کی بات ہے ان کے روزمرہ کے کاموں اور جماعتی خدمات میں سرِ مُو فرق نہیں آیا۔ خدا کی رضا پر راضی تھیں اور بڑے حوصلے، صبر وتحمل اور دعا کے ساتھ اس مرض کا مقابلہ کیا اور ہر حال میں خوش وخرم اور پُرسکون ہی نظر آتی تھیں۔ موصوفہ گوناگوں خوبیوں کی مالک تھیں اور ایمان اور اخلاص کی دولت سے مالامال تھیں۔ خلافت کی فدائی اور سچی وفادار تھیں۔ 24 اگست کو مکرم مولانا محمود ناصر ثاقب صاحب امیر ومبلغ انچارج یمن نے بیت النصر کولون میں مرحومہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اگلے روز 25 اگست کو Westfriedhof کولون میں تدفین عمل میں آئی۔

(تنویر احمد، کولون)

مکرم ملک سلطان احمد صاحب

خاکسار کے والد مکرم ملک سلطان احمد صاحب آف Ginsheim جرمنی ابن مکرم ملک محمد احمد صاحب مرحوم آف مائنز 23 اگست کو لاہور میں بعمر 72سال وفات پاگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحوم حضرت شیخ فضل احمد بٹالوی صاحبؓ کے پوتے اور حضرت شیخ ظہورالدین صاحبؓ آف دھرم کوٹ بگہ کے نواسے تھے۔ ربوہ سے ایف اے کرنے کے بعد راولپنڈی سے ایسوسی ایٹ انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کی اور پھر اسلام آباد (پاکستان) میں ملازمت کے علاوہ راولپنڈی میں ذاتی کاروبار بھی کرتے رہے۔ ہمیشہ کوشش کی کہ رہائش اور کاروبار کو مسجد کے قریب ہی رکھیں تا نمازوں اور جماعتی پروگرامز میں شرکت میں سہولت رہے۔صوم وصلوٰۃ کے پابند اور ہر خدمت کے لیے تیار رہتے۔ نہایت مخلص اور وفا شعار احمدی تھے۔ نوجوانی میں ہی نظامِ وصیت سے منسلک ہوگئے۔ 1979ء میں جرمنی آگئے جہاں خدمت کا سلسلہ جاری رہا۔ ہر تحریک میں غیر معمولی قربانی کرتے۔ خلافت رابعہ میں ایک بار اپنی کل جمع پونجی ایک تحریک میں پیش کر دی جس پر حضورؒ نے اپنے خطاب میں اظہارِ خوشنودی بھی فرمایا تھا۔ اپنے خاندان کے اکثر بزرگوں کے علاوہ بھی تحریک جدید کے دفتر اوّل کے کئی کھاتے زندہ رکھے ہوئے تھے۔ جماعت جرمنی کے بے شمار تعمیراتی کاموں میں ہمیشہ نمایاں خدمت کی توفیق پائی۔ ناصر باغ کے زیرِ زمین ہیٹنگ سسٹم کی تنصیب اور بہت سی دیگر مساجد میں مختلف امور میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ سالہا سال تک جلسہ سالانہ جرمنی کے نائب افسر برائے ٹیکنیکل امور رہے۔ نیشنل شعبہ جائیداد میں بھی نہایت اخلاص سے خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کے علاقہ میں جب تک مسجد کی تعمیر نہیں ہوئی تھی، اپنے گھر کو نماز سنٹر کے طور پر پیش کیے رکھا۔

آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا (خاکسار) اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی نمازِ جنازہ 27 اگست کو مسجد مبارک ربوہ میں ادا کی گئی اور اسی روز بہشتی مقبرہ دارالفضل میں تدفین ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت 11 ستمبر کو آپ کی نماز جنازہ غائب اسلام آباد میں پڑھائی۔ (طلحہ عدنان)

محترمہ بشریٰ نزہت بھٹی صاحبہ

خاکسار کی والدہ محترمہ بشریٰ نزہت بھٹی صاحبہ اہلیہ مکرم محمد یونس بھٹی صاحب جماعت برگش گلڈباخ مورخہ یکم ستمبر 2025ء کو حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے بعمر 77 سال وفات پا گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ تہجد گزار، صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ خلافت سے بہت محبت کرتیں اور اپنی اولاد کو بھی خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتیں۔ بہت خوش اخلاق اور مہمان نواز تھیں۔ آپ موصیہ تھیں۔

پسماندگان میں خاوند کے علاوہ چار بیٹے مکرم محمد زکریا بھٹی صاحب، مکرم محمد محسن بھٹی صاحب، صدر جماعت برگش گلڈباخ، مکرم خرم سہیل بھٹی صاحب اور خاکسار یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 3 ستمبر کو بیت النصر کولون میں مکرم امیر صاحب جرمنی نے پڑھائی اور اگلے روز Friedhof Moitzfeld میں تدفین ہوئی۔

(احسن فہیم بھٹی، مربی سلسلہ و نیشنل سیکرٹری سمعی و بصری)

محترمہ صابرہ بی بی قریشی صاحبہ

خاکسار کی اہلیہ محترمہ صابرہ بی بی قریشی صاحبہ (جماعت لڈوگ ہافن) 18 ستمبر 2025ء کو بعمر 85 سال وفات پا گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ 1965ء میں بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں داخل ہوئیں۔ 2014ء میں جرمنی آئیں۔صوم وصلوٰۃ کی پابند نہایت اچھے اخلاق کی مالک خاتون تھیں۔ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ آپ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں خاکسار کے علاوہ چار بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 19 ستمبر کو مسجد احسان من ہائیم میں مکرم عدیل احمد شاد صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی۔ بعد ازاں تدفین کے لیے ربوہ لے جایا گیا جہاں 21 ستمبر کو بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

(محمد امین قریشی، Ludwighafen)

چیریٹی واک جماعت بادمیرین برگ

جماعت احمدیہ بادمیرین برگ نے 13 ستمبر کو Stahlhofen میں تیسری چیریٹی واک کا انعقاد کیا جس میں تقریباً 70 افراد شریک ہوئے۔ شاملین میں SPD اور FDP سیاسی جماعتوں کے متعدد رہنما، مختلف تنظیموں کے نمائندے اور مقامی افراد شامل تھے۔

معزز مہمانوں میں صوبہ رائن لینڈ فالز کی صوبائی پارلیمنٹ کے صدر Hendrik Hering اور ویسٹر برگ علاقہ کے میئر Markus Hof بھی شامل تھے۔ چیریٹی واک کے نتیجہ میں جمع ہونے والی رقم مختلف فلاحی تنظیموں میں تقسیم کی جائے گی۔ اس موقع پر میئر Markus Hof نے وعدہ کیا کہ مستقبل میں احمدیہ چیریٹی واک کے پروگرام کی تیاری اور انتظامات میں شہری انتظامیہ کو بھی شامل کیا جائے گا۔

Zahlreiche Sportler folgten dem Aufruf der Die Ahmadiyya-Gemeinde Bad Marienberg und liefen für die gute Sache.
Foto: Röder-Moldenhauer

Dritter Charity Walk am Wiesensee

Ahmadiyya-Gemeinde lud zum Lauf für den guten Zweck

■ **Stahlhofen a.W.** Strahlender Sonnenschein, gute Stimmung und ein starkes Miteinander: Das dritte Ahmadiyya-Charity-Walk-Event im Westerwald war ein voller Erfolg. Das berichten die Organisatoren in einer Pressemitteilung. Rund 70 Teilnehmerinnen und Teilnehmer – darunter Bürger, Politiker und Gäste aus Bad Marienberg oder sogar Frankfurt kamen zusammen, um für wohltätige Zwecke Spenden zu sammeln.

Am Wiesensee dabei waren auch Landtagspräsident Henrik Hering sowie der Bürgermeister der Verbandsgemeinde Westerburg, Markus Hof, der bereits an der Entstehung des Charity Walks beteiligt war. Beide betonten die Bedeutung solcher Formate, die auch Brücken zwischen Menschen bauen und den sozialen Zusammenhalt fördern.

„Ich bin allen sehr dankbar, die so tatkräftig mitgearbeitet haben", betonte der Veranstalter und würdigte den Einsatz der vielen freiwilligen Helfer, die unter anderem aus der Ahmadiyya-Gemeinde Montabaur sowie aus umliegenden Städten angereist waren.

Auch Imam und Theologe Ansar Ahmed wandte sich an die Gäste. In seiner Ansprache erinnerte er daran, dass der Charity Walk nicht nur ein Benefizlauf sei, sondern vor allem ein Zeichen für Frieden, Verständigung und Zusammenhalt. Mit einem gemeinsamen Gebet setzte er einen feierlichen Schlusspunkt, der die Veranstaltung in würdigem Rahmen abrundete. *red*

Westerwälder Zeitung 20.9.2025

جناب Hendrik Hering نے اس بات پر زور دیا کہ ایسے پروگرام ایک اہم پلیٹ فارم ہیں جو سماجی اتحاد کو مضبوط کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ تقریباً 2 بجے پروگرام کے اختتام پر مکرم انصر احمد صاحب مربی سلسلہ نے اختتامی دعا کروائی۔ چیریٹی واک کو کامیاب بنانے کے لئے جماعت احمدیہ Montabaur اور دیگر قریبی جماعتوں سے بھی رضاکاران نے بھرپور شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی بھرپور جزا عطا فرمائے، آمین۔

(اصغر علی، زعیم مجلس بادمیرین برگ)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے، آمین

سیالکوٹ میں احمدیوں پر حملہ

ممتاز صحافی احتشام شامی سیالکوٹ میں احمدیوں پر ہونے والے حملہ کے بارے میں بی بی سی اردو لاہور کی ویب سائیٹ پر لکھتے ہیں:

’ہمیں سمجھ نہیں آرہی تھی کہ ہم بیوی بچوں کو لے کر کہاں جائیں؟ وہ لوگ بار بار لاؤڈ سپیکر پر اعلان کر رہے تھے کہ آپ لوگ کسی اور جگہ چلے جائیں، ورنہ ہم آپ کے گھروں کو بھی آگ لگا دیں گے‘۔ یہ کہنا ہے پاکستان کے صوبہ پنجاب کے ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں پیرو چک کے رہائشی عمران کا جن کا تعلق احمدی برادری سے ہے۔ ان کی شناخت کے تحفظ کے لیے فرضی نام استعمال کیا جا رہا ہے۔

28 ستمبر کو سیالکوٹ کے تھانہ موترہ میں پولیس کی مدعیت میں ایک سو سے زیادہ افراد کے خلاف انسداد دہشتگردی کی دفعات کے تحت مقدمہ درج کیا گیا ہے جس میں درجنوں افراد پر توہین مذہب، احمدی برادری کی املاک کے جلاؤ گھیراؤ، پولیس پارٹی پر حملے سمیت دیگر الزامات عائد کیے گئے ہیں۔ سیالکوٹ پولیس کے ترجمان خرم شہزاد کے مطابق مقدمے میں نامزد 30 ملزمان کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ یہ کشیدگی 21 ستمبر کو شروع ہوئی تھی جب ایک احمدی خاتون کی مقامی قبرستان میں تدفین کو روکا گیا تھا۔

جماعت احمدیہ پاکستان کے ترجمان عامر محمود کے مطابق پیرو چک ضلع سیالکوٹ کے قدیم قبرستان میں گذشتہ اڑھائی سال سے احمدیوں کو تدفین کی اجازت نہیں دی جا رہی اور انہیں اب دور دراز علاقوں میں جاکر تدفین کرنا پڑتی ہے۔ ادھر ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ صبا اصغر علی کا کہنا تھا کہ پیرو چک میں امن وامان سے متعلق ضروری اقدامات کر لیے گئے ہیں اور پولیس اپنی کارروائی عمل میں لا رہی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ قبرستان کے معاملے کو بھی جلد حل کر لیا جائے گا، اس سلسلے میں مشاورت جاری ہے اور قانونی پہلوؤں کو مدنظر رکھا جا رہا ہے۔

کاشتکاری سے منسلک عمران کا کہنا ہے کہ ان کے خاندان کی کئی نسلیں اسی گاؤں میں رہتی رہی ہیں مگر کبھی ایسے حالات پیدا نہیں ہوئے۔ جب بھی وہ صبح کام کے لیے نکلتے ہیں تو انھیں ڈر رہتا ہے کہ ’کوئی مجھے گولی مار دے گا یا میری غیر موجودگی میں گھر کو آگ لگا دے گا‘۔ عمران نے بی بی سی کو بتایا کہ 28 ستمبر کی شام گھر واپسی پر انھوں نے ایک جامع مسجد کے باہر کچھ لوگوں کو اکٹھا دیکھا۔ ’میں سمجھ گیا تھا کہ آج پھر حالات گڑبڑ ہیں۔ میں وہاں سے تیزی سے آگے گھر کی طرف نکل گیا اور گھر جاتے ہی بیوی بچوں کو کہا کہ فوراً ضروری سامان سمیٹو۔ میرا ارادہ یہاں سے 14 کلومیٹر دور ایک گاؤں جانے کا تھا جہاں رشتے دار رہتے ہیں‘۔ پیکنگ کے دوران انھوں نے لاؤڈ سپیکر پر اعلانات سنے جن میں ان کے مطابق احمدی برادری سے تعلق رکھنے والوں کو کھلے عام دھمکی دی جا رہی تھی کہ ہمارا علاقہ چھوڑ دو ورنہ ہم آپ کے گھروں کو آگ لگا دیں گے۔ عمران کے مطابق ’ہماری ہمسائی نے میری بیوی کو آواز دی کہ بال بچے لے کر ہمارے گھر آجاؤ۔ یوں میری بیوی اور بچے سیڑھیوں کے ذریعے گھر کی چھت پر پہنچے اور چھت کی دیوار پھلانگ کر ہمسائیوں کے گھر چلے گئے۔ ان کے اس طرز عمل سے لگا کہ انسانیت ابھی دلوں میں باقی ہے‘۔

28 ستمبر کے واقعے پر درج مقدمے میں پولیس کا کہنا ہے کہ مقامی لوگوں کو احمدی برادری سے منسلک افراد کے خلاف مشتعل کیا گیا اور دکانوں اور ڈیروں پر آتشزنی کی گئی۔ ایف آئی آر کے مطابق 21 ستمبر کو گاؤں پیرو چک میں ایک احمدی خاتون کی وفات کے بعد ان کی تدفین میں رکاوٹ ڈالی گئی تھی اور احمدی برادری کے خلاف مذہبی منافرت اور دشمنی کو فروغ دے کر امن و امان کی صورتحال خراب کر دی گئی تھی۔ جماعت احمدیہ پاکستان کے ترجمان 2022ء میں سیالکوٹ کی ضلعی امن کمیٹی کی سفارشات کا حوالہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ’اس قبرستان کی الاٹمنٹ قیام پاکستان کے بعد احمدیوں کو ہوئی تھی۔ یہاں پہلے سے آباد دیگر مسالک سے وابستہ مقامی برادری کو دوسرے مسالک کے افراد نے اپنے قبرستان میں دفن نہیں ہونے دیا تو جماعت احمدیہ کے افراد نے انسانی ہمدردی کے تحت انہیں اپنے قبرستان میں تدفین کی اجازت دی جو 2022ء تک جاری رہی۔ یوں اس قبرستان میں احمدی برادری کی قبروں کی تعداد 220 ہے جبکہ دیگر مسالک کے 100 کے قریب افراد دفن ہیں‘۔

خیال رہے یہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ نہیں ہے۔ گذشتہ برس حکومت کے قومی کمیشن برائے انسانی حقوق (این سی آر ایچ) نے اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں ایک رپورٹ شائع کی جس کے مطابق 1984ء سے 2024ء تک احمدی برادری کے 280 افراد صرف مذہبی عقیدے کی وجہ سے قتل کیے جا چکے ہیں اور 415 دیگر افراد اپنے عقیدے کی وجہ سے حملوں کا نشانہ بنے ہیں۔ احمدی برادری اگر زندہ ہوتے ہوئے محفوظ نہیں تو مرنے کے بعد بھی اُنھیں وہ حفاظت نہیں ملتی جو کہ ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق جنوری 2023 سے ستمبر 2023 تک کے اعداد و شمار (نو ماہ) کا اگر جائزہ لیا جائے تو یہ کافی پریشان کن ہیں۔ رپورٹ کے مطابق 39 معاملات میں تدفین کے بعد احمدی برادری کے افراد کی لاشوں کو قبروں سے نکال لیا گیا، 99 معاملات میں قبروں کی بے حرمتی کی گئی اور 96 کیسز میں احمدی برادری کے افراد کو مشترکہ قبرستان میں تدفین کی اجازت نہیں دی گئی۔ (بشکریہ بی بی سی اردو)

https://www.bbc.com/urdu/articles/cz7r89wd7zyo

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA

VOL 26 | ISSUE 10 | OCTOBER 2025

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir

PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de